رهنمائے تیکسلہ

یعنی

اردو ترجمہ "گائڈ ٹو تیکسلہ" طبع ثانیہ

مصنفہ

جناب معلی القاب سر جان ہاورڈ مارشل صاحب بہادر

(ناٹ) ۔ سی ۔ آئی ۔ ای ۔ ڈائرکٹر جنرل

محکمہ آثار قدیمہ ہند

مترجمہ

مولوی محمد حمید صاحب قریشی

بی ۔ اے

اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ محکمہ آثار قدیمہ

188617

کلکتہ

سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ انڈیا

سنہ ۱۹۲۳ع

1475

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188817

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۱۳۵۴ Accession No. 21475

Author رسل خان

Title رہنمائے شکسپیر مترجمہ محمد حسین سنی

This book should be returned on or before the date last marked below.

رهنمائے تیکسلہ

یعنی

اردو ترجمہ "گائڈ ٹو تیکسلہ" طبع ثانیہ

مصنفہ

جناب معلی القاب سر جان مارشل صاحب بہادر
(نائٹ) ' - سی - آئی - ای ' ڈائرکٹر جنرل
محکمہ آثار قدیمہ ہند

مترجمہ

مولوی محمد حمید صاحب قریشی
ی - اے
اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ محکمہ آثار قدیمہ

کلکتہ
سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ انڈیا
سنہ ۱۹۲۴ ع

محکمہ آثار قدیمہ



HEAD OF DIONYSUS FROM SIRKAP.

Photo-engraved & printed at the Offices of the Survey of India, Calcutta, 1921.

فہرست مضامین

باب ۱ — جغرافیائي حالات . . . ۱۱ تا ۲۱
ٹیکسلہ کي جاے وقوع - ۱۱ ، وادي ٹیکسلہ قدیم
زمانے میں - ۱۲ ، دھرم کا میدان مرتفع - ۱۴ ،
سرکپ - ۱۵ ، بابر خانہ یا کچا کوٹ - ۱۸ ،
سرسکھ - ۱۹ ، دیگر آثار ۲۰

باب ۲ — تاریخي حالات . . . . ۲۲ تا ۴۸
سلطنت ایران - ۲۳ ، سکندر اعظم - ۲۴ ، سلیوکس
نکیٹر (سلجوق فاتح) - ۲۶ ، سلطنت موریا - ۲۷ ،
باختري یوناني - ۲۸ ، تورانی و پارتھیائي - ۳۰ ،
اپا لونیس والیٔ ٹیانہ - ۳۴ ، شاہ ہرمائیس اور
اھل کشان - ۳۶ ، ھنوں کا حملہ اور ٹیکسلہ کي
بربادي ۳۹ ، ھوان چوانگ - ۴۰ ، تحقیق آثار
ٹیکسلہ بزمانہ حال ۴۰ ، مشہور تواریخي واقعات ۴۳

باب ۳ — صنعت . . . . . ۴۹ تا ۷۳
اخمیني - ۵۰ ، موریا - ۵۱ ، یوناني تورانی اور
پارتھیائي - ۵۴ ، قندھاري - ۶۴ ، یوناني صنعت کا اثر ۷۰

باب ۴ — دھرماراجیکا ستوپہ . . ۷۴ تا ۱۱۳
ستوپہ کلاں - ۷۷ ، ستوپہ کلاں کے گرد چھوٹے صدور
ستوپوں اور مندروں کا حلقہ - ۸۱ ، طرز تعمیر
کے نمونے - ۸۶ ،

A-1

فہرست مضامین

چھوٹی چھوٹی قدیم اشیاء جو مناور سے ملی
ہیں - ۸۸ ، ستوپہ (J^1) - ۹۰ ، ستوپہ (J^2) - ۹۲
ستوپہ (N^{9-13}) - ۹۳ ، مناور (N^{17-18}) - ۹۴ ،
ستوپہ (N^7) - ۹۵ ، عمارات (P^{1-2}) - ۹۶ ، تالاب ۹۷
ستوپہ (P^6, K^3) - ۹۸ ، ستوپہ (K^1) - ۹۸
منظر گرد و نواح ۹۹ ، عمارت (H^1) - ۱۰۱
دروازے (M^4) - ۱۰۲ ، مناور (G^{1a}) - ۱۰۳ ، کتبہ
سنہ ۱۳۶ صفحہ ۱۰۴ ، مندر (R^1) - ۱۰۶ ،
عمارت (L) - ۱۰۸ ، محرابی مندر (I^3) - ۱۱۱ ،
مناور (F,E) - ۱۱۲

باب ۵ — ستوپہ کنال . . . . ۱۱۴ تا ۱۲۴
ستوپے کی تعیین ۱۱۴ ، کیفیت - ۱۱۹ ، خانقاہ ۱۲۳

باب ۶ — سرکپ . . . . ۱۲۵ تا ۱۶۳
شہر پناہ - ۱۲۵ ، شاہی محل ۱۲۷ ، مکانات کے
نقشے - ۱۳۴ ، مندر واقعہ سلسلہ (G) - ۱۳۸ ، مندر
عقاب ذوراسین واقعہ سلسلہ (F) - ۱۴۰ ، آرامی
کتبہ - ۱۴۳ ، چھوٹی چھوٹی قدیم اشیاء بر آمدہ
از سرکپ - ۱۴۵ ، زیورات از سلسلہ (E) - ۱۴۶ ،
اشیاء از کمرہ (C^{18}) - ۱۴۶ ، زیورات جو وسطی
صحن کے شمال سے ملے - ۱۵۳ ، محرابی
مندر (D) - ۱۵۶ ، ستوپۂ صحن (A) ، - ۱۶۰
دروازہ شہر - ۱۶۲

باب ۷ — جنڈیال . . . . ۱۶۴ تا ۱۷۸
مندر - ۱۶۴ ' ستوپہ اور خانقاہ واقعہ ٹیلہ
(B) - ۱۷۵ ' ستوپہ (A) - ۱۷۸
باب ۸ — سرسکھہ - لال چک - اور بادل پور . ۱۷۹ تا ۱۹۲
سرسکھہ کی جاے وقوع - ۱۷۹ ' سرسکھہ کے
استحکامات - ۱۸۰ ' توفکیان - ۱۸۳ ' لال چک - ۱۸۷ '
ستوپہ و خانقاہ - ۱۸۷ ' ستوپہ نمبر ۱ - ۱۸۹
ستوپہ نمبر ۲ - ۱۹۱ ' بادل پور - ۱۹۱
باب ۹ — موھڑہ مرادو - جونیان وغیرہ . ۱۹۳ تا ۲۲۹
موھڑہ مرادو کی جاے وقوع - ۱۹۳ ' ستوپہ
نمبر ۱ - ۱۹۵ ' ستوپہ نمبر ۲ - ۱۹۸ ' خانقاہ - ۱۹۸ '
جولیان - ۲۰۶ ' ستوپوں کے صحن - ۲۱۰ ' خانقاہ - ۲۱۴ '
بھلر ستوپہ - ۲۲۳ ' بھر کا میدان مرتفع - ۲۲۶

ضمیمہ —

صنعتی و عمارتی اصطلاحات وغیرہ ۲۳۰ تا ۲۳۲

فہرست تصاویر

نمبر پلیٹ		مقابل صفحہ
۱ —	ڈایونیسس کا سر - از سرکپ . . .	سرورق
۲ —	مسکوکات	۵۱
۳ —	مسکوکات	۵۹
۴ —	دھرمارا جیکا ستوپہ - سطحي نقشہ . .	۷۷
۵ —	,, ,, - طرز تعمیر کے نمونے .	۸۷
۶ —	,, ,, - پختہ مٹي اور چونے کے سر	۹۵
۷ —	,, ,, - چاندي کے پترے پر کتبہ اور اوسکي دستي نقل .	۱۰۵
۸ —	,, ,, - قندھاري تصاویر (a) بدھہ کي خدمت میں نذرانہ پیش کیا جانا (b) بدھہ کا پہلا وعظ . . .	۱۰۹
۹ —	,, ,, - منظر شمالي . .	۱۱۳
۱۰ —	کنال ستوپہ - منظر شمالي مغربي .	۱۱۹
۱۱ —	سرکپ - محل کا سطحي نقشہ .	۱۲۹
۱۲ —	,, - مندر عقاب ذو راسین .	۱۳۱
۱۳ —	,, (a) آرامي کتبہ (b) ستوپہ نما ظرف تبرکات .	۱۳۴
۱۴ —	,, سلسلہ مکانات (E) اور (F) اور محرابي مندر (D) کا نقشہ	۱۳۶

نمبر پلیٹ		صفحہ
۱۵ —	سرکپ — ہار پوکرے ٹیز کي برنجي مورت	۱۴۷
۱۲ —	,, زیورات از سلسلہ (E) و دیگر اشیاء	۱۴۹
۱۷ —	,, (a) زیورات (b) زیورات	۱۵۱
۱۸ —	مندر جنڈیال - سطحي نقشہ	۱۶۵
۱۹ —	,, منظر عمومي . .	۱۶۹
۲۰ —	لال چك - خانقاہ کا منظر . .	۱۸۷
۲۱ —	موہڑہ مرادو - خانقاہ کا منظر . .	۱۹۵
۲۲ —	,, - ستوپہ نمبر ۱ کي آرائشي تصاویر	۱۹۷
۲۳ —	,, - خانقاہ کے ایك حجرے مین مکمل ستوپہ . .	۲۰۳
۲۴ —	,, - خانقاہ مین ایك قندھاري تصویر . .	۲۰۵
۲۵ —	جولیان - ستوپے اور خانقاہ کا سطحي نقشہ . . .	۲۰۹
۲۶ —	,, - صحن ستوپہ کا منظر عمومي	۲۱۱
۲۷ —	,, ایك طاق مین مجموعۂ تصاویر	۲۱۵
۲۸ —	,, ,, ,, (بدیسي کي تصویر)	۲۱۹
۲۹ —	بھلو ستوپہ	۲۲۳
۳۰ —	ٹیکسلہ کا پیمائشي نقشہ . . .	۲۳۲

انٹروڈکشن

سر جان مارشل بہادر بالقابہ ڈائرکٹر جنرل محکمہ آرکیالاجیکل سروے آف انڈیا نے قدیم شہر ٹیکسلہ کي کھدائي سنہ ۱۳ - ۱۹۱۲ع میں شروع کي تھي اور چار پانچ سال کے عرصے میں جو عمارات وغیرہ دریافت ہوئیں اون کے مجمل حالات سنہ ۱۹۱۷ع میں ایک رہنما کي صورت میں شائع کئے جس کا نام "اے گائیڈ ٹو ٹیکسلہ" رکھا - میرے مکرم دوست بابو غلام قادر صاحب نے، جو آجکل صاحب ڈائرکٹر جنرل بہادر کے نائب حضوریات ہیں، اوسي وقت مجھے اس رہنما کا اردو ترجمہ کرنے کا مشورہ دیا تھا کہ جو برادران وطن ٹیکسلہ دیکھنے آئے ہیں اور سر جان مارشل کي انگریزي تالیف سے بوجہ ناواقفیت زبان متمتع نہیں ہوسکتے وہ بھي ہندوستان کے قدیم تمدن و تہذیب کے اس مشہور مرکز کي تاریخ اور ان آثار و علائق کے دلچسپ حالات و کوایف سے کماحقہ واقفیت حاصل کرسکیں - صلاح تو نیک تھي مگر افسوس حالات نے اتني فرصت نہ دي کہ میں اس کام کو جلد شروع کرسکتا - اسي لیت و لعل میں چار سال گذر گئے حتی کہ سنہ ۱۹۲۱ع میں مارشل صاحب نے اپني ٹیکسلہ گائیڈ کا دوسرا ایڈیشن

شائع کردیا - اب تو مسٹر غلام قادر صاحب کے علاوہ دیگر احباب نے بھی بے حد اصرار کیا - حسن اتفاق سے مجھے بھی کسی قدر فرصت نصیب ہوئی اور آخر کار آغاز سنہ ۱۹۲۲ع میں یہ ترجمہ بخیر و خوبی اختتام کو پہنچ گیا - فالحمدلله علی ذالك *

سر جان مارشل انگریزی کے مانے ہوئے اہل قلم ہیں اور غیر زبان کے اعلیٰ پائے کے مصنفین کی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کرنا آسان کام نہیں ہی - تاہم میں نے مقدور بھر کوشش کی ہی کہ مصنف کے مطالب کو صحت کے ساتھہ عام فہم زبان میں ادا کردیا جائے اور جو کامیابی مجھے اس کوشش میں ہوئی ہی اوس کا اندازہ ناظرین کرام خود فرما سکتے ہیں *

اس موقعہ پر میں اپنے قدیم مشفق میر سید حفیظالدین صاحب عزیز کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جنہوں نے اثنائے ترجمہ میں بہت سے مشکل الفاظ و اصطلاحات کے مناسب اردو الفاظ بتانے کے علاوہ نہایت مفید اور قابل قدر مشورہ بھی دیا - لیکن سب سے زیادہ شکریے کے مستحق خود سر جان مارشل بہادر ہیں جنہوں نے ترجمے کے خیال کو پسند کیا اور کتاب کو مع تمام نقشوں اور تصویروں کے سرکاری مصارف پر چھپوادیا * فقط *

خاکسار

محمد حمید قریشی

بانکی پور - پٹنہ

۳۰ جنوری سنہ ۱۹۲۲ع

رهنمائے ٹیکسلہ

باب ۱

جغرافیائی حالات

ٹیکسلہ کے کھنڈرات شہر راولپنڈی سے قریباً بیس میل جانب شمال مغرب نارتھ ویسٹرن ریلوے کے سٹیشن ٹیکسلہ جنکشن[۱] کے مشرق اور شمال مشرق میں ایک

(۱) سٹیشن پر مسافروں کی آسائش کے لئے عمدہ ویٹنگ روم (Waiting Rooms) اور ریفریشمنٹ روم (Refreshment Rooms) ہیں - علاوہ ازیں قریباً ایک میل کے فاصلے پر محکمہ بارگ ماسٹری (P. W. D.) کا ایک بنگلہ بھی ہی جس میں ٹھیرنے کی بعض اوقات اکزیکٹو انجینیر صاحب راولپنڈی سے اجازت مل سکتی ہی - سٹیشن سے نصف میل سے کچھ کم فاصلے پر محکمہ آثار قدیمہ کا دفتر ہی - یہاں سے کھدائی کے متعلق ضروری معلومات حاصل ہوسکتی ہیں - ٹیکسلہ میں مقامی عجائب خانے کی تعمیر کا خیال فی الحال ملتوی کردیا گیا ہی - مگر دوران حفریات میں جو اچھی اچھی قدیم اشیاء برآمد ہوئی ہیں وہ بنگلے کے قریب اینک گودام میں محفوظ ہیں - اور جن ایام میں کھدائی کا کام ہورہا ہو ڈائرکٹر جنرل صاحب محکمہ آثار قدیمہ کی اجازت سے دیکھی جاسکتی ہیں - کھدائی کا کام صرف خزان اور بہار کے موسموں میں ہوتا ہی -

نہایت خوشگوار وادي کے اندر واقع ہیں - دریاے ہرو اور اسکے دو معاون لنڈي اور ٹمراہ اس وادي کو سیراب کرتے ہیں اور شمال و مشرق میں ہزارہ کا برفاني پہاڑ اور کوہ مري ' اور جنوب و مغرب میں مارگلہ کي مشہور پہاڑي اور چند دیگر پہاڑیاں جو کسی قدر پست ہیں ' اس کے گرد مضبوط قدرتي حصار بناتي ہیں - ایام قدیم میں ٹیکسلہ کو اپنے اس قدرتي حصار کي مضبوطي ' زمینوں کي زرخیزي ' عمدہ پاني کي افراط ' اور اس تجارتي شاہراہ پر واقع ہونے کي وجہ سے جو ہندوستان کو وسطي و مغربي ایشیا سے ملاتي تھي بہت بڑي اہمیت اور شہرت حاصل تھي ' - یوناني مورخین میں سے آیرین (Arrian) نے لکھا ہی کہ سکندر اعظم کے حملے کے وقت دریاے جہلم اور اٹک کے درمیان جتنے شہر واقع تھے ان میں ٹیکسلہ سب سے بڑا اور آباد شہر تھا - سٹرابو (Strabo) لکھتا ہی کہ ٹیکسلہ کے گرد و نواح کا علاقہ خوب آباد اور زرخیز ہی کیونکہ یہاں پہاڑوں کا سلسلہ ختم ہوکر میدان شروع ہوجاتے ہیں -" پلوٹارک (Plutarch) نے بھي یہاں کي زرخیزي

(۱) یوناني مورخ پلیني (Pliny) کہتا ہی کہ اس علاقے کا نام " امند " تھا -

کا ذکر کیا ھی - اور یونانی مصنفین کے علاوہ ملک چین کا مشہور سیاح ھوان چوانگ (Yuan Chwang) بھي جو ساتویں صدي عیسوي میں ھندوستان آیا ٹیکسلہ کی زمینوں کی زرخیزي ' فصلوں کي عمدگي ' اور پاني اور سبزے کي افراط کی تعریف کرتا ھی *

پلیٹ ۳۰ (Plate XXX) پر ٹیکسلہ کا جغرافیائي نقشہ دیکھنے سے معلوم ھوگا کہ مشرقي سلسلۂ کوہ کي ایک چٹیل اور ڈھلوان (چرنے کے پتھر کي) پہاڑی جسکا مغربي سرا ھتھیال کے نام سے مشہور ھی ' وادي کے گوشہ مشرق و شمال مشرق سے مغرب جنوب مغرب کو جاتي اور وادي مذکور کے شرقي حصے کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کرتي ھی - انمیں سے شمالي نصف کو متعدد نہریں ' جو دریاے ھرو کے بالائي حصہ سے کاٹ کر لائي گئي ھیں ' سیراب کرتي ھیں اور اس لئے یہ حصہ آجکل پیداوار کے لحاظ سے جنوبي حصے کی نسبت بہت زیادہ زرخیز ھی - جنوبي نصف میں جا بجا گہرے گہرے کھڈ اور خشک پتھریلی ٹیکریاں ھیں جن میں سے اکثر کی مسطح چوٹیوں پر قدیم ستوپوں اور خانقاھوں کے کھنڈر پائے جاتے ھیں - کوہ ھتھیال کے مغربي دامن کے ساتھہ ساتھہ تمرا

یا تمرا نالہ بہتا ہی جو بظاہر رہی نالہ معلوم ہوتا ہی جس کو یوناني مصنفین نے ٹائبرونابو ' ٹائبروبرام ' اور ٹائبریو بوٹمس لکھا ہی - وادي کے شمالي نصف مین دریاے ہرو کا دوسرا معاون نالہ لنڈي ہی جس کا پانی اگرچہ آجکل تمرا کي مانند بہت نیچے بہتا ہی لیکن ایام قدیم مین یقیناً سطح زمین کے قریب تر ہوگا -

اس خوشگوار وادي مین ہمین تین قدیم شہرون کے کھنڈرات ملتے ہین جنکا باہمي فاصلہ قریباً ساڑھے تین میل ہوگا - جنوبي جانب کا شہر بھڑ کے نام سے موسوم ' اور تمرا نالہ اور سرائے کالا حویلیان ریلوے کی لائن کے درمیان ایک میدان مرتفع پر واقع ہی جو نالے سے ۶۰ - ۷۰ فٹ کے قریب بلند ' شمالاً جنوباً ۱۲۱۰ گز طویل اور شرقاً غرباً ۷۳۰ گز عریض ہی - اس کي جنوبي اور مغربي حدود تو سیدھي اور خاصي باقرینہ ہین لیکن شمالي اور مشرقي اضلاع منحني اور تمرا نالے کي کھاڑیون اور اوسکے بلند کنارون کے ساتھہ ساتھہ چلتے ہین اور بعض کھاڑیون مین ' جنکي مٹي پاني کي قطع و برید سے بہ گئي ہی دیوارون کا معلوم کرنا ناممکن ہوگیا ہی - مقامي روایت

کے مطابق بھر ٹیکسلہ کا سب سے قدیم شہر ھی اور جس قدر پرانی چیزیں اثنائے حفریات میں اس میدان سے برآمد ھوئی ھیں وہ سب اس روایت کی تائید و تصدیق کرتی ھیں - جنرل کننگھم کی رائے ھی کہ ساتویں صدی عیسوی میں یہ شہر آباد تھا - مگر اوسکی یہ رائے اس خیال پر مبنی تھی - کہ غالباً " بابر خانہ " کا ستوپہ (۱) رھی " مدیۂ سر " والا ستوپہ ھی جس کا ذکر ھوان چوانگ نے اپنے سفرنامے میں کیا ھی - لیکن حفریات حاضرہ کے اثنا میں جو قدیم آثار برآمد ھوئے ھیں اون سے جنرل موصوف کے اس خیال کی تائید نہیں ھوتی بلکہ اُلٹا یہ ثابت ھوتا ھی کہ شہر مذکور یونانیوں کی آمد سے کئی سو برس پہلے آباد ھوا تھا - اور یونانیوں نے دوسری صدی قبل مسیح کے آغاز ھی میں اوس شہر کو دارالسلطنت بنا لیا تھا جو آجکل سرکپ کے نام سے مشہور ھی -

سرکپ

یہ دوسرا شہر ' یعنی سرکپ ' ھتیال کی مغربی شاخوں پر اور ایک صحیح‌المحدود میدان مرتفع پر واقع ھی جو ھتیال کی شمالی جانب ھی - فصیل شہر قریباً ساری کی ساری اب تک موجود ھی - مغربی

(۱) ستوپے کی تشریح کے لئے دیکھیں نوٹ صفحہ ۷۳

ضلع کي ديوار اکثر مقامات پر باهر کو نکلي هوئي يا اندر کو دبي هوئي هی - ليکن شمالي اور مشرقي ديوارين بالکل سيدهي هين - شرقي ضلع کي فصيل ميدان کے جنوب مشرقي گوشه سے سيدهی هتهيال کی ايک شاخ کے ڈهلوان پهلو پر هوتی هوئي ايک چهوٹي سی وادي مين سے گذرتي هی اور ايک اور پهٹي اور نشيب کو عبور کرکے هتهيال کي تيسري شاخ پر چڑهه جاتي هی جو وادي ٹيکسلہ کے جنوبي حصے مين سب سے اونچي پهاڑي هی - يهان سے يه ديوار مغرب کو مڑتي ' اور پهاڑي کے پهلو پر سے گذرتي هوئی اوس کے مغربي کونے مين اوترتي هی - اس کے بعد دفعةً شمال اور پهر مغرب کو مڑ کر ' اور ٹمرا نالے کے قريب ايک بلند ٹيلے کو احاطے مين لے کر ' شمال کو مڑتي هی اور آخر کار فصيل کي مغربي ديوار کے ساتهه آملتي هی - اس طرح هتهيال کي تين چڻيل اور ڈهلوان شاخين ' ايک مسطح الراس پهاڑي ' جو مذکورہ بالا ٹيلے سے بتدريج بلند هوتی هی ' اور وہ تمام ميدان جو ان پهاڑيون کے شمال مين واقع هی سرکپ کی فصيل کے احاطے مين آ گئے هين - فصيل کا محيط قريباً چهہ هزار گز اور مرتفع ۱۵ سے ۲۱½ فٹ تک هي - ديوارون کي

چنائي ربل[1] نمونے کي هی جس مین چهوٹے چهوٹے کمزور پتهر استعمال کئے گئے هین - یه طرز تعمیر دیگر یونانی اور شاکا پهلوي[2] عمارات کي طرز سے ملتي جلتي اور ارن کي طرح ناپائدار هی - استحکام کي خاطر فصیل کي بیروني جانب برج بنائے گئے هین - جن کا سطحي نقشه جهان تک دیکها گیا بشکل مستطیل هی (دیکهو صفحه ۱۲۵)

جس مسطح الراس پهاڑي کا ذکر اوپر آیا هی اوس کے محل وقوع اور عام نقشے کو بالامعان دیکهنے سے خیال هوتا هی که قدیم شهر سرکپ کا ارک قلعه (Akropolis)[3] اغلباً اوسي کے اوپر واقع تها - اگرچه ممکن هی که وه تمام رقبه بهي جو هتمیال کي شاخون کے درمیان هی ' نیز وه قطعه زمین جو ان شاخون کے اور پهاڑي مذکور کے مابین واقع هی ' خاص طور پر محفوظ کر لیا گیا هو اور اوس کے گرد بهي ایک مضبوط چار دیواري بنالي گئي هو که محاصرے کے وقت جائے پناه کا کام

---

(۱) Rubble ناتراشیده پتهرون کي کسي قدر بهدي چنائي (ملاحظه هو نقشه - (Plate V, 1

(۲) قریباً سنه ۸۰ قبل مسیح سے سنه ۶۰ عیسوي تک کا زمانه جبکه تیکسله تورانی پارتهیائي بادشاهون کے زیر نگین تها -

(۳) Akropolis یونانی لفظ هی - اسکے لغوي معني هین بلند شهر" - کسي یوناني شهر کا بلند ترین حصه یا قلعه جو شهر کے بلند ترین مقام پر بنا هو -

دے سکے - معلوم هوتا هی که یه اندروني فصیل قلعے کے شمال مین هتھیال کي شمالي شاخ کے دامن کے ساتھہ ساتھہ کھینچي گئي تھي اور اندروني قلعے مین داخل هونے کے لئے صرف ایک دروازہ رکھا گیا تھا جو دونون پہاڑیون کے درمیان نشیب جگہہ پر واقع تھا - جنرل کننگھم کا خیال تھا که یه دروازہ شہر سرکپ کے شمالي دروازے کے بالمقابل هوگا - اور یه که دونون دروازے اوس سیدھے بازار کے سرون پر واقع هونگے جو شہر کے بیچون بیچ سے گذرتا هی - لیکن شہر کے اس حصے مین کھدائي کرنیسے معلوم هوا که اس معاملے مین بھي جنرل موصوف کے خیالات صحیح نه تھے -

بابر خانه یا کچا کوٹ

سرکپ کے شمال مین فصیل کے باهر ایک چھوٹي سي بستي تھي جو آجکل بابرخانه کے نام سے مشہور هی - اسکے گرد ایک کچي فصیل بني هوئي هی جس کي وجه سے بعض اوقات یه بستی کچا کوٹ بھي کہلاتي هی - کچي فصیل تمرا نالے سے قریباً چالیس فٹ بلند هی - بستی کا محیط ۱½ میل سے کچھہ زیادہ هی - اور تمرا نالے کا ایک حصه اس کي مغربي حد بناتا هی -

سرسکھہ

تیئسلہ کا تیسرا شہر جو آج کل سرسکھہ کے نام سے مشہور ھی شہر سرکپ کے شمال مشرق مین لنڈي نالے کے پار واقع ھی - معلوم ھوتا ھی کہ شاھان کشان اور اُنمین سے غالباً راجہ کنشک (Kanishka) نے اس شہر کو آباد کیا تھا - شہر کا نقشہ قریب قریب متوازي الاضلاع شکل کا ھی اور فصیل کا دور تین میل[1] سے کچھہ کم - فصیل کي دیوارین مضبوط اور ۱۸ فیٹ (بلکہ بعض جگہہ ۱۸ فیٹ سے بھي زیادہ) موٹي ھین اور جنوبي اور مشرقي دیوارون کے بعض حصے بہت اچھي حالت مین ھین - فصیل کے چہرے کي چنائي بڑے ڈائیپر[2] (large diaper) نمونے کي ھی جس مین بڑے بڑے پتھرون کے درمیان پتھرون کي چھوٹي چھوٹي کتلین دي ھوئي ھین - یہ طرز ابتداے عہد کشان مین رائج ھوئي تھي - فصیل کي بیروني جانب گول برج بنے ھین[3] جن کا باھمي فاصلہ قریباً

(۱) ھوان چوانگ (سنہ ۶۲۹ ع تا سنہ ۶۴۵ ع) کہتا ھی - کہ اُسکے زمانے مین شہر سرسکھہ کا محیط دس لي (یعني ۱۶ میل) تھا - ممکن ھی کہ اوس کے وقت مین اصلي شہر کا محیط بہت کم رہ گیا ھو

(۲) دیکھو پلیٹ ۵ شکل ۳ (Plate V, 3)

(۳) کنڈگھم صاحب کا بیان ھی کہ یہ برج شکل مین مربع ھین اور انکا باھمي فاصلہ ۱۲۰ فیٹ ھی - مگر حقیقت مین ایسا نہین -

۹۰ - ۹۰ فیٹ هی - آجکل اس شہر کي فصیل کے اندر ' اور اون قدیم کھنڈرات پر جن کے نشان جابجا نظر آتے هیں ' تین چھوٹے چھوٹے گاؤں میر پور ' توفکیان اور پنڈ گاکھڑا آباد هیں -

دیگر آثار

ٹیکسلہ کے ان تین شہروں یعني بھڑ ' سرکپ اور سرسکھ کے علاوہ پیروان بدھ مذهب کے بنائے هوئے ستوپوں ' خانقاهوں اور اور بہت سي قدیم عمارتوں کے آثار بھي ان کے نواح میں اور خاصکر وادي کے جنوبي نصف میں اور تمرا نالے کے قریب کي خشک پہاڑیوں پر کثرت کے ساتھہ پائے جاتے هیں - ان عمارات میں سب سے نمایاں دھرماراجیکا ستوپہ هی جس کا مقامي نام چیرتوپ هی - چیرتوپ کي وجہ تسمیہ (ستوپۂ مذکور کے وسط میں) وہ بڑا چیر یا شگاف هی جو کسي سابق محقق نے اس ستوپے میں کھدائي کرکے کیا تھا - وادي کے شمالي نصف میں اور هتھیال کي شاخوں کے درمیان بدھ مذهب کي اور بہت سي عمارات کے آثار بھي پائے جاتے هیں جن میں سے ذیل کے پانچ مقامات کي کھدائي سے نہایت دلچسپ نتایج برآمد هوئے هیں :—

(۱) ستوپہ و خانقاہ کنال - هرهتھیال کي شمالي

شاخ اور سرکپ کي قدیم چاردیواري کے ایک حصے پر واقع هیں —

(۲) اسي سلسلۂ کوہ میں ' چند میل مشرق کو موهڑہ مراد اور جولیاں کے ستوپے اور خانقاهیں -

(۳) شمالي وادي میں بادل پور اور لال چک کے ستوپے اور خانقاهیں -

(۴) کچا کوٹ کے شمال میں موضع جنڈیال کے قریب دو بڑے بڑے ٹیلے - انمیں سے ایک ٹیلے پر ایک وسیع مندر بنا هی جس کے متعلق یہ باور کرنے کے وجوہ هیں کہ غالباً آتش پرستي کے لئے مخصوص تها - ٹیلوں سے چند سو گز جانب شمال دو شکستہ ستوپے هیں جو غالباً جین مذهب سے تعلق رکهتے تهے -

(۵) ٹیکسلہ کي شمالي پہاڑیوں کي سب سے آخري شاخ پر ایک بڑا ستوپہ جو بهلڑ ٹوپ کے نام سے مشهور هی - یہ ستوپہ ایک بلند مقام پر واقع هی اور ٹیکسلہ کي شمالي حد قائم کرتا هی -

ان آثار کے علاوہ ٹیکسلہ کي وادیوں اور پہاڑیوں میں اور بهي بہت سي قدیم عمارتوں کے کهنڈرات پائے جاتے هیں - لیکن کهدائي صرف مقامات مذکورہ هي میں هوئي هی - اس لئے دیگر عمارات کے متعلق کچهہ لکهنا غیر ضروري سا معلوم هوتا هی -

باب ۲

تاریخی حالات

باوجود اوس شوکت و ثروت کے جو ٹیکسلہ کو ایام قدیم میں حاصل تھی اس کی تاریخ کے متعلق ہماری معلومات نہایت ہی قلیل اور زیادہ تر یونانی اور چینی مصنفین کی تحریروں یا مقامی سکوں اور چند ایک کتبوں پر مبنی ہیں - سکوں اور کتبوں سے مفید مطلب معلومات حاصل کرنےمیں نہایت عرقریزی سے کام لینا پڑا ہی - شہر کا اصلی نام تکھ سلا یا تکھہ شلا (سنسکرت - تکشہ شلا ۱) تھا جس کو یونانی اور رومی مصنفین نے ٹیکسلہ لکھا ہی - شہر کی بنیاد نہایت قدیم زمانے میں رکھی گئی تھی - مہا بھارت میں راجہ جنمے جیا کی مشہور سانپ کی قربانی کے حال

(۱) اس لفظ کے لغوی معنی غالباً "ترشے ہوئے پتھر کا شہر" ہیں - تبتی زبان میں ٹیکسلہ کا نام رکو هجوک ہی - جس کے معنی ہیں "تراشا ہوا پتھر" - چینی سیاح فاہیان (Fa Hien - جو چوتھی صدی عیسوی میں ہندوستان آیا) اس شہر کو چُو شاشی لو (لغوی معنی "کٹا ہوا سر") کہتا ہی - اور اسکی توضیح اس طرح کرتا ہی کہ مہاتما بدھہ نے اس مقام پر اپنا سر بطور خیرات نذر کردیا تھا -

سلطنت ایران

مین ٹیکساله کا ذکر آتا هی - ارس کے بعد پانچوین صدی قبل مسیح کے آغاز کے قریب ٹیکساله کا صوبه غالباً ایران کی اخمینی سلطنت مین شامل کیا گیا - کیونکه دارا کے جو کتبے پرسی پولس[1] کے آثار پر اور نقش رستم مین دارا کی قبر پر کنده هین - اونمین ایک نئے هندی صوبے کا ذکر ملتا هی جس کو سلطنت کے تمام صوبون سے زیاده آباد اور زرخیز کها گیا هی یه صوبه ایریه[2] - ارکوسیه[2] - اور گندارید[2] سے بالکل جدا اور مختلف هی - جس سے خیال هوتا هی که اغلباً پنجاب کے اس علاقے کا اکثر حصه جو دریائے اٹک کے مشرق مین واقع هی ' نیز تمام ملک سنده اس صوبے مین شامل تھے[3] - ٹیکساله مین ایرانی اثر کی واحد یادگار ایک دلچسپ کتبے کی صورت مین ملی هی جو چوتھی یا پانچوین صدی قبل مسیح کے آرامی حروف مین لکھا هوا هی اور هندوستان مین آرامی رسم الخط کی پہلی تحریر هی (دیکھو صفحه ۱۴۳) -

---

(۱) Persepolis قدیم ایران کا مشہور شہر

(۲) Gandaria, Arachosia, Aria

(۳) دیکھو ' مسٹر سمتھ کی کتاب " قدیم تاریخ هند " طبع سوم صفحه ۳۸ - برخلاف اس کے بعض کتب جاتکا هین ٹیکساله کو ملک قندهار کا دارالسلطنت لکھا هی -

بدھہ مذہب کي کتاب جاتکا (۱) سے معلوم هوتا هی - کہ ٹیکسلہ میں اوس وقت ایک یونیورسٹي تهي جو علوم و فنون مروجہ کي تعلیم میں شہرۂ آفاق تهي - لیکن یونیورسٹي سے قطع نظر کي جائے تو یوناني حملے سے قبل ٹیکسلہ کي تاریخ کے متعلق همیں کچھہ بهي معلوم نہیں -

سکندر اعظم

سکندر اعظم کے حملے کے جو حالات هم تک پہنچے هیں اون سے معلوم هوتا هی کہ وہ پنجاب میں سنہ ۳۲۶ قبل مسیح کے موسم بہار میں داخل هوا تها - ٹیکسلہ کي سلطنت بغیر جنگ و جدال کے اوس کے هوالے کردي گئي اور اوسنے چند هفتے یہاں قیام کرکے راجہ پورس پر حملہ کرنے کي تیاریاں کیں - اوس وقت سلطنت ٹیکسلہ کي حدود ایک طرف دریائي اٹک اور دوسري جانب دریائي جہلم تک ٹکراتي تهیں ' دارالسلطنت خوب آباد تها ' مال و دولت کي افراط تهي ' اور حکومت

(۱) جاتکا - اهل بودهہ کي پالي زبان میں لکهي هوي کتاب جس میں گوتم بدهہ کے گذشتہ جنموں کے پانسو پچاس قصے درج هیں - اهل بودهہ کا عقیدہ هی کہ راجہ سدودهن کے هاں پیدا هونے سے قبل گوتم ملکوتي ' انساني ' حیواني ' غرضیکہ تمام جاندار مخلوق کي شکل میں جنم لے چکا تها -

اچھی تھی - تعدد ازدواج اور رسم ستی کا عام رواج تھا ' نادار لڑکیاں جن کی شادی افلاس کی وجہ سے نہ ہوسکتی برسر بازار بیچ دی جاتیں ' اور مُردوں کی لاشیں گدھوں کے سامنے ڈالدی جاتی تھیں - راجہ آمبھی (۱) والئے ٹیکسلہ ' جس کو یونانیوں نے آمفیز اور ٹیکسائلز لکھا ہی ' اپنے پڑوسی راجہ آبھی سارا کی پہاڑی ریاست اور راجہ پورس کی طاقتور سلطنت سے جو جہلم کے جنوب میں واقع تھی ' برسر پیکار تھا چنانچہ اون کے خلاف حملہ آور شہنشاہ کی امداد حاصل کرنے کی اُمید پر ہی اوس نے سکندر اعظم کے پاس آند (= آہ بھاند) میں اپنا ایک وفد بھیجا ' اپنی تمام فوج ٹیکسلہ سے لے جاکر بذات خود سکندر کے حوالے کی ' اوس کو ٹیکسلہ لاکر نہایت فراخدلی سے اوسکی خاطر مدارات کی ' اور انجام کار جب سکندر نے پورس پر حملہ کیا تو پانچ ہزار جوانوں کی جرار فوج بھی شہنشاہ یونان کے ہمراہ بھیجی - اس خیر خواہی اور دوستانہ امداد کے معاوضے میں سکندر نے آمبھی کو ٹیکسلہ میں بحال رکھنے کے علاوہ مفتوحہ علاقے کا ایک حصہ بھی اوسکو عطا کیا

(۱) Taxiles-Omphis-Ambhi - آخرالذکر غالباً لفظ ٹیکسلہ سے بنایا گیا ہی -

اور راجہ پورس سے اوس کی صلح کرادی جس سے آمبھی کی حکومت کو مزید تقویت حاصل ہوئی ۔

سکندر کا شمال مغربی ہندوستان کو فتح کرنا بذات خود ایک نہایت عظیم‌الشان کارنامہ تھا مگر اوس کا اثر نہایت قصیرالعمر ثابت ہوا ۔ سکندر کی خواہش تھی کہ مفتوحہ علاقے کو ہمیشہ کے لئیے اپنی وسیع یونانی سلطنت میں شامل کرلے چنانچہ اوس نے مختلف قلعوں میں قلعہ گیر فوجیں متعین کرکے جابجا یونانی نوآبادیاں بھی قائم کیں ۔ لیکن اوس کی وفات کو ' (جو سنہ ۳۲۳ ق ۔ م ۔ میں واقع ہوئی) ' چھ سال بھی نہ گذرے تھے کہ علاقۂ مفتوحہ کا یونانی حاکم یوڈیمس (Eudemus) ' اپنی تمام فوج کو جمع کرکے ایشیائی اوکس (Antiochus) کے خلاف یومینیز (Eumenes) کی امداد کرنے کے لئے وادئی اٹک سے ماوراءالنہر کو روانہ ہوگیا اور قریباً اوسی وقت یا شاید اوس سے بھی کچھ پہلے چندر گپت نے یونانی افواج کو دریائے اٹک کے پار بھگاکر ٹیکسلہ اور پنجاب کی دیگر ریاستوں کو سلطنت مگدھہ میں شامل کرلیا ۔ اور اگرچہ سنہ ۳۰۵ ق ۔ م ۔ کے قریب سلیوکس نکیٹر (Seleucus Nicātōr - سلجوق فاتح) نے یونانی مقبوضات کو دوبارہ فتح کرنے کی کوشش

سلجوق فاتح

کی لیکن اس عارضی اور کمزور حملے سے کوئی مفید نتیجہ نکلنے کی بجائے سلجوق کو نہایت جلدی میں ذلت آمیز صلح کرنی پڑی' جس کی شرائط کی رو سے ہندوستان کے تمام یونانی مقبوضات چندرگپت کے حوالے کردئے گئے -

موریا خاندان

پنجاب کی ریاستوں کے لئے چندرگپت کی حکومت بھی یونانی حکومت سے کم سخت گیر اور تکلیف دہ نہ تھی - نتیجہ یہ ہوا کہ چندرگپت کے بیٹے بندوسارا کے تخت نشین ہوتے ہی ٹیکسلہ نے حکومت موریا کا جوا اتار پھینکا اور جب تک خود ولیعہد یعنی شہزادہ اشوک پایہ تخت کے سامنے نہ آ موجود ہوا شہر مذکور تسخیر نہ ہوسکا - اسکے بعد شہزادہ اشوک ٹیکسلہ میں نائب السلطنت مقرر ہوا اور اوس نے اپنی نیابت کے زمانے میں ' نیز اپنے

---

(۱) جس صلحنامے کے مطابق سلیوکس نکیٹر نے صرف پانچسو ہاتھیوں کے عوض تمام یونانی علاقہ چندرگپت کے حوالے کردیا اوس کے نہایت جلدی میں طے ہونے کی چند وجوہ تھیں - ایک تو یہ کہ سلیوکس کو مغربی جانب سے انٹی گونس (Antigonus) کا خطرہ تھا - دوم یہ کہ چندرگپت نے ایسا سخت مقابلہ کیا کہ سلیوکس کو اس کا خیال بھی نہ تھا - علاوہ ازیں سلیوکس کو اس امر کا بھی یقین تھا کہ علاقہ متنازعہ پر دوامی قبضہ رکھنا نا ممکن العمل ہوگا -

تمام عہد حکومت میں ' چندرگپت کی سی سخت گیری سے کام لئے بغیر سلطنت موریا کی شوکت و سطوت کو شمال مغربی ہندوستان میں نہایت قابلیت کے ساتھہ قائم رکھا - بدھہ مذہب کو جو قوت و شوکت کچھہ زمانے کے بعد ہندوستان کے اس حصے میں حاصل ہوئی وہ بھی بلا شبہ آشوک ہی کی بدولت تھی ' مگر آشوک کی وفات (قریباً سنہ ۲۳۱ ق - م) کے بعد اہل موریا کی سلطنت کا شیرازہ بکھرنا شروع ہوا اور ٹیکسلہ اور دیگر صوبے جو دارالسلطنت (پاٹلی پترا یعنی موجودہ پٹنہ) سے دور دراز فاصلے پر واقع تھے خود مختار ہوگئے - اور کچھہ عرصے کے بعد باختری یونانیوں کے تازہ حملوں کے شکار ہوے جنہیں موریا سلطنت کے زوال نے مشرق کی جانب بڑھنے کی ہمت دلائی تھی - یہ حملہ آور ان یونانیوں کی اولاد تھے جنکو سکندر اعظم نے باختر میں آباد کیا تھا - مگر انکی حالت پنجاب کی نوآبادیوں سے بالکل مختلف

باختری یونانی

(۱) ہوان چوانگ نے اس مضمون کی ایک روایت بیان کی ہی کہ ملک ختن میں اول اول وہ لوگ آباد ہوے تھے جنکو شہنشاہ آشوک نے اپنے بیٹے کنال کے اندھا کرنے کی پاداش میں ٹیکسلہ سے جلا وطن کردیا تھا - شہزادہ کنال کا قصہ صفحہ ۱۱۷ . پر بالتفصیل مذکور ہی -

تھی کیونکہ نو آبادی کے قیام سے اس حملہ کے وقت تک یہ لوگ میدان ترقی میں برابر سرگرم رہے تھے - اسطرح گو سکندر کے ملک پنجاب کو فتح کرنے سے ہندوستان پر کوئی مستقل یونانی اثر نہیں پڑا - لیکن پنجاب کے آس پاس کے ممالک کی تسخیر شمال مغربی ہند میں یونانی تہذیب و تمدن کے قیام و ثبات کی بالواسطہ ذمہ وار ہوئی - باختری حملہ آوروں میں سب سے پہلے اینٹی اوکس اعظم کے داماد ڈیمیٹریس[1] نے سنہ ۱۹۰ ق - م - کے قریب وادی کابل ' پنجاب اور سندھ کے علاقے فتح کئے - اور اُس کے بیس سال بعد یوکریے ٹائیڈز[2] نے ڈیمیٹریس سے پہلے باختر اور پھر تمام ہندوستانی مقبوضات چھین لئے جن میں ٹیکسلہ بھی شامل تھا - ان دو فاتحوں سے دو حریف خاندانوں کی بنیاد پڑی - جنہوں نے ہندوستان میں بھی اوس تنازعہ کو' جس کی ابتدا باختر میں ہوئی تھی ' قائم اور جاری رکھا - اور وقتاً فوقتاً ایک دوسرے کے ملک پر متصرف ہونے کی کوشش کرتے رہے - ٹیکسلہ کے یونانی حکمرانوں میں سے اینٹی السی دس[3] تو یوکریے ٹائڈز[2] کے خاندان سے اور آپالو ڈوٹس اور منینڈر[4] بظاہر ڈیمیٹریس[1] کے

(۱) Demetrius (۲) Eucratides (۳) Antialcidas
(۴) Menander

خاندان سے معلوم ہوتے ہیں - لیکن پنجاب کے دیگر کثیرالتعداد یوناني بادشاهوں کے متعلق هماري معلومات نہایت قلیل ہیں اور یقین کے ساتھہ یہ کہہ سکنا نہایت مشکل ہی کہ اونمیں سے کون کون سا بادشاہ ٹیکسلہ میں حکمران رہا اور کس خاندان سے تعلق رکھتا تھا —

یوناني اور پارتھیائي

یونانیوں کي حکومت ٹیکسلہ میں ایک صدي سے کچھہ هي زیادہ عرصہ رهي هوگي کہ مغرب سے وحشي حملہ آوروں کے ایک ریلے نے اونکو بهي صاف کردیا یہ وحشي جو هندوستان میں شاکا کے نام سے مشہور هوے ' اصل میں توراني تھے مگر ایک زمانے سے سلطنت پارتھیا کے صوبہ سیستان میں بود و باش رکھتے اور وهاں کي پارتھیائي آبادي میں بے تکلف ملتے جلتے اور اونمیں شادیاں کرتے تھے - سیستان سے نکل کر انہوں نے پہلے آرکوسیہ اور گرد و نواح کے ممالک پر قبضہ کیا - اور اس کے بعد دریاے اٹک کو عبور کرکے پنجاب کي جانب بڑھے - ان کا ایک گروہ تو زنونیز (Vonones) نامي ایک پارتھیائي کي ماتحتي میں آرکوسیہ

(۱) بعض مورخین کا خیال هی - کہ اپالوڈرس (Apollodotus) یوکریٹائڈز کا بیٹا تھا - دیکھو کننگھم صاحب کي کتاب " مسکوکات قدیمہ " مطبوعہ سنہ ۱۸۶۹ع صفحات ۲۴۱ تا ۲۴۳ *

کو فتح کرکے اوسی صوبے مین آباد هوگیا - اور دوسرے گروہ نے مائز (Maues) نامی شاکا سردار کے ماتحت مشرق کا رخ کیا اور سلطنت ٹیکسلہ کو فتح کرلیا - معلوم هوتا هی کہ مائز کو آرکوسیہ مین سنہ ۹۵ قبل مسیح کے قریب اقتدار حاصل هوا اور دس یا پندرہ برس کے بعد وہ ٹیکسلہ پہنچا - سنہ ۵۸ قبل مسیح مین ایزز اول (Azes I) مائز کا جانشین هوا - یہ بادشاہ آرکوسیہ کے پارتھیائی حاکم ونونیز کے خاندان سے قریبی تعلق رکھتا تھا اور درحقیقت نیم پارتھیائی تھا - اس کے عہد حکومت کے متعلق هماری معلومات بہت هی کم هین مگر اس مین شک نہین کہ اس کے عہد مین رعایا خوشحال تھی اور شاکا خاندان کی حکومت کو دریائے جمنا تک تمام شمال مغربی هند مین قائم اور مستحکم کرنے کا سہرا بھی اسی کے سر هی -

سلطنت کے نظم ونسق مین ایزز نے قدیم ایرانی طرز حکومت کو اختیار کیا یا یون کہئے کہ جو طریقہ پنجاب مین پہلے سے قائم هوچکا تھا اوسی کو وسعت دی اور ملک مین جابجا مرزبان یا صوبہدار مقرر کئے - ایزز کے بعد اوسکے جانشین ایزیلی سیز (Azilises) اور ایزز دوم بھی اوسی کے نقش قدم پر چلتے رہے - ٹیکسلہ اور

متمرا میں جو حاکم اونکے نائب(۱) تھے وہ بھی شاکا قوم کے تھے اور قریبی رشتہ داریوں کے باعث آپس میں اونکے گہرے تعلقات تھے -

ایززدوم کی وفات کے بعد پارتھیائی بادشاہ گوندوفرنیز (Gondopharnes) نے ٹیکسلہ اور آرکوسیہ کی سلطنتوں کو متحد کرکے اپنے زیر نگین کرلیا - یہ بادشاہ نہایت باوقعت اور زبردست حکمران گذرا ہی - اسکی شہرت کا غلغلہ یورپ تک جا پہنچا تھا اور قدیم عیسائی تصنیفات میں مذکور ہی کہ اسکے دربار میں طامس حواری (St. Thomas) کو بھیجا گیا تھا - ٹیکسلہ اور آرکوسیہ کا یہ اتحاد سنہ عیسوی کے تیسرے عشرے میں وقوع پذیر ہوا اور غالباً بغیر جنگ و جدال کے عمل میں آیا - اس شاندار کام کی تکمیل کے بعد گوندوفرنیز وادی کابل کو ملحق کرنے کی طرف متوجہ ہوا - اس خطے میں ایک چھوٹی سی یونانی ریاست تھی

---

(۱) لیا کا کشولکا - پاٹیکا - راجولا - اور سوداسہ

اوس کا قلع قمع کیا اور اوس کے آخری بادشاہ ہرمائیس[۱] کو وہاں سے بھگا دیا - لیکن گونڈرفرنیز کی اس وسیع سلطنت میں اتصال والتیام ممکن نہ تھا اور اوس کی آنکھوں کا بند ہونا تھا کہ مختلف صوبوں کے فرمانرواء خود مختار ہو بیٹھے - گونڈرفرنیز کے بھتیجے آبدگاسس[۲] نے پنجاب پر ہاتھہ صاف کیا - آرتھیگنیز[۳] اور اسکے بعد یکوریز[۴] نے آرکوسیہ اور سندھہ پر قبضہ و تصرف جمایا - اور باقی ماندہ سلطنت کو دیگر چھوٹے چھوٹے حکمرانوں نے دبا لیا جن میں سے چند کے نام ساسان[۵] سپیدانیز[۶] اور ستاوسترا[۷] ہیں - ان حکمرانوں کے سکے پہلی مرتبہ ٹیکسلہ کی کھدائی سے برآمد ہوئے ہیں -

کہتے ہیں کہ اپولونیس والئی ٹیانہ[۸] ہندی پارتھیائی حکومت کے زمانے ہی میں (غالباً سنہ ۴۴ ع میں)

---

(۱) Hermaeus (۲) Abdagases (۳) Orthagnes
(۴) Pakores (۵) Sasan (۶) Sapedanes
(۷) Satavastra (۸) Apollonius of Tyāna

اپولونیس والے تیانہ

تیکسلہ آیا تھا - اوس کے تذکرہ نویس فلوسٹریٹس[1] کا بیان ہی کہ شاہ فراٹیز[2] جو اوسوقت تیکسلہ پر حکمران تھا بابل کے پارتھیائي بادشاہ ورڈانیز[3] کے ماتحت نہ تھا - بلکہ خود اسقدر ذي اقتدار تھا کہ صوبہ قندھار پر اوس کو شہنشاھانہ حقوق حاصل تھے[4] -

اپولونیس شمال مغربي سمت سے تیکسلہ آیا اور داخل ہونیسے قبل ایک مندر مین مقیم ہوا جو فصیل کے سامنے واقع تھا - تذکرہ نویس نے اس مندر کا حال کسي قدر تفصیل کے ساتھہ لکھا ہی اور آگے چل کر معلوم ہوگا کہ یہ امر ممکنات سے ہی کہ یہ وہي مندر ہو جو موضع جنڈیال کے قریب واقع ہی - اوس کا بیان ہی کہ شہر سرکپ وسعت مین نینوا کے لگ بھگ اور یوناني شہرون کي طرح مناسب اور خوش اسلوب طریق پر مستحکم کیا ہوا ہی -

---

(۱) Vardanes. (۲) Philostratus (۳) Phraotes.

(۴) یہ امر قابل ذکر ہی کہ فراٹیز کو اپني سرحد کے وحشي قبائل کو خاموش رکھنے کے لئے وظائف دینے کي ضرورت محسوس ہوتي تھي -

ایتھنز کی طرح اوس کے گلی کوچے تنگ اور بےترتیب ہین - اور مکانات اگرچہ یک منزلہ معلوم ہوتے ہین لیکن دراصل اون کے نیچے زمین درز تہخانے بنے ہوے ہین - ناف شہر مین سورج دیوتا کا مندر اور شاہی محل واقع ہین - اور آخرالذکر ظاہری ٹیپ ٹاپ اور نمائش سے معرا اور اپنی سادہ وضعی کے سبب خاص امتیاز رکھتا ہی - یہ سادگی اوس زیب و زینت اور جاہ و جلال سے بالکل مختلف تھی جسکا فلوسٹرئیس کی آنکھون نے دربار بابل مین مشاہدہ کیا تھا -

فلوسٹریٹس نے اپولونیس کے جو حالات قلمبند کئے ہین اون کی صحت و صداقت پر زمانۂ حال کے نکتہ چینون نے بجا طور پر اعتراض کیا ہی - اور اسمین کلام نہین کہ جہان اس تذکرہ مین صداقت ہی وہان بہت سی رنگ آمیزی بھی ضرور پائی جاتی ہی - لیکن ٹیکسلہ کے متعلق جو کچھہ اوس نے بیان کیا ہی اوسمین بہت کم ایسی باتین ہونگی جنکی اوس زمانے کی معلومہ تاریخ سے تصدیق نہ ہوتی

هو - بلکه بعض جزئیات کي تو ميري تحقيقات سے بهي پرزور تائيد هوتي هي - پس يه استنباط قرين عقل هی که اپولونيس نے ٹيکسلہ تک ضرور سفر کيا اور يه که فلوسٹرٹيس کو اپنے همراهی ڈيمس (Damis) کي يادداشتوں پر دسترس حاصل تهي - يه يادداشتيں اوس حد تک تو صحيح تهيں جهانتک که ڈيمس کے ذاتي مشاهدات کا اونسے تعلق تها اگرچه اونهيں بهي سنے سنائے قصوں سے رنگ آميزي کي گئي تهي - ليکن يه غير اغلب نهيں که اپولونيس نے اپني داستان کو فروغ دينے کے لئے اوس ميں بهت سي کهانيان قديم يوناني تصنيفات سے چن کر بهي شامل کرلي هوں -

خير، هم ٹيکسلہ کي تاريخ کا ذکر کررهے تهے - هندي پارتهيائي سلطنت کے زوال نے هرمائس کے لئے اپني کهوئي هوئي مملکت کے دوباره حاصل کرنے کا ايک نادر موقع پيدا کيا اور اوس نے بهي اس موقع کو غنيمت جانکر هاتهه سے جانے نه ديا - معلوم هوتا هی که کابل سے نکالے جانيکے بعد هرمائس نے اهل کشان کے طاقتور سردار کجولاکيڈفائسيز[1] کے ساتهه اتحاد

هرمائس اور اهل کشان

---

(۱) Kujûla Kadphises.

کرلیا تھا اور اوسکی مدد سے کابل کو از سرنو واپس لینے کے بعد قندھار اور ٹیکسلہ کی فتح میں بھی اوسکے ساتھہ شامل رہا[1] - اہل کشان اوس قوم کی ایک شاخ تھے جنکو چینی مورخین نے یوئےچی[2] لکھا ہی - یوئےچی کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ اُنکا نکاس اول اول چین کے شمالمغربی حصے سے ہوا تھا - سنہ ۱۷۰ ق - م - کے قریب یہ لوگ چین سے مغرب کی جانب نکالے گئے جہاں انہوں نے پہلے باختر پر قبضہ کیا، پھر اوس خطے پر جو وادی سیحون کے نام سے مشہور ہی، اوسکے بعد وادی کابل پر تسلط جمایا اور آخرکار شمالی ہند کے تمام میدانوں پر چھا گئے - اوس زمانے کے واقعات کی تاریخی ترتیب بہت مشکوک ہی - لیکن غالب خیال یہ ہی کہ کجولاکیڈفائسیز اور ہرمایس نے وادی کابل اور ٹیکسلہ کو سنہ ۵۰ ع یا سنہ ۶۰ عیسوی کے قریب اہل پارتھیا سے چھینا - اور چند ہی سال بعد کجولاکیڈفائسیز کے جانشین ویماکیڈفائسیز[3]

---

(۱) دیکھو صفحہ ۲۳ نوٹ ۳ -

(۲) یوے چی (Yüeh - chih.) کو عموماً کشان کہتے ہیں - کیونکہ اون کے بادشاہ سب کے سب قبیلہ کشان سے تھے

(۳) Wima Kadphises -

نے اس سلطنت کو بخوبي مستحکم کرکے مزید فتوحات سے اسکو وسعت دي - اوس کے نام و نشان بادشاہ کے سکے جو عام طور پر سوٹر میگس[1] کے نام سے مشہور ھی غالباً اسي زمانے سے تعلق رکھتے ھین اور عجب نہین کہ وہ بادشاہ ویماکیڈفائسیز ھي کا کوئي جانشین ھو[2] - دوسري صدي عیسوي مین شاہ کنشک سریر آراے سلطنت ھوا - یہ بادشاہ نہایت زبردست اور باعظمت گذرا ھی اور اھل کشان مین سب سے زیادہ مشہور ھی - اوسکے بعد ھوشک اور واسودیو بھي بڑے پایہ کے بادشاہ ھوے ھین - کنشک نے اپنا سرمائي دارالسلطنت پرش پور یعني موجودہ پشاور مقرر کیا - اور اپني سلطنت کو اسقدر وسعت دي کہ وسط ایشیاء سے حدود بنگالہ تک تمام ملک زیر نگین کرلیا - کنشک کي یہ سلطنت اوسکے چند قریبي جانشینون کے عہد حکومت تک تو جون کي تون صحیح و سالم موجود رھي - لیکن واسودیو

---

(۱) Vasudeva. - Huvishka - Soter Megas

(۲) کیڈفائسیز ثاني اور کنشک کے عہد حکومت کے درمیان کچھہ زمانہ ایسا گذرا ھی - جس کے متعلق ھمین معلوم نہین کہ اوسوقت کون بادشاہ بر سرحکومت تھا -

کی وفات کے بعد جو غالباً تیسری صدی عیسوی کے پہلے نصف حصے میں واقع ہوئی بتدریج اہل کشان کی طاقت کا زوال شروع ہوگیا[1] اور اگرچہ کچھہ عرصے کے لئے وہ پنجاب میں پھر سنبھل گئے لیکن یہ سنبھالا بھی صرف پانچویں صدی عیسوی تک رہا جبکہ آفتائیلھون[2] یعنی سفید اہل ھن[3] کے ایک زبردست حملے نے ارنکو بالکل صاف کردیا - ۔

ھنون کا حملہ

سنہ ۴۰۰ ع میں چینی سیاح فاھیان[4] نے ٹیکسلہ آکر بدھہ مذہب کے مقدس مقامات کی زیارت کی - مگر بدقسمتی سے ارنکے مفصل حالات قلمبند نہیں کئے - تاہم ھندوستان کے اس حصے کے دیگر مقامات کے متعلق جو کچھہ اوسنے لکھا ھی اوس سے صاف ظاھر ھوتا ھی کہ اوسکی آمد کے وقت شمال مغربی ھندوستان میں بدھہ مذھب کی بڑی بڑی مشہور زیارتگاھیں نسبۃً آباد اور آسودہ حال تھیں - اور جس حالت میں یہ عمارتیں آجکل زمین سے برآمد ھورھی ھیں اوس سے اندازہ کیا جاسکتا ھی کہ ٹیکسلہ

(۱) سلطنت کشان کا زوال غالباً کسی ساسانی حملے کی وجہ سے جلد مکمل ھوا جس کا ذکر کتابوں میں نہیں ملتا - ٹیکسلہ میں بہت سے ساسانی سکے کھدائی سے برآمد ھوے ھیں -

(۲) Ephthalites. (۳) White Huns. (۴) Fa-Hien.

کي عمارات اس صدي کے دوران مين کس بے دردي اور بے جگري سے تباہ اور برباد کي گئي هونگي - اس تباهي اور بربادي کے ذمہ دار يقيناً وحشيون کے وہ گروہ تھے جو سفيد هن کہلاتے هين - يہ لوگ سنہ ۴۵۵ ع مين روز افزون لاؤ لشکر کے ساتھہ هندوستان پر حمله آور هوے اور جہان گئے وهان کي آبادي کو تہہ تيغ بے دريغ کيا اور عمارات کو جلا کر تودۂ خاک بنا ديا - الغرض اونہون نے سلطنت کشان کو اپنے قبضہ و تصرف مين لانے کے بعد خاندان گپتا کي عظيم الشان مملکت کا شيرازہ بھي بکھير ديا -

هوان چوانگ

اس صدمۂ عظيم کے بعد ٹيکسلہ پھر کبھي نہ پنپ سکا - اور جب هوان چوانگ ساتوين صدي عيسوي مين يہان آيا تو اوسنے ديکھا کہ ٹيکسلہ سلطنت کشمير کا صوبہ بن چکا هی ' مقامي حکام آپس مين برسر پيکار رهتے هين اور بہت سي عبادتگاهين تباہ اور برباد هوچکي هين [1]

تحقيق آثار ٹيکسلہ بہ زمانۂ حال

موجودہ کھدائي سے قبل جو مصنف کے زير نگراني عمل مين آرهي هی ٹيکسلہ کے آثار کي تحقيق

(۱) هوان چوانگ نے يہان کے آثار قديمہ کا جو حال لکھا هی - وہ صفحات ۱۱۴ و ۱۱۵ پر مذکور هی -

و تفتیش کے متعلق بہت کم حالات معلوم ہین - جس طرح اس خطہ ملک مین بہت سي قدیم عمارات ' شائقین آثار قدیمہ اور متلاشیان دولت کي لوٹ گھسوٹ کي آماجگاہ بني رہي ہین اوسي طرح ٹیکسلہ پر بھي ہاتھہ صاف ہوتے رہے ہین - قسم اول مین میجر پئرس[۱] ' میجر کراکرافٹ[۲] ڈپٹي کمشنر راولپنڈي ' اور مسٹر ڈلمرک[۳] جیسے حضرات شامل ہین - قسم دوم مین بدترین مجرم موضع ڈھیري شاہان کا ایک سقا نور نامي تہا - سنہ ۱۸۵۰ع سے سنہ ۱۸۷۰ع تک اس شخص کا یہ دستور رہا کہ گرد و نواح کے چھوٹے چھوٹے ستوپون مین کھدائي کرتا اور اونمین سے قدیم چیزین نکال کر ملازمان سرکار یا عجائبات قدیمہ کا لین دین کرنے والے اشخاص کے پاس فروخت کردیتا - موضع جنڈیال کے قریب اس شخص کو ایک ستوپے مین سے ایک سونے کا پترا ملا تہا[۴] جسپر کچھہ عبارت کندہ تہي - علاوہ بریں اس نے اور بھي

---

(۱) Major Cracroft. (۲) Major Pearse.
(۳) Mr. Delmerick.

(۴) اس کتبے کي اور نیز کئي اور دلچسپ کتبون کي دستي نقلین " کننگہم سروے رپورٹ " جلد ۲ پلیٹ ۵۹ مین شائع ہوچکي ہین -

بہت سی عمارتوں کو اونکے تبرکات سے محروم کیا - قدیم ٹیکسلہ سے اس مقام کی مطابقت سنہ ۱۸۶۳ع میں اوس وقت قائم ہوئی جب جنرل کننگھم نے اپنی توجہ ان آثار کی طرف مبذول کی - جنرل موصوف کو یہ گمان اول اول اون جغرافیائی علامات کی بنا پر ہوا تھا جو قدیم مورخین کی کتابوں سے ملی تھیں اور جب موضع - شاہپور کے نزدیک ایک ستوپے میں چند دیہاتیوں کو پتھر کا ایک برتن ملا جسپر لکھا ہوا تھا کہ " یہ ستوپہ ٹیکسلہ میں تعمیر کیا گیا ہی " تو جنرل موصوف کے خیال کی بخوبی تصدیق ہوگئی - مگر کننگھم صاحب کی تحقیق جو سنہ ۶۴ - ۱۸۶۳ع اور ۷۳ - ۱۸۷۲ع کے سرمائی موسموں میں عمل میں آئی ' ھتیال ' جنڈیال ' موھڑہ ملیاراں اور سیڑی کے پنڈ کے قریب چند ٹیلوں میں یا شہر سرکپ کے شمال مغربی گوشے میں چند مقامات کی سطحی کھدائی تک محدود رہی - چنانچہ اوسکے دریافت کردہ مقامات میں اگر کوئی جگہہ قابل توجہہ ہی تو وہ موھڑہ ملیاراں کے متصل دو چھوٹے چھوٹے مندر ہیں جنمیں سے ایک اسلئے قابل ذکر ہی کہ وہ یونانی آیونی طرز کے ستونوں سے مزین تھا - ان کھدائیوں

کے مفصل حالات جنرل کننگھم کی رپورٹھاے بابت سنہ ۶۴ - ۱۸۶۳ع و سنہ ۷۳ - ۱۸۷۲ع مین منضبط ہین - سنہ ۱۸۷۳ع کے بعد آس پاس کے دیہاتیون نے ان تاریخی مقامات سے اور بہت سی اشیاء خورد برد کین اور بے شمار عجائبات یہان سے نکل کر راولپنڈی کے صرّافون کے پاس جاپہنچے - لیکن ان بے ترتیب کارروائیون سے بجز تلاش خزانہ کے اور کوئی مقصد کھودنے والون کے پیش نظر نہ تھا اور نہ ان قدیم اشیاء کی کوئی تفصیل همین ملتی ہی جو ان کھدائیون سے برآمد ہوئی تھین -

سنہ ۱۹۱۳ سے سنہ ۱۹۱۷ تک چار سرمائی موسمون مین جو کھدائی کا کام مصنّف کے زیر اهتمام ٹیکسلہ مین ہوا ہی اسکی مفصل اور باتصویر روئداد محکمے کی سالانہ رپورٹون مین شائع ہوچکی ہی -

ٹیکسلہ کے متعلق مشہور تاریخی واقعات

۵۵۸ - ۵۲۹ قبل مسیح سائرس (Cyrus.) یا کُرش - بانی اخمینی سلطنت ایران

۵۶۳ - ۵۶۲ " سدھا رتھہ یا شاکیمنی گوتم بدھہ کی ولادت

۵۲۷ یا ۴۶۷ " مہاویر بانی جین مذہب کی وفات

۵۲۱ - ۴۸۵ قبل مسیح داراے گشتاسپ شاہ ایران - ٹیکسلہ اور شمال مغربی ہند کا ایرانی سلطنت سے الحاق - سکائیلیکس والگے کریندا (۱) کا (سنہ ۵۱۵ اور سنہ ۵۰۹ ق - م - کے مابین) دریاے سندھہ کے زیرین رستے کو دریافت کرنا -

۴۸۵ - ۴۶۵ ,, خشیارشاہ۲ بادشاہ ایران

۴۸۸ ,, بدھہ کي وفات یا نروان -

۳۲۶ ,, سکندر اعظم کا ٹیکسلہ کے بادشاہ آمبھي سے حلف اطاعت لینا اور بعد ازاں پورس کو جہلم پر شکست دینا -

۳۲۳ ,, شہر بابل مین سکندر کي وفات

۳۲۱ ,, مقام تري پراڈیسوس۳ پر سلطنت مقدونیہ کي دوبارہ تقسیم - بابل ، شام اور ایران کا سلیوکس نکیٹر (سلجوق فاتح) کے حصے مین آنا ، سلجوق کا آمبھي کو ملک جہلم کا اور پورس کو علاقہ ملحقہ اٹک زیرین کا بادشاہ تسلیم کرنا -

---

Triparadeisos (۳) Xerxes (۲) Skylax of Karyanda (۱)

۳۱۷ قبل مسیح یوڈیمس کا وادئی سندھ سے کنارہ کشی کرنا - اور چندر گپت کا پنجاب کو فتح کرکے خاندان موریا کی بناء ڈالنا -

۳۱۲ ,, (یکم اکتوبر) - سلجوقی سن کا اجراء

۳۰۵ - ۳۰۳ ,, سلجوق کا ہندوستان پر حملہ آور ہونا اور چندرگپت سے شکست کھانا -

۳۰۰ ,, سلجوق کے سفیر میگس تھنیز (Megasthenes) کا دربار چندرگپت میں آنا

۲۹۸ ,, بندو سارا موریا کی تخت نشینی - اوسکے عہد حکومت میں اوسکے بیٹے آشوک کا ٹیکسلہ میں نائب السلطنت مقرر ہونا اور سلجوق کے سفیر ڈی میکس (Deïmachus) کا پاٹلی پترا (موجودہ پٹنہ) میں آنا

۲۷۳ ,, مہاراجہ ادھیراج آشوک کی تخت نشینی

قریباً ۲۵۰ ,, باختر اور پارتھیا کا اعلان خود مختاری -

۱۳۲ ,, آشوک کی وفات اور سلطنت موریا کے زوال کا آغاز -

۱۹۰ ,, ڈیمٹریس والئے باختر کا پنجاب کو فتح کرنا -

۱۷۵ - ۱۷۰ قبل مسیح یوکریے ٹائیڈز کا ڈیمٹریس سے پہلے باختر اور اوسکے بعد پنجاب چھین لینا - شہر سرکپ کي بناء پڑنا

قریباً ۱۴۰ ,, اینٹي السي ڈس شاہ ٹیکسلہ - ہیلیو ڈورس[1] کا وسط ہند میں شاہ وِدیشا (موجودہ بھیلسہ) کے دربار میں بطور سفیر بھیجا جانا -

قریباً ۱۳۹ ,, متھري ڈیٹز[2] شاہ پارتھیا کے ہاتھوں سلطنت باختر کي پائمالي -

۸۵ - ۸۰ ,, تورانی بادشاہ مائیز کا ٹیکسلہ کو فتح کرنا -

۵۸ ,, سن بکرمي کا اجراء - اسي زمانے کے قریب ایزارل کا مائیز کي جگہ تخت نشین ہونا -

۱۷ ,, لیاکا کشونکا صوبہ دار

۱۵ ,, ایزلیسیز کي تخت نشیني

۱۰ ق - م تا سنہ ۱۰ ع پاٹیکا اور راجو ولا صوبہ دار -

قریباً ۵ ق - م ایزز دوم کي تخت نشیني

سنہ عیسوي

۲۰ - ۳۰ پارتھیائي بادشاہ گوندز فرنیز کا آرکوسیہ اور ٹیکسلہ کو ملحق کرنا

---

(۱) Heliodorus. (۲) Mithridates.

سنہ عیسوی ۔

قریباً ۳۵ ق م ۔ گونڈوفرنیز کا وادی کابل کو ہرمائیس سے چھیننا

۴۰ ق م ۔ " کے دربار میں طامس حواری کا آنا ۔

۲۴ ق م ۔ اپالونیس والی ٹیانہ کا ٹیکسلہ میں آنا ۔ فرائیز شاہ ٹیکسلہ ۔

۵۰ - ۶۰ ق م ۔ گونڈو فرنیز کی وفات اور مختلف پارتھیائی شہزادوں کے مابین سلطنت کی تقسیم ۔ جن میں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں :—

ابدگاسس ۔ آرتھگنز ۔ پگوریز ۔ ساسان ۔ سپیدانیز

قریباً ۶۰ ق م ۔ ہرمایس اور گجولا کیڈ فائسیز کا وادی کابل کو دوبارہ فتح کرنا ۔ اور بعد ازاں قندھار اور ٹیکسلہ کو ملحق کرنا ۔

" ۷۵ - ۸۰ ق م ۔ کشان بادشاہ ویماکیڈ فائیسیز کی تخت نشینی

" ۱۰۰ ق م " " سوٹر میگس "

" ۱۲۵ ق م ۔ کدشک کشان کی تخت نشینی ۔ شہر سرسکھ کی بنیاد پڑنا ۔

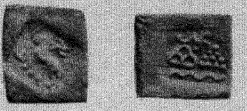
سنہ ۱۴۶ ق م ۔ آہرین مصنف انڈیکا کا زمانہ ۔

ایرانی

ہ: یہ امر تسلیم کرنا پڑیگا کہ یونانیون کو چھوڑکر جن کا عہد حکومت چند روزہ تھا' ان مین سے ہر ایک قوم ملک کي تہذیب اور صنعت و حرفت پر اپنا کچھہ نہ کچھہ امتیازي نشان چھوڑ گئي ہی ۔ ایراني عہد کي صنعتي یادگارون مین سے نہ ٹیکسلہ ہي مین اس وقت تک کسي کا نشان ملا ہی اور نہ ہندوستان کے کسي اور حصے مین - البتہ اگر کسي یادگار مین ایراني رنگ جھلک مارتا ہی تو وہ وہ آرامي کتبہ ہی جس کا ذکر صفحہ ۱۴۳ پر آئیگا - یہ چیز ہی کہ بعد کے زمانے کي سنگتراشي مین' اور خصوصاً اندھاري طرز مین' زبردست ایراني عنصر نظر آتا ہی لیکن اگرچہ یہ بات عام طور پر تسلیم کي جاتي ہی کہ یہ عنصر اوسوقت ہندي صنعت مین داخل ہوا جب سلطنت ایران شمال مغربي ہندوستان کي طرف پھیلي' اور یوناني عنصر اوسکے بعد پہنچا' تاہم اس قیاس کي تائید مین بہت کم شہادت ملتي ہی - بلکہ زیادہ قرین عقل یہ پہلو ہی کہ سکندر اعظم کي فتوحات کے بعد باختر اور اُس پاس کے ممالک مین (جہان سکندر نے یوناني نو آبادیان قائم کي تھین) ایراني اور یوناني خیالات مین امیزش ہوئي اور وہ مخلوط صنعت جو اس مخلوط سے پیدا ہوئي یا تو سلطنت موریا اور مغربي



1 & 2. *PUNCH-MARKED.*



3 & 4. *LOCAL TAXILAN.*



5. *SOPHYTES.*



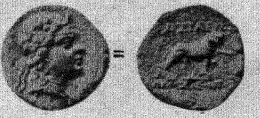
6. *DIODOTUS.*



7. *EUTHYDEMUS.*



8. *DEMETRIUS.*



9. *PANTALEON.*



10. *EUCRATIDES.*



11. *ANTIALCIDAS.*



12. *APOLLODOTUS.*



13. *MENANDER.*

ایشیا کے مابین با امن تعلقات کی وجہ سے ' یا باختری یونانی ' تورانی ' پارتھیائی اور اہل کشان کے حملوں کے باعث ' ہندوستان میں رواج پذیر ہوئی - یہ ماننا پڑیگا کہ یہ سب قومیں یونانی اور ایرانی تہذیب سے کم و بیش متاثر ہوچکی تھیں -

خاندان موریا

بہر کیف شمالی مغربی ہندوستان میں یونانی صنعت سے قبل اخمینی صنعت کے اثر کی موجودگی یا عدم موجودگی کے بارے میں اصلیت خواہ کچھ بھی ہو ' ہمارے لئے سر دست ہندی صنعت کی تاریخ زمانہ موریا سے شروع ہوتی ہی جبکہ صنعت و حرفت نے بمشکل ابتدائی مدارج طے کئے تھے اور مہاراجہ ادھیراج اشوک اپنی مشہور و معروف یادگاروں کی تعمیر کے لئے ' باختر اور ارسکے گرد و نواح کے صناعوں سے کام لے رہا تھا - اس زمانے کی ہندی صنعت کی ابتدائی خصوصیات کا اون رائج الوقت دیسی سکوں سے خوب پتہ چلتا ہی جنکو علم طور پر " چاپ شدہ " (punch-marked) کہا جاتا ہی (دیکھو نقشہ Plate II) یہ سکے بہت بھدے اور بدنما ہیں - نہ تو اونکی بے ترتیب ہیئت ہی ' اور نہ وہ نقوش ہی جو اونکی سطح پر اندھا دھند بلا ترتیب چھاپ دئے گئے ہیں

کسي صنعتي خوبي کا دعوی کرسکتے هین - برخلاف اسکے شاہ سوبھوتي کے سکے ' جو چوتھي صدي قبل مسیح کے اخیر میں کوہ نمک کے علاقے پر حکمران تھا ' خالص یوناني طرز کے هین (دیکھو پلیٹ ۲) - یہ سکے بظاهر سلجوق فاتح کے کسي سکے سے نقل کئے گئے هین اور سلجوق سے راجہ سوبھوتي ارسوقت در چار هوا تھا جب اول الذکر نے پنجاب پر حملہ کیا - ان سکون کو بغور دیکھنے سے معلوم هوگا کہ مُلکي اور غیر ملکي صنعت کے درمیان زمین آسمان کا فرق هی اور یہ عجیب و غریب فرق اوس زمانے کے فن تصویرسازي مین بھي ویسا هي نمایاں هی جیسا کہ سکّون مین - مثال کے طور پر دیکھئے - آشوک کے بعض ستونون پر مکمل مجسمون اور ابھري هوئي تصویرون کے چند نہایت استادانہ نمونے نظر آتے هین اور صاف ظاهر هی کہ یہ نمونے اوس اعلی اور پختہ صنعت کا نتیجہ هین جو یوناني اور ایراني صنعتون کي آمیزش سے رجود مین آئي تھي - لیکن ان اعلی نمونون کے پہلو بہ پہلو " یک رخي [1] "

(۱) یك رخي - Unifacial - یہ اصطلاح زمانۂ قدیم کے اون مجسمون کے متعلق ایجاد هوئی هی جنکو بنانے وقت کاریگر اوس وقت مین تصویر کا صرف ایك هي پہلو ذهن مین جمایا کرتے تھے - کچھہ عرصے کے بعد جب صنعت نے کافي

یا ایسی تصویریں بھی موجود ہیں جن میں ظاہری "مقابلہ"(۱) کے خیال کی نہایت سختی سے پابندی کی گئی ہی اور جن میں تمام اصولی اور اصطلاحی عیوب صاف نمایاں ہیں - اس قسم کی تصاویر کا ایک نمونہ وہ مورت ہی جو پارکھم سے ملی تھی اور اس وقت متھرا کے عجائب گھر میں موجود ہی - جہانتک ہمیں معلوم ہی عہد موریا کے صناعوں نے اگر کسی بات میں واقعی کمال حاصل کیا تو وہ جواہر تراشی، سادہ کاری اور زیور سازی کا ہنر تھا اور اسمیں بھی ان کو اشیاء کی وضع و ہیئت میں لطافت اور نزاکت پیدا کرنے میں کچھہ ایسی مہارت نہ تھی بلکہ

(سلسلہ فوٹ نوٹ صفحہ گذشتہ)

ترقی کرلی تو تصویریں بھی یک رخی نہ رہیں - اور ان کو بناتے وقت اونکے تمام پہلوؤں یعنی طول عرض اور موٹائی تینوں کو پیش نظر رکھا جانے لگا -

(۱) "Frontality" اس لفظ کا اطلاق ان قدیم مجسموں کی صنعت پر ہوتا ہی جن میں رسمی طریق ساخت کی اس سختی سے پابندی کی گئی ہی کہ حرکت کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا - اور اگر سر، ناک، سینہ اور ریڑھہ سے ہوتا ہوا ایک سیدھا خط ناف تک لے جائیں تو ہر ایک مجسمے کے دو پورے پورے مساوی حصے ہوجائیں - (اردو میں شاید اس مفہوم کو ایک لفظ میں ادا کرنا مشکل ہو - میں نے فی الحال مقابلہ اور مواجہت دو لفظ تجویز کئے ہیں - مگر میں خود ان سے مطمئن نہیں - مترجم)

اون کا اُستادانہ کمال یہ تھا کہ سخت سے سخت پتھرون کو صفائي سے کاٹ کر اونپر چمکدار جلا اور دھات کي اشیاء پر نہایت خوبصورت پچي کاري ' دندانے دار دستکاري اور جالي کا کام کرسکتے تھے - سونے اور چاندي کي چیزون پر جو کام ان لوگون نے کیا ھی اوسکي عمدگي کا نمونہ اون دو زیورون میں بوجہ احسن نظر آتا ھی جو پلیٹ ۱۶ پر اشکال ۱۳ و ۱۴ میں دکھائے گئے ھیں[1] - یہ دونون زیور شہر بھڑ کے رقبہ سے برآمد ھوئے تھے اور انکے ساتھہ ھي ڈایو ڈوٹس[2] کا ایک طلائي سکہ ' بہت سے مقامي چاپ شدہ سکے اور کچھہ اور مرصع زیورات اور جواھرات بھي ملے تھے - ان زیورات کے ماسوا ٹیکسلہ میں عہد موریہ کي اور جسقدر اشیاء برآمد ھوئي ھیں وہ سب کي سب بھدي ابتدائي دستکاري کا نمونہ ھیں - اور یہي حالت اس زمانے کي اور بہت سي اشیاء کي بھي ھی جو دوسرے مقامات سے دستیاب ھوئي ھیں -

یوناني - سیتھي اور پارتھیائي

گزشتہ باب سے معلوم ھوگیا ھوگا کہ پنجاب کے یوناني بادشاھون کے متعلق ھماري معلومات بغایت محدود اور صرف اونکے سکون سے حاصل کي ھوئي ھیں جو بہ تعداد کثیر پنجاب اور شمال مغربي

(۱) Plate XVI,13-14 (۲) Diodotus -

سرحد میں پائے جاتے ہیں - ان سکوں کی مدد سے ہمیں قریباً چالیس بادشاہوں کے نام معلوم ہوئے ہیں اگرچہ اونمیں سے اکثر کے متعلق سوائے اونکے ناموں کے اور کچھہ بھی معلوم نہیں - پتھر پر کھدے ہوئے کتبوں میں اب تک صرف ایک کتبہ ایسا ملا ہی جس میں ٹیکسلہ کے ان یونانی بادشاہوں کا کچھہ ذکر ہی - یہ کتبہ ٹیکسلہ سے ایک ہزار میل کے فاصلے پر وسط ہند کے قدیم شہر ودیشا[1] میں ایک لاٹھہ پر کندہ ہی اور اسمیں لکھا ہی کہ لاٹھہ مذکور ایک یونانی ' ہیلیو ڈورس ولد ڈائن[2] نے قائم کرائی تھی جو ٹیکسلہ کے یونانی بادشاہ اینٹی الکی کس کی طرف سے ودیشا کے دربار میں سفیر بن کر گیا تھا - اس کتبے سے یہ پتہ بھی چلتا ہی کہ اہل یونان اوسوقت کس ذوق شوق سے اپنے نئے وطن یعنی ہندوستان کے مذاہب اختیار کرتے جارہے تھے - یونانی مذہب میں گنجائش تو کافی تھی ہی - اونہوں نے ہندی دیوتاؤں کو اپنے دیوتاؤں کے ساتھہ فوراً مطابقت

---

(۱) موجودہ قصبہ بھیلسہ واقع ریاست گوالیار (مترجم)

(۲) Heliodorus, son of Dion

دے لي اور جس طرح اتلي مين انہون نے مينروا[1] کو اتھينا[2] اور بيکس[3] کو ڈايونيسس[4] سمجھہ ليا تھا اوسي طرح هندوستان مين سورج ديوتا (سوريا) کو اپالو[5] کے ساتھہ اور محبت کے ديوتا (کاما) کو ايراس[6] کے ساتھہ مطابق کرليا - پس شو يا پاربتي، وشنو يا لکھشمي، غرضيکہ کسي هندي ديوتا نے سامنے بھي سر نياز خم کرنے مين ارنہين کسي طرح کا تامل نہ تھا -

شمال مغربي هند، جسپر اهل يونان حکمران تھے، هميشہ وسط ايشيا کي طرف سے متواتر حملون کا آماجگاہ

---

(۱) مينروا (Minerva) قديم اهل روما کي علم و حکمت، جنگ و جدال اور فنون لطيفہ کي ديبي - هندوستان مين اس کو سرسوتي يا بدھہ ديبي کہتے هين - (مترجم)

(۲) ايتھينا (Athena) يونان مين علم و حکمت کي ديبي (مترجم) -

(۳) بيکس (Bacchus) -اهل روما کے هان شراب کا ديوتا (مترجم)

(۴) ڈايونيسس (Dionysus) اهل يونان کا شراب کا ديوتا (مترجم)

(۵) اپالو (Apollo) يونانيون اور رومیون کا سورج کا ديوتا (مترجم)

(۶) ايراس (Eros) يونان مين نفساني جذبات کا ديوتا جس کو غلطي سے محبت کا ديوتا کہا جاتا هي - (مترجم)

بتا رہا ہی اور یہي رجہ ہی کہ اس حصۂ ملک میں زمانۂ قدیم کي بہت کم یادگارین تباہي سے محفوظ رہي ہین - لیکن جو عمارات ابہي باقي ہین اون سے اور نیز زمانۂ سابق کي اون یادگارون اور چہوٹي چہوٹي قدیم چیزون سے ' جو في زمانا ٹیکسلہ اور دیگر مقامات سے دستیاب ہوئي ہین ' اس امر کي کافي شہادت ملتي ہی کہ یونانی صنعت نے ملک کے اس حصے پر اپنا سکہ نہایت مضبوطي سے جما رکہا تہا - یہ کرشت ایسي مستحکم تہي کہ باوجودیکہ پنجاب کي یونانی سلطنتین زمانے سے تباہ اور برباد ہوچکي تہین اور اہل سیتھیا و پارتھیا ' یونانیون کا قلع قمع کرنیکے بعد خود بہي اہل کشان کے ہاتہون مٹ چکے تہے ' تاہم یونانی صنعت شمال مغربي ہند مین ارنہي زورون پر تہي اور پانچوین صدي عیسوي تک بہي اوس کا غلبہ کافی زبردست رہا اگرچہ اب اوسمین زوال شروع ہو گیا تہا اور سال بسال اوسکا اثر کم ہوتا جارہا تہا -

یونانی اثر کي اس دیر پائي اور آہستہ زوالي کي بہترین تشریح سکّون سے ہوتي ہی جن کي آرائش اور طرز ساخت کي تاریخ خاص طور پر واضح اور مسلسل ہی (دیکہو نقشہ مسکوکات Plates II - III) ان قدیم سکّون کے تمام خط و خال یونانی ہین - زنس

بھي رهي هی جو ایتھنز[1] میں مقرر تھا ' تحریریں بھي یوناني الفاظ میں هیں ' سکوں پر جو تصاویر بني هوي هیں وہ بھي یوناني علم الاصنام سے ماخوذ هیں ' اور اون کي بناوٹ میں ایک خاص لطافت اور خوبي پائي جاتي هی جو پریکسائٹیلز (Praxiteles) اور لسي پس (Lysippus) نامي یوناني مصوروں کے زمانے کي صنعت کو یاد دلاتي هی - علاوہ بریں یہ تصویریں اصل کي نہایت نفیس اور صحیح نقل پیش نظر کرتي هیں - یہ نفیس حقیقت نمائي بلا شبہ یوناني هی لیکن هندي کندہ کاروں نے جو صنعت ان تصاویر میں دکھائي هی وہ بھي اپني مخصوص نوعیت رکھتي هی - کچھہ عرصے کے بعد جب یوناني حکومت هندوستان میں مستحکم هوگئي تو ایک نئي طرز نے یوناني طرز کي جگہہ لے لي جو ملک کي تجارتي ضروریات کے لئے زیادہ موزوں تھي - یہ طرز غالبا ایراني سکّوں سے آڑائي گئي تھي - اسمیں یوناني تحریر کي بجاے سکّوں کي عبارت دو زبانوں میں کردي گئي یعني ایک طرف یوناني اور دوسري

---

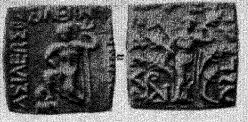
(۱) یونان کا پایہ تخت (Athens)



14. ZOILUS.



15. MAUES.



16. AZES I.



17. RAJUVULA.



18. GONDOPHARNES.



19. HERMAEUS.



20. KADPHISES II.



21. BASILEUS MEGAS.



22. KANISHKA.



23. VASUDEVA.

طرف کھروشٹي تحریر - آهسته آهسته دیگر یوناني خصوصیات کم هوتي چلي گئین اور هندي عنصر بتدریج داخل هوتا گیا - نتیجه یه هوا که وه تر و تازگي اور شادابي جو ان سکون کي تصاویر کي خصوصیت تهي زائل هوگئي - الغرض انحطاط کا یه عمل جاري رها اور گو اول اول مخلوط یونانیون مین اس کا اثر نسبتهً کم تها مگر جونهین یونانیون کي جگهه اهل سیتهیا اور اهل پارتهیا نے لي یه انحطاط بهي تیزي کے ساتهه شروع هو گیا - ان سکون کي شهادت اس ضمن مین خصوصیت کے ساتهه قابل قدر هی - کیونکه انسے ثابت هوتا هی که هندي کنده کار مغربي نمونون کو جون کا تون نقل کرنے کي بجائے اپنے ذاتي خیالات کا آزادانه اظهار کرتے تهے - مزید براں انسے یه بهي واضح هوتا هی که اگرچه یوناني صنعت کو سرزمین هند مین سیاسي تبدیلیون کي وجه سے ایک ناگزیر تغیر کا منهه دیکهنا پڑا تاهم اوسکا اثر بهت مستحکم اور دیر پا تها -

---

(۱) کهروشٹي رسم الخط شمالمغربي هندوستان مین قریباً سنه ۳۰۰ ق - م سے سنه ۳۰۰ عیسوي تک رائج رها - یه بهي اردو فارسي کي طرح دائین سے بائین کو لکها جاتا هی اور آرامي رسم الخط سے نکلا هی - ان کتبون کي زبان پالي هی جو قدیم سنسکرت سے بهت ملتي جلتي هی - (مترجم)

بعینہ یہی حالت ان منقش جواهرات کی هی جو پنجاب اور شمال مغربی سرحد میں بکثرت پائے جاتے هیں اور جنکی طرز ساخت کے تغیرات کی تاریخ سراسر سکون کی تاریخ سے ملتی جلتی هی - مگر یونانی صنعت کے اثر کی شہادت کا سلسلہ ان جواهرات اور سکون هی پر ختم نہیں هوتا - بلکہ ان سے جو شہادت ملتی هی اوسکی تصدیق۔ زمانہ قدیم کی اور بہت سی اشیاء سے بھی هوتی هی جو هم تک پہنچی هیں - هاں انمیں ایک نمایاں فرق ضرور هی جسکے لئے سیاسی حالات بہت کچھہ ذمہدار معلوم هوتے هیں -

وہ فرق یہ هی کہ هندی پارتھیائی سکے تو پارتھیائی نمونوں سے مشابہ هیں جس سے یہ نتیجہ نکلتا هی کہ جن بادشاهوں نے یہ سکے جاری کئے تھے وہ پارتھیائی نسل سے تھے - حالانکہ اوسی زمانے کی تعمیرات اور دیگر قدیم اشیاء پر اهل پارتھیا کے نیم وحشی اثر کا غلبہ نسبتہً بہت کم پایا جاتا هی - ایشیائی یونانیوں کی عمارتی یادگاروں میں سے سوائے ان سادہ اور بے نقش و نگار رهائشی مکانات کے جو ٹیکسلہ میں واقع هیں اس وقت تک اور کوئی آثار برآمد نہیں هوئے -

لیکن وہ یادگاریں جو سیتھی پارتھیائی عظمت کے زمانے میں اس جگہ تعمیر هوئیں اس امر میں شک و شبہ

کي گنجايش نہين چھوڑتين کہ يوناني طرز تعمير مدت سے هندوستان کے اس حصے مين رواج پزير هو چکي تهي - اور گو نقش و نگار هندي لباس مين ملبوس هونے لگے تے تاهم يوناني عنصر ابهي تک مشرقي طرز پر پوري طرح غالب تها - چنانچہ اوس زمانے کے ستونون کي آرايش و زيبائش اصل مين کارنتهي طرز پر مبني هی ليکن نقش و نگار مين هندي عنصر کے اضافے سے کسي قدر ترميم کرلي گئي هی - ستونون کے علاوہ جو چند منادر آجکل زمين کے نيچے سے برآمد هوئے هين اونکي بهي نمايان خصوصيت يہ هی کہ اونمين يوناني طرز کے ستون اور آرايشين موجود هين - مثال کے طور پر اوس ستوپے کو ديکهئے جس کي تصوير پليٹ ١٢ مين دي گئي هی - يہ ستوپہ ايزز اول کے عہد حکومت مين تعمير هوا تها اور غالباً جين مذهب سے تعلق رکهتا هی - اور گو اسکي بناوٹ مين هندي عناصر معمول سے زيادہ نمايان هين مگر يہ عناصر يا تو کارنتهي ستونون کے اوپر والي بريکٹون کي صورت مين نظر آتے هين يا اون آرائشي

---

(١) (Corinthian) يوناني طرز تعمير کي ايک قسم جس مين ستونون کے تاج پر کالے نہايت خوبصورت نقش و نگار سے آراستہ هوتے هين [ديکهو Plate XII] (مترجم)

دروازوں[1] اور محرابدار طاقچوں کی شکل میں جو ستونوں کے درمیانی فاصلوں کو مزین کرتے ہیں -

جو کیفیت اس زمانے کے فن تعمیر کی ہی - وہی تصویر سازی اور دیگر صنعتوں کی بھی سمجھ لیجئے - یہ سارے فن یونانی تہذیب کے فیض یافتہ ہیں جس کا اثر ہندی صنعت پر ایسا گہرا اور مستقل تھا کہ اوسکے زوال کی تکمیل کے لئے بھی صدیوں کی ضرورت پڑی - قدیم صنعت کی نفاست اور عمدگی کی توضیح دو چیزوں سے بہت اچھی طرح ہوتی ہی جو سرکپ سے دستیاب ہوئی ہیں - ان میں ایک تو ہاتھی دانت کا لٹکن ہی جسپر دو ریش‌دار انسانی تصویروں کے سر بنے ہوئے ہیں (دیکھو نقشہ - Plate XVI, 10) اور دوسری یونانی دیوتا ڈایونیسس کے سر کی تصویر ہی (Plate I مقابل سر ورق) - آخرالذکر تصویر چاندی کے پترے کی بنی ہوئی ہی جس میں چہرے کے نقش کسی ٹھپے کے ذریعے بنائے گئے ہیں - دیوتا کے سر کے گرد حسب معمول

(۱) قدیم ہندی دروازوں یا پھاٹکوں کے نہایت خوبصورت اور مکمل نمونے سانچی واقعہ ریاست بھوپال میں موجود ہیں - ملک چین کے پیلو اور جاپان کے تورئی کے نقشے ہندی دروازوں (تورنا) کے نقشوں سے لئے گئے ہیں - یہ نقشے اون ممالک میں یقیناً اوسوقت رائج ہوئے جب بدھ مذہب مشرق کی طرف پھیلا -

انگوري بیل هی ' اوسکے کان ساتیر[1] سے مشابه هیں اور هاتهوں میں ایك ساغر[2] (cantharus) هی جسکے دونوں طرف دستے لگے هیں - اس زمانے سے ذرا مابعد ' غالباً پهلي صدي قبل مسیح ' کي چیزوں میں کانسي کي وہ چهوٹي سي خوشنما تصویر هی - جو نقشه نمبر ۱۵ (Plate XV) پر دکهائي گئي هی - یه هارپو کریٹیز (Harpocrates) کي تصویر هی جو اهل مصر میں خاموشي کا کمسن دیوتا سمجها جاتا تها - چنانچه خاموشي کے اظهار کي خاطر اوسنے اپني انگلي لبوں پر رکهي هوئي هی - اس بچے کي بناوٹ میں عجیب دلاویز سادگي اور اسکے انداز میں بے ساختگي اور کم گوئي کي ایك ایسي ادا پائي جاتي هی جو یقیناً یوناني هی - اس عهد سے ذرا اور آگے ' یعني سن عیسوي کے آغاز کے قریب کي دستکاري میں ' هندي اور یوناني خیالات آپس میں بهت مل جل گئے هیں اور صنعت پہلے سے بهي زیادہ مخلوط هوگئي هی - مثال کے طور پر اوس طلائي ڈبیا کو دیکهئے جو بیماران واقعه ملک افغانستان سے ملي هی - اوس سے

---

(۱) Satyr - روسیوں میں جنگل یا نباتات کا دیوتا هی جس کا نصف بدن انسان سے اور نصف بکري سے ملتا هی (مترجم)

(۲) Cantharus - یوناني نمونے کا دو دستوں والا ساغر

قندھاري طرز کي تصويرين يا تو چونے يا مٹي کي هوتي تهين يا پتهر پر بنائي جاتي تهين - مٹي کي تصاوير کو بعد مين آنچ ديکر پکا ليا جاتا اور تکميل کے بعد اونکے اوپر رنگ و روغن يا طلائي ورق چڑها دئے جاتے تهے - پتهر چونکه زياده ديرپا چيز هي اس لئے پشاور ' لاهور ' اور ديگر مقامات کے عجائب خانون مين جو نمونے محفوظ هين وه پتهر هي کے هين - ايڈن ٹيکسلہ مين پتهر کي تصاوير کے علاوه ايک بڑي تعداد ايسے مجسمون کي بهي ملي هي جو چونے سے بنائے گئے هين اور چند تصويرين مٹي کي بهي برآمد هوئي هين - ان تصاوير سے قندهاري صنعت کي تاريخ اور اون اصطلاحي طريقون کے متعلق جو قندهاري صناع انکي ساخت مين استعمال کيا کرتے هماري معلومات مين معقول اضافه هوتا هي -

---

(۱) ان تصاوير مين ايک خاص قسم کا نرم پتهر استعمال کيا گيا هي - جس کي ساخت سليٹي يعني طبق بر طبق اور رنگ سبزي مائل نيلا هي - يه بات ابهي تک پايه تحقيق کو نهين پهونچي که يه پتهر کس جگهه ملتا هي - ليکن عام طور پر خيال کيا جاتا هي که غالباً رادي سوات کے قرب و جوار سے آتا تها - بهر حال ٹيکسلہ مين کوئي پتهر تصوير سازي کے مطلب کا نهين ملتا - يهاں صرف دو قسم کا پتهر پايا جاتا هي - ايک چونے کا (نيلا) پتهر جو اسقدر سخت هي که سنگ تراش کے اوزار اس پر چل هي نهين سکتے اور دوسرا نرم کنچور جو صرف موٹے کام کے لئے موزون هي -

اب تک عام طور پر یہ تسلیم کیا جاتا تھا - کہ ہندوستان میں قندھاری صنعت عہد گپتا کی صنعت کی ابتداء سے قبل یعنی تیسری صدی عیسوی کے دوران ہی میں مفقود ہو چکی تھی اور جہاں تک قندھاری صنعت کی پتھر کی تصاویر کا تعلق ہی یہ خیال اس وقت تک بھی بحیثیت مجموعی درست معلوم ہوتا ہی اس لئے کہ قندھاری صنعت کی کوئی ایسی مورت دستیاب نہیں ہوئی جو اپنی خوبیوں کے لحاظ سے خاص اہمیت رکھتی ہو اور جس کے متعلق یقین کے ساتھہ یہ کہا جا سکے کہ وہ تیسری صدی کے بعد کی بنی ہوئی ہی - لیکن برخلاف اس کے تیکسلہ کی کھدائی سے اب اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہی کہ کم از کم تیرھہ صدی بعد تک بھی قندھاری صنعت خوب زوروں پر تھی اور چونے اور مٹی کی جو تصویریں اس وقت بنائی جاتی تھیں وہ پتھر کی قدیم تصویروں کے مقابلے میں کچھہ کم دلکش اور خوبصورت نہ تھیں[1] - یہ سچ ہی کہ زمانہ مابعد کی تصویریں پہلی تصویروں سے بالکل مختلف طور کی ہیں - ان میں نہ تو پتھر کی قدیم تصویروں کی سی ادا

(۱) ملاحظہ ہوں تصاویر ۲۲ و ۲۷ و ۲۸

قندھاری طرز کی تصویریں یا تو چونے یا مٹی کی ہوتی تھیں یا پتھر پر بنائی جاتی تھیں - مٹی کی تصاویر کو بعد میں آنچ دیکر پکا لیا جاتا اور تکمیل کے بعد انکے اوپر رنگ و روغن یا طلائی ورق چڑھا دئے جاتے تھے - پتھر چونکہ زیادہ دیر پا چیز ہی اس لئے پشاور، لاہور، اور دیگر مقامات کے عجائب خانوں میں جو نمونے محفوظ ہیں وہ پتھر ہی کے ہیں - ایلن ٹیکسلہ میں پتھر کی تصاویر کے علاوہ ایک بڑی تعداد ایسے مجسموں کی بھی ملی ہی جو چونے سے بنائے گئے ہیں اور چند تصویریں مٹی کی بھی برآمد ہوئی ہیں - ان تصاویر سے قندھاری صنعت کی تاریخ اور ان اصطلاحی طریقوں کے متعلق جو قندھاری صناع انکی ساخت میں استعمال کیا کرتے ہماری معلومات میں معقول اضافہ ہوتا ہی -

---

(۱) ان تصاویر میں ایک خاص قسم کا نرم پتھر استعمال کیا گیا ہی - جس کی ساخت سلیٹی یعنی طبق بر طبق اور رنگ سبزی مائل نیلا ہی - یہ بات ابھی تک پایہ تحقیق کو نہیں پہونچی کہ یہ پتھر کس جگہ ملتا ہی - لیکن عام طور پر خیال کیا جاتا ہی کہ غالباً وادی سوات کے قرب و جوار سے آتا تھا - بہر حال ٹیکسلہ میں کوئی پتھر تصویر سازی کے مطلب کا نہیں ملتا - یہاں صرف دو قسم کا پتھر پایا جاتا ہی - ایک چونے کا (نیلا) پتھر جو اسقدر سخت ہی کہ سنگ تراش کے اوزار اس پر چل ہی نہیں سکتے اور دوسرا نرم کنکھور جو صرف موٹے کام کے لئے موزوں ہی -

اب تک عام طور پر یہ تسلیم کیا جاتا تھا - کہ ہندوستان میں قندھاری صنعت عہد گپتا کی صنعت کی ابتداء سے قبل یعنی تیسری صدی عیسوی کے دوران ہی میں مفقود ہو چکی تھی اور جہاں تک قندھاری صنعت کی پتھر کی تصاویر کا تعلق ہی یہ خیال اس وقت تک بھی بحیثیت مجموعی درست معلوم ہوتا ہی اس لئے کہ قندھاری صنعت کی کوئی ایسی مورت دستیاب نہیں ہوئی جو اپنی خوبیوں کے لحاظ سے خاص اہمیت رکھتی ہو اور جس کے متعلق یقین کے ساتھ یہ کہا جا سکے کہ وہ تیسری صدی کے بعد کی بنی ہوئی ہی - لیکن برخلاف اس کے ٹیکسلہ کی کھدائی سے اب اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہی کہ کم از کم تیرہ صدی بعد تک بھی قندھاری صنعت خوب زوروں پر تھی اور چونے اور مٹی کی جو تصویریں اس وقت بنائی جاتی تھیں وہ پتھر کی قدیم تصویروں کے مقابلے میں کچھ کم دلکش اور خوبصورت نہ تھیں[1] - یہ سچ ہی کہ زمانہ مابعد کی تصویریں پہلی تصویروں سے بالکل مختلف طرز کی ہیں - ان میں نہ تو پتھر کی قدیم تصویروں کی سی ادا

(۱) ملاحظہ ہوں تصاویر ۲۲ و ۲۷ و ۲۸

اور شان هی ' نه اونکے خط و خال کي سي لطافت و نزاکت ' اور نه هي مجموعون کي ترتيب مين خاص اهتمام اور تخيل سے کام ليا گيا هی - ليکن اسمين بهي شک نهين که ان تصاوير کي صنعت زياده آزادانه اور طبعزاد هی اور چونکه يوناني روايات سے اس صنعت کو بهت کم تعلق هی اس لئے ان تصويرون مين علمي پهلو بهي کم هی - حقيقت مين ان تصاوير کا قديم تصويرون کے ساتهه مقابله کرنيسے يه خيال پيدا هوتا هی که قديم تصويرين سمجهه دار اور اعلی درجے کے اوستاد کاريگرون کي بنائي هوئي هين جو اپنے پيشے کي روايتي هدايات کے مطابق ' اور تصاوير کے مقصد کو بخوبي سمجهکر ' محنت اور شوق سے کام کيا کرتے تهے - اور بعد کي تصويرين هوشيار کاريگرون کي دستکاري کا نتيجه هين جنهين اپنے کام مين خوب مهارت اور مصالحه پر پوري قدرت تو حاصل تهي ليکن صنعت کے مطامح و مقاصد سے کما حقه واقف نه تهے -

يه تصويرين اپني وضع قطع اور بناوٹ کے اکثر خط و خال مين اوس زمانے کي رومي تصويرون سے بهت ملتي جلتي هين - چنانچه اسي مشابهت کي بنا پر بعض مصنفين کو يه خيال بهي پيدا هوا هی که

رومي صنعت و تہذیب نے اپنا سکہ شمالي ہند تک بٹھا رکھا تھا - لیکن یہ خیال ایک اصولي غلطي پر مبني ہی جو (عہد قیاصرہ کي) رومي صنعت کي ابتدا اور رومي اور مغربي ایشیا کي یوناني صنعت کے باہمي تعلقات کے بارے مین پیدا ہوا - حقیقت یہ ہی کہ قدیم دنیا مین، شاہان سلجوق کے زمانے سے لے کر اس وقت تک، صرف مغربي ایشیاء بھي ایسا ملک تھا جو صنعتي تگ و دو کا مرکز رہا تھا اور اس تگ و دو کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر کار مغربي ایشیاء کي سرزمین ایک ایسي بھٹی بن گئي جس مین یوناني، آئیوني، پارسي اور عراقي صنعتین ڈھل کر ایک ہوگئین اور پھر مغربي ایشیا سے صنعت کي نہرین بہ بہ کر نکلین جن مین سے کچھہ تو مغربي جانب سلطنت روم مین جا پہنچین اور کچھہ مشرق کي طرف آکر پارتھیا، ترکستان اور ہندوستان کو سیراب کر گئین - یہ فرض کرنا بڑي غلطي ہی کہ رومي خیالات نے یونان اور ایشیا کي تصویر سازي کي صنعت پر کسي بڑي حد تک اپنا اثر ڈالا - بلکہ حقیقت مین معاملہ اسکے بالکل برعکس تھا اور رومي صنعت کا یوناني صنعت کے ساتھہ رہي تعلق تھا جو قندھاري

صنعت کا یونانی صنعت کے ساتھہ - دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ قندھاری صنعت ' رومی صنعت کی بیٹی نہیں بلکہ اوسکی بہن یا زیادہ صحیح الفاظ میں اوسکی قریبی بہن ہی - اس لئے کہ دونوں کا شجرہ نسب ایک ہی جد اعلیٰ سے جا ملتا ہی - پس اگر رومی اور قندھاری صنعتوں میں ایک خاندانی مشابہت پائی جاے تو ہمیں متعجب نہ ہونا چاہیئے -

ہندوستان پر یونانی صنعت کا اثر

یہ سوال کہ یونانی صنعت نے ہندوستان کی صنعت پر کیا اثر ڈالا - ایک ایسا سوال ہی جس پر متقدمین میں بہت اختلاف رہا ہی - بعض تو کہتے ہیں کہ یہ سوال کچھہ اہمیت نہیں رکھتا اور نظر انداز کیا جاسکتا ہی - مگر دوسرے فریق کے نزدیک یہی سوال تمام ہندی صنعت کے تار و پود کی جڑ بنیاد ہی - لیکن اصلیت اور حقیقت ' جیسا کہ اکثر ہوتا ہی ' دونوں کے بیچ بیچ میں ہی - شمالی اور وسطی ہندوستان میں یونانی صنعت نے قدیم قومی صنعت کو فروغ دینے میں بہت بڑا حصہ لیا اور نہ صرف اصطلاحی مشکلات کو صاف کردیا بلکہ نئے اور جاندار خیالات سے اوسکی نشو و نما میں بھی نئی روح پھونکی - برخلاف اس

کے شمال مغربی خطے میں اور اسکی سرحد کے آس پاس اس صنعت نے صدہا سال تک اپنا سکہ جمائے رکھا اور ملکی صنعتی روایات کو بالکل پس پشت ڈالدیا اگرچہ اسمیں شک نہیں کہ جو صنعتی نمونے اوسنے آپ پیش کئے وہ بجائے خود بڑی خوبی کے ہیں اور یونانی ذکاوت کے سمجھنے میں قابل قدر امداد دیتے ہیں - مگر رفتہ رفتہ شمال مغربی ہند کی صنعت میں بھی ہندی عناصر داخل ہوتے گئے اور آخرکار اوس نے ترقی کرتے کرتے قندھاری صنعت کی شکل اختیار کرلی جس نے تمام مشرقی ممالک میں اہل بودھ کی صنعت پر اپنا لازوال نشان چھوڑا ہی - لیکن باوجود اس عالمگیری کے یونانی صنعت ہندوستان میں حقیقی طور پر کبھی اوسطرح پاؤں نہ جما سکی جسطرح اٹلی یا مغربی ایشیا میں اوسنے اپنا تسلط بٹھا لیا تھا اور اسکی وجہہ یہ تھی کہ یونانی اور ہندی طبیعتیں بالکل متضاد واقع ہوئی تھیں - یونانیوں کے لئے انسان، انسانی حسن، اور انسانی قوت متخیلہ ہر ایک چیز سے بالا تر تھے اور مشرق میں بھی حسن اور قوت متخیلہ کی پرستش ہی یونانی صنعت کی رہنما رہی - لیکن ہندی دل و دماغ ان خیالات کو قبول نکرسکتے تھے ہندی تخیل فانی کی بجائے غیر

فاني اور محدود کي بجاے غير محدود تک پہونچتا تھا - يوناني دماغ علم اخلاق کي جانب مائل تھا تو هندي دماغ روحانيت کي طرف - اول الذکر معقوليت کا خواهان تھا تو موخرالذکر جذبات مين غرق - ان بلند تخيلات اور ان روحاني جذبات پر هندي صناعون نے کچھہ عرصے کے بعد اور اضافہ يہ کيا کہ انهين صورت اور رنگ کي عبارت مين وضاحت کے ساتھہ بيان کرنے کي کوشش کرنے لگے- ليکن يہ اضافہ خاندان گپتا کے وسيع عہد حکومت مين اوس وقت هوا جب کہ صنعت اور تخيل مين بہت قريبي اتصال قائم هوچکا تھا اور دونون کو نئي تقويت حاصل هوچکي تھي -

روح کو مادّے کا لباس پہنانے کا بلند ' اور بقول بعض مضحکہ انگيز ' خيال عہد وسطے سے قبل کبھي هندي دل و دماغ کے تصور مين بھي نہ آيا تھا - هندي صناعون کے لئے صنعت ايک بالکل عليحدہ چيز تھي يعني وہ ايک ايسا مادي اور موثرالحواس اظہار تھا جس کا جو هندوستانيون کے ذوق صحيح کو تو بھلا معلوم هوتا تھا ليکن قوت متخيلہ يا رموز تصوف کو اوس مين مطلق دخل نہ تھا - حقيقت يہ هي کہ تصوير سازي کي صنعت مين اهل هند کو سادہ اور عالمگير الفاظ مين اپني

مذهبي روايات اور تواريخ کے اظهار کا موقعه هاتهه آگيا تها اور چونکه يوناني صنعت مين يه امور نهايت وضاحت کے ساتهه اور دلکش طريق پر ادا کئے جاتے تهے اس لئے اهل هند نے اپنے مقصد کی تکميل کے لئے بڑي خوشی سے اس کا خير مقدم کيا اور نهايت ذوق شوق سے سيکها - اس کے سوا اور کوئي مقصد انکے مدنظر نه تها - يعني نه تو انهين يوناني خيالات هي سے همدردي تهي اور نه وه اس صنعت کو اپنے روحاني جذبات کے اظهار کا ذريعه هي سمجهتے تهے -

باب ۴

دھرماراجیکا ستوپہ[1]

آثار ٹیکسلہ[2] کي کیفیت بیان کرنے مین هم پہلے دھرماراجیکا ستوپہ سے شروع کرکے هتھیال کي پہاڑي

(۱) اس مین کلام نہین کہ ابتداً ستوپے ٹیلون کي شکل مین مردون کو دفن کرنے کي غرض سے بنائے جاتے تھے - لیکن اهل بودھہ کے هان ستوپے عموماً بدھہ یا بدھہ کے حواریون کے تبرکات کو محفوظ رکھنے کي خاطر یا کسي خاص متبرک مقام پر بطور یادگار تعمیر هوتے تھے - کسي ستوپے کي ظاهري وضع قطع کو دیکھکر یہ بتلانا کہ اوسکے اندر تبرکات رکھے هوے هین ' یا نہین ' بالکل ناممکن هی - اهل بودھہ کے نزدیک ستوپے کي تعمیر ایک ایسا کارخیر هی جس کے کرنے سے انسان نجات یا " سکون ازلي " کي منزل مقصود کے قریب تر هوجاتا هی - انگریزي زبان مین " ٹوپ " کا جو لفظ موجود هی وہ لفظ تھوپ سے مشتق هی جو سنسکرت مین ستوپے کا مترادف هی - ملک برما مین ستوپے کو عموماً پگوڈا اور جزیرہ لنکا مین ڈاگبہ کہتے هین - موخرالذکر سنگھالي زبان کے دو الفاظ یعني " دھاتو " بمعني تبرک اور گربھہ بمعني جگہ " سے مشتق هی - نیپال مین اس کو چتیا کہتے هین - ستوپے کي طرح اس لفظ کے معنے بھي اصل مین ڈھیر هي کے تھے لیکن بعد مین اس کا اطلاق هرقسم کي عبادتگاہ پر هونے لگا [ستوپے کي تعمیر و تکریس کے مفصل حالات کے لئے دیکھو مہاونس صفحات ۱۶۹ و مابعد]

(۲) جو کھنڈرات اب ٹیکسلہ مین برآمد هوے هین اون سب کو دیکھنے مین مکمل دو دن خرچ هوتے هین دھرماراجیکا ستوپہ یعني چیرٹوپ ' سرکپ جنڈیال موھڑہ مراد اور جولیان جانے

پر سے ہوتے ہوے ستوپہ تک پر جائینگے اور وہاں سے شہر سرکپ میں ہوتے ہوے مندر جنڈیال اور اوسکے شمالی جانب دو چھوٹے چھوٹے ستوپوں کے کھنڈرات کا معاینہ کرینگے - اوسکے بعد ہم شہر سرسکھ اور اون بودھ یادگاروں کی جانب روانہ ہونگے جو لال چک اور بادلپور میں واقع ہیں - اور اخیر میں مواضع موھڑہ مرادو وجولیاں کے ستوپوں اور خانقاھوں کا حال بیان کرینگے جو آج تک

(سابقہ فوٹ نوٹ صفحہ گذشتہ)

کے لئے پختہ سڑکیں موجود ہیں - ٹیکساہ کے سٹیشن پر ٹانگے عموماً مل جاتے ہیں لیکن پہلے سے انتظام کرلینا زیادہ مناسب ہی - اس بارے میں نیز دیگر معاملات میں اوس اوریئر سے جو آرکیولوجیکل بنگلے پر رہتا ہی ' ہر امداد جو اوسکے امکان میں ہی ' مل سکتی ہی - لیکن اگر سیاح صرف پانچ چھہ گھنٹے پس انداز کرسکتا ہی تو بہترین تدبیر یہ ہوگی کہ پہلے دھرماراجیکا ستوپے تک سواری پر آئے پھر پہاڑی راستے سے قریباً سوا میل کا سفر پا پیادہ طے کرنے کے بعد کٹال ستوپہ دیکھے اور وہاں سے اوتر کر شہر سرکپ میں چلا جائے - اس اثناء میں سواری سرکپ کے شمالی پہلو پر پہنچ جائے - سرکپ دیکھنے کے بعد سیاح اوسی سواری کے ذریعے پہلے مندر جنڈیال اور پھر وہاں سے آثار موھڑا مرادو و جولیاں تک جاسکتا ہی - آرکیولوجیکل بنگلے میں جو عجائبات موجود ہیں اگر سیاح کو اوس وقت اونکے دیکھنے کی اجازت ہو تو بہتر ہوگا کہ وہ عمارات مذکور کو دیکھنے کے بعد اونکا معاینہ کرے -

نہایت اچھي حالت مین محفوظ اور بعض امور کے لحاظ سے خاص طور پر قابل ذکر ہین -

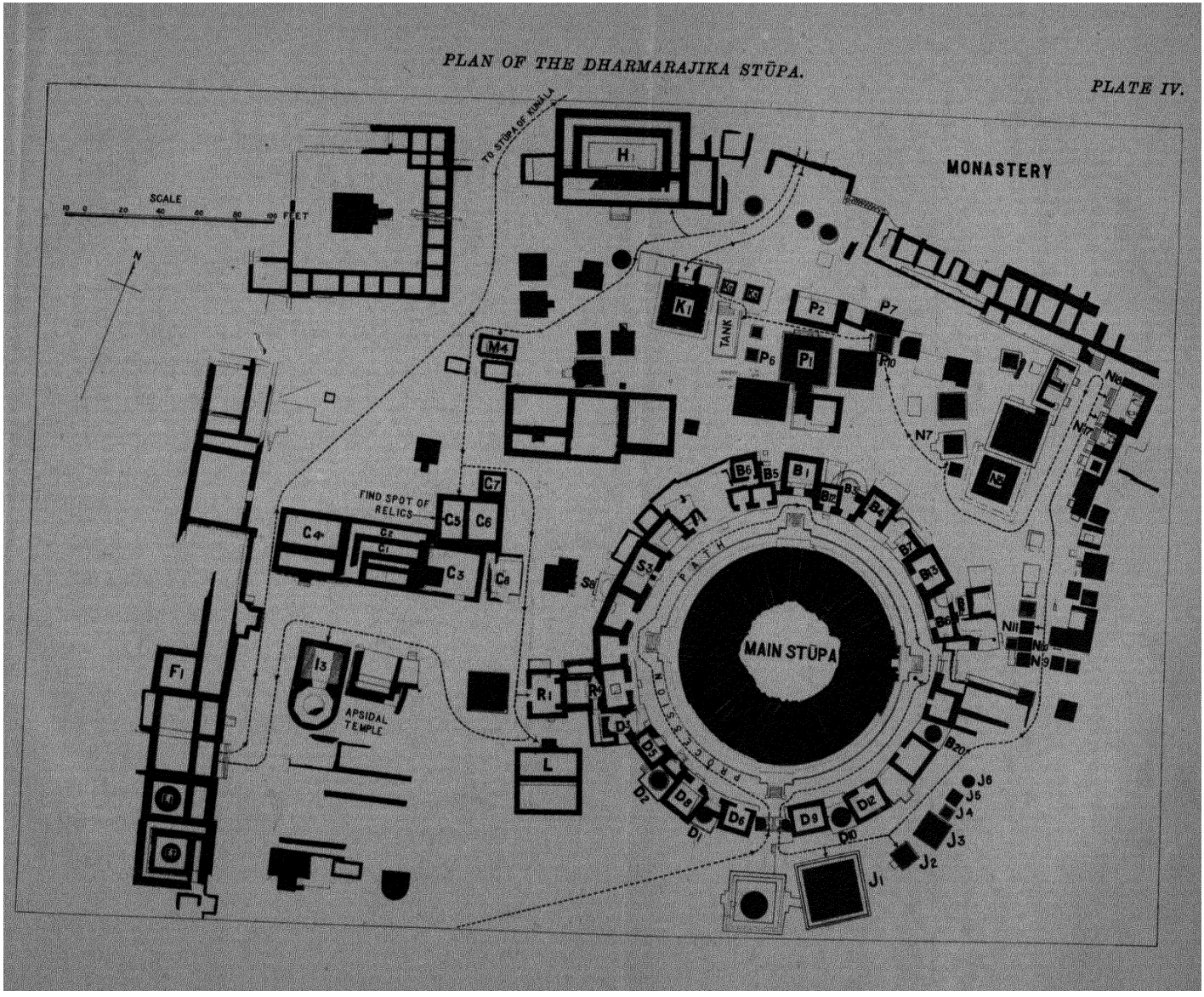
دھرماراجیکا ستوپہ[1] عوام مین چیرٹوپ کے نام سے مشہور ہی جسکي وجہ یہ ہی کہ کسي سابق محقق آثار قدیمہ نے اوسکے وسط مین کھدائي کرکے ایک وسیع شگاف کردیا تھا (دیکھو نقشہ ۹ - Plate IX) - یہ ستوپہ تمرا نالہ کي سطح سے بہت اوپر ایک بلند میدان مرتفع پر واقع ہی - اہل بودھہ کے قبضے مین آنیسے پیشتر اس جگھہ غالباً کوئي گاؤن آباد تھا - چنانچہ اوس قدیم زمانے کي یادگار ، یوناني بادشاہ زائیلس (Zoilus) کے عہد کے وہ ۲۸ سکے ہین جو عمارت H[1] کي بنیادون کے قریب دستیاب ہوئے ہین - ستوپۂ کلان میدان مرتفع کے وسط مین واقع اور بہت شکستہ حالت مین ہی - پچاس سال کا عرصہ ہوا سر الگزینڈر کننگھم نے اس عمارت کو دیکھہ کر کہا تھا کہ اس کا صرف اندروني حصہ برباديي سے محفوظ رہا ہی لیکن حال کي کھدائي مین اس عمارت کي بنیادون کے آس پاس سے قریباً

---

(۱) پختہ سوک جو دھرماراجیکا ستوپہ کو جاتي ہی بہت چکردار اور قریباً دو میل لمبي ہی لیکن بھر کے مشرق کي طرف ایک قریب کا رستہ بھي ہی جو تمرا نالہ مین سے گزرتا ہی -

PLAN OF THE DHARMARAJIKA STŪPA.

PLATE IV.



تیس فٹ ملبہ ہٹایا گیا ہی جس سے عمارت کے روکار کا بہت سا حصہ اچھی حالت میں برآمد ہوا ہی اور اور بھی بہت سی دلچسپ عمارتیں مثلاً ستوپے ' مندر اور پجاریوں اور بھکشوؤں کے رہنے کے مکانات بھی رونما ہوئے ہیں - یہ عمارات کم از کم چار صدی کے عرصے پر پھیلی ہوئی ہیں اور مقامی فن عمارت کی تاریخ کے لئے نہایت اہم معلومات بہم پہنچاتی ہیں - علاوہ بریں وہ سکے اور دوسری چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی ' جو ان عمارات کی کھدائی کے وقت برآمد ہوئیں ' بہت قابل قدر ہیں اس لئے کہ وہ اس قدیم زمانے کی تاریخ کے متعلق اکثر مسائل کے حل کرنے میں مدد دیتی ہیں -

ستوپہ کلاں

ستوپہ کلاں کی اصل عمارت ' جو اسوقت برآمد ہوئی ہی ' شکل میں مدور ہی اور اوسکے گرد ایک بلند چبوترہ ہی جس کے چاروں طرف چار زینے بنے ہوئے ہیں - ستوپے کی اندرونی ناہموار چنائی میں انگھڑ پتھر استعمال کئے گئے ہیں اور اوس کو تدن سے پانچ فٹ تک موٹی دیواروں سے مستحکم کیا گیا ہی جو وسط میں جاکر مل جاتی ہیں - یہ دیواریں ستوپے کی بنیادوں تک پہنچنے کی بجائے چبوترے کے اوپر ہی ختم ہوجاتی ہیں اور صریحاً

کسي بعد کي مرمت سے تعلق رکھتي هين جو غالباً اهل کشان کے عهد حکومت مين عمل مين آئي تهي - ستوپے کي بيروني چنائي مين بڑے بڑے پتهر لگے هوئے هين جنکے مابين ساز اور ستونون کي غرض سے ترشے هوئے کنجور(۱) استعمال کئے گئے هين - کسي زمانے مين ستوپے کي عمارت چونے کي استرکاري اور رنگون سے مزين تهي - چوترے سے کچھ اوپر ستوپے کي چنائي مين جو پتهر اور کنجور کا زيبائشي کام تها اوسکا ايک حصه مشرقي پهلو پر بهت اچهي حالت مين ملا هی - يه کام چوتهي صدي عيسوي سے تعلق رکهتا هی اور اسکي ممتاز خصوصيات اسکے آرائشي ساز کي نمايان گولائيان اور طاقچون کي مخصوص طرز ساخت هين - طاقچے بالترتيب محرابون اور ڈهلوان بازودار دروازون کي شکل مين هين اور اونکے درميان کارنتهي طرز کے ستون بنے هوے هين (تيسري، چوتهي اور پانچوين صدي عيسوي کے اور چهوٹے چهوٹے ستوپے جو اس مقام پر ملے هين اونپر بهي اس نمونے کا زيبائشي کام پايا جاتا هی) - اس ستوپے کی موجوده حالت سے ظاهر هی که اصل عمارت سيتهي پارتهيائي

(۱) کنکر کي قسم کا ايک نرم پتهر جو ٹيکسله کے نواح مين بکثرت پايا جاتا هی - (مترجم)

عہد میں تعمیر ہوئی تھی اور اسکی ترمیم و توسیع کچھہ تو عہد کشان میں عمل میں آئی اور کچھہ چوتھی صدی عیسوی میں -

چبوترہ اور رہ گشادہ رستہ جو ستوپے کے گرد واقع ہی دونوں زمانہ قدیم میں طواف یا پردکھشنا کا کام دیتے تھے اور دستور یہ تھا کہ زائرین ستوپے کو اپنی دائیں جانب رکھہ کر اوس کے گرد چکر لگایا کرتے - آجکل اہل بودھہ عام طور پر کسی ستوپے یا دوسری مقدس عمارت کے گرد تین دفعہ طواف کرتے ہیں - لیکن اگر منت مان رکھی ہو تو سات بار، چودہ بار، بلکہ بعض اوقات ایک سو آٹھہ بار بھی اس طرح طواف کرتے ہیں - پردکھشنا کا قدیم فرش چونے اور ریت سے بنا ہوا ہی - اور اسکے شمال مغربی ربع کا ایک حصہ سنگھہ کی چوڑیوں سے مزین ہی جن میں سے بعض سالم ہیں اور بعض نصف یا ربع دائرہ کی شکل میں - چوڑیوں کو اس طرح ترتیب دیا ہی کہ ہندسی شکلیں بنادی ہیں(۱) اس فرش کے اوپر تین انچ کے قریب ملبہ چڑھا ہوا تھا جس پر چونے کا ایک اور فرش تھا - اس

(۱) اس زیبائشی کام کو محفوظ رکھنے کی غرض سے مٹی ڈھانپ دیا گیا ہی -

دوسرے فرش پر جو ملبہ جمع تھا اوس میں سے کانچ کے چوکون کے بہت سے ٹکڑے برآمد ہوئے اور اغلب یہ ہی کہ طواف کے تمام رستے کی فرش بندی کسی زمانے میں کانچ کے چوکون سے کی گئی تھی - اور بعد میں جب فرش مذکور فرسودہ ہوگیا تو بہت سے چوکے یہاں سے اکھاڑ کر کمرہ (F¹) میں پہنچا دئے گئے جہاں وہ بے ترتیبی کے ساتھہ فرش میں لگے ہوئے ملے ہیں -

ستوپے کے مشرقی زینے کے قریب ہی بائیں جانب ایک مینار کا زیریں حصہ کھڑا ہی - سرکپ کے ستونوں کی طرح غالباً اس مینار کے اوپر بھی کسی زمانے میں شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی (دیکھو صفحہ ۱۳۹) - اور اسمیں کلام نہیں کہ اس قسم کے مینار آشوک کے مشہور و معروف میناروں سے نقل کئے گئے ہیں جو اکثر بدھہ مذہب کے بڑے بڑے ستوپوں کے قریب قائم کئے جاتے تھے - پردکھشنا سے جو چھوٹی چھوٹی قدیم چیزیں ملی ہیں اون میں صرف چند قندھاری طرز کے مجسمے اور سکے قابل ذکر ہیں - اول الذکر کی مثال بودھی ستوا[1] (شاکی

(۱) بودھی ستوا کے لغوی معنی ایک ایسی ہستی کے ہیں - جسکی غرض و غایت معرفت یا حق شناسی ہو - گوتم اپنے

صفي گرتم ؟) کي وہ تصویر ھی جس مین وہ اپنے خدام سمیت ایک شامیانے کے نیچے بحالت ابھے مدرا کھڑا ھی - ثاني الذکر یعني سکے جو تعداد مین ۳۵۵ ھین ' مغربي زینے کے قریب کنجور کي ایک سل مین چھپائے ھوئے ملے تھے - انمین ایزز ثاني ' سوٹر میگس ' ھوشک ' واسودیو اور ھندھي ساساني یا نشاني ساساني عہد کے نمونے شامل ھین -

ستوپہ کلاں کے گرد چھوٹے مدور ستونون کي تعمیر

یہ بیان کرنے کي ضرورت نہین کہ اس میدان مرتفع پر سب سے پہلے ستوپۂ کلاں کي تعمیر وقوع مین آئي تھي - اسکي تعمیر کے وقت آس پاس کی زمین کو ھموار کرکے اوسپر بالو ریت کي تہ جمالي گئي اور اوسپر چونے کے پلستر کا فرش بنا دیا گیا - کچھہ عرصے کے بعد اس فرش پر ' یا بلکہ اوس

(سلسلہ فرط نوٹ صفحہ گذشتہ)

تمام گزشتہ جنمون مین بودھي ستوا تھا اور اپني تاریخي زندگي مین اوس وقت تک بودھي ستوا رھا جب تک کہ وہ درجہ حق شناسي حاصل کرکے بدھہ نہ بن گیا - شمالي یا مہایاني فرقے کے نزدیک ' گوتم کے علاوہ اور بھي بے شمار بودھي ستوا ھین جن مین کچھہ تو انسان ھین اور کچھہ آسماني ھستیان - اونمین سے مشہور نام یہ ھین:— آولوکي تیشورا - منجوشري - مارتیچي - سمنت بھدر - وجراپاني اور میتریا - آخرالذکر کا ظہور ابھي ھونے والا ھی اور وہ دنیا کے موجودہ دور کا آخري بدھہ ھوگا -

ملبے پر جو بمرور ایام فرش مذکور پر جمع هوگیا تھا ' مرکزی ستوپے کے گرد بہت سے اور چھوٹے چھوٹے ستوپے تعمیر هوے جنمیں سے ذیل کے گیارہ ستوپے اس وقت تک آشکار هوچکے هیں -
B^{20} - B^{16} - B^{7} - B^{8} - B^{6} - S^{9} - R^{4}
D^{10} - D^{1} - D^{2} اور D^{3} - نقشہ (Plate IV) میں یہ نمبر معربی جانب سے شروع هوتے هیں - ان چھوٹے ستوپوں کے سطحی نقشے ابتداً گول تھے مگر بعد میں بعض ـــــ مثلاً D^{3} اور R^{4} ـــــ کے گرد مربع کرسیاں بناکر اونکی ترسیع کردی گئی - ان کی اندرونی چنائی میں انگھڑ پتھروں کی بھرتی اور بیرونی جانب مربع کٹھور لگے هوئے هیں اور کرسیوں پر " کولا اور غلطہ " کے سوا اور کسی قسم کا زیبائشی کام ان میں نہیں پایا جاتا - ان میں سے بعض ستوپوں کے اندر سے تبرکات برآمد هوے هیں جو اونکی بنیادوں سے پانچ چھہ فٹ نیچے مدفون تھے - یہ تبرکات کس قسم کے تھے اس کی توضیح ذیل کی دو مثالوں سے هوسکتی هی :—

۱ ـــ ستوپہ B^{6} کے تبرکات کا خانہ چھوٹے چھوٹے پتھروں سے بنا هوا تھا (۱) اور اوسکے اوپر پتھر کی ایک بڑی سل رکھی تھی - اس خانے کے اندر سے سنگ صابون

(۱) یہ ستوپہ اب نظر نہیں آتا -

کي ایک ڈبیا ' اور نہایت عمدہ نیلگون پتھر کا بنا ہوا ایک چھوٹا سا ستوپہ برآمد ہوا - ڈبیا چار انچ اونچي ہی اور خراد پر چڑھا کر بنائي گئي ہی - اوسکے اندر سے سفید کانسي کي ایک اور ڈبیا بقدر ۱½ انچ اونچي نکلي - جسکي وضع قطع بالکل ستوپے کي شکل سے مشابہ ہی اور اوسکے اوپر ایک چھتري بني ہوئي ہی - اس چھوٹي ڈبیا کے اندر سے کچھہ جلي ہوئي ہڈي اور کچھہ راکھہ اور سونے ' یشب ' موتي اور ہڈي کے چند منکے دستیاب ہوے - نیلگون پتھر کے چھوٹے سے ستوپے کے نیچے کي طرف ایک خلا تھا جس میں لعل بلور - یشب - سنگ سلیماني - یاقوت رماني - نیام - عقیق - فیروزہ - سبز جیسوار - لہسنیا صدف - شیشہ پکھراج - اور ہڈی کے عمدہ عمدہ سوراخدار دانوں اور نگینوں کي ایک خاصي تعداد دستیاب ہوئي - انمیں سے بعض دانے مختلف جانوروں یا پرندوں مثلاً شیرببر' سنگ پشت ' مینڈک ' اور راج ہنس کي شکل کے ہیں - بعض کي صورت ہلال

یا ترشول[1] سے ملتي جلتي هی - اور بعض کثیرالاضلاع ' بادام یا ڈھولنے سے مشابہ هیں - اس ستوپہ نما ڈبیا کي ظاهري شکل و صورت سے یہ خیال پیدا هوتا هی کہ وہ اصل میں کسي اور قدیم عمارت میں رکھي گئي هوگي اور جب وہ عمارت عدم مرمت کے سبب ویران هوگئي تو اوسکو اس ستوپے میں لے آے جس میں سے وہ اب ملي هی - لیکن یقیني طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ جواهرات جو اسکے اندر سے دستیاب هوے اوسي قدیم زمانے سے تعلق رکھتے هیں یا نہیں -

(۲) ستوپۂ S^9 کے تبرکات کے خانے سے مٹي کے چار چراغ جو اوس کے چاروں گوشوں میں رکھے هوئے تھے ' نیز سنگ صابون کي ایک ڈبیا اور قورماني بادشاهوں مائیز اور ایزز اول کے عہد کے چار سکے برآمد هوئے - سنگ صابون کي ڈبیا میں سونے کي ایک چھوٹي سي ڈبیا ' سونے کي تین سیفٹي پن

---

(۱) ترشول یا تري رتن (تري رتن = تین رتن یا گوهر) - بدھ مذهب کي تثلیث کي علامت هی - اس سے یہ تین چیزیں مراد هیں - (۱) بدھ (۲) دھرم یعني قانون اور (۳) شنگھا یعني مذهبي برادری

(safety pins.) اور نیلم ، بلور ، یاقوت اور لعل کے دانے رکھے ہوئے تھے - اور سونیکی ڈبیا میں ہڈی اور یاقوت کے منکے ، چاندی کے پترے ، مونگے کے ٹکڑے ، اور ذرہ سی یادگاری ہڈی بند تھی - ماہ فروری سنہ ۱۹۱۷ ع میں لارڈ چیمسفورڈ نائب السلطنت کشور ہند نے یہ تبرکات جزیرہ لنکا کے اہل بودھہ کو تحفۃً پیش کئے تھے جنہوں نے شہر کانڈی میں اپنے مندر دلد موالگوا (مندر دندان بدھہ) میں ان کو بہ احترام تمام رکھہ لیا ہی -

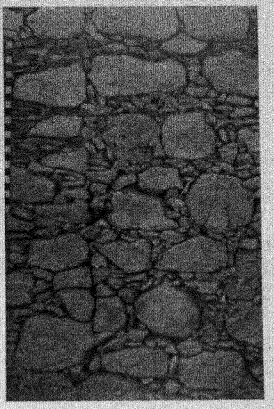
چھوٹے چھوٹے مندرونکا حلقہ

مذکورہ بالا چھوٹے چھوٹے ستوپوں کے بعد ستوپہ کلاں کے گرد پہلے تو وہ چار دروازے بنائے گئے جو ستوپے کے زینوں کے بالمقابل واقع ہیں اور انکے بعد وہ کمرے جو اپنی وضع قطع اور مقصد کے لحاظ سے ان مندروں سے مشابہت رکھتے ہیں جو جمال گڑھی واقعہ صوبہ سرحدی میں برآمد ہوئے ہیں - یعنی ان کمروں میں اہل بودھہ مذہبی تصاویر رکھا کرتے جن کا منہ ہمیشہ ستوپہ کلاں کی طرف ہوا کرتا - ملک برما میں کسی ستوپے یا اور چیز کو جو اصل میں ثواب کی خاطر بنائی گئی ہو برباد اور تباہ کرنا بدھہ

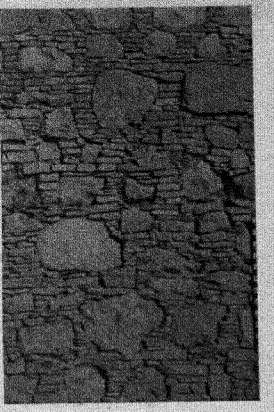
مذهب کے عقائد کے منافی سمجها جاتا هی - اس سے هم به آسانی یه نتیجه نکال سکتے هیں که قدیم هندو کے اهل بودهه کا بهی یهی خیال هوگا - چنانچه جس وقت یه مندر تعمیر کئے گئے تو چهوٹے چهوٹے ستونوں کو جو اوس وقت موجود مگر نهایت هی خسته حالت میں تهے اوسی طرح رهنے دیا اور اونکے درمیانی فاصلوں میں ملبه بهر کو نئے مندروں کی دیواریں اونکے اوپر تعمیر کردی گئیں -

فن تعمیر کے نمونے

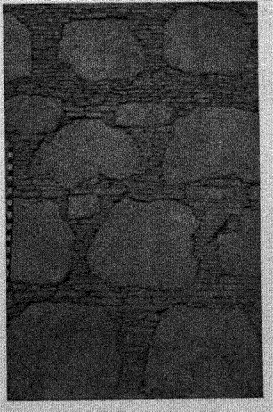
ان مندروں میں سب سے قدیم مندر اور نیز وہ قدیم دیواریں جو دروازوں کے پہلوؤں پر واقع هیں پہلی صدی عیسوی کے آخری نصف حصے میں تعمیر هوئی تهیں - یه مندر اور دیواریں فن معماری کی ایک خاص اور ممیز طرز پر بنی هوئی هیں جس کو اصطلاح عام میں ڈائیپر (diaper) کہتے هیں - جس عہد سے ان مندروں کا تعلق هی اوس زمانے میں اس طرز تعمیر کی خصوصیت یه تهی که کسی قدر گول اور چهوٹے چهوٹے پتهروں کو ایک دوسرے سے تهوڑے تهوڑے فاصلے پر رکهه کر اونکے درمیانی فاصلوں کو نهایت صفائی اور نفاست کے ساتهه پتهروں کی بہت چهوٹی چهوٹی اور باریک کتلوں سے بهردیا جاتا تها - اس طرز کی مثالیں مندر B^{13} - B^{16} - اور D^{9} میں دیکهی جاسکتی هیں -



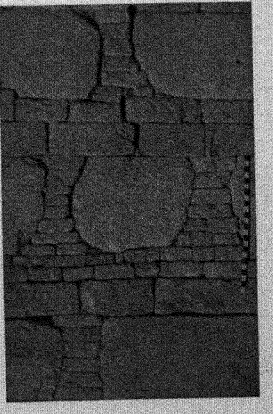
1. *RUBBLE.*



2. *SMALL DIAPER.*



3. *LARGE DIAPER.*



4. *SEMI-ASHLAR.*

پہلی صدي عیسوي کے آخري حصے مین ڈائیپر خورد یعني چھوٹے چھوٹے پتھرون والي طرز مفقود ہوگئي اور اوسکي جگہ ایک نئي طرز نے لے لي - جس مین بڑے بڑے پتھر استعمال کئے جاتے تھے - فن معماري کي یہ تیسري طرز تھي جو اس مقام پر رواج پذیر ہوئي - یہ طرز قدیم مندرون کي مرمت اور بعد کے بنے ہوئے مندرون مین پائي جاتي ہی اور کھرھائے D^6 اور D^8 مین اسکي بہت اچھي تشریح ملتي ہی - بمرور زمانہ اس تیسري طرز کي عمارات بھي تباہ و برباد ہوگئین اور اونکے درمیاني فاصلے خود اونھي کے ملبے سے بھر گئے اور اونکے اوپر اصلي فرش سے بھي چند فٹ کي اونچائي پر بالکل نئي طرز کے اور مندر تعمیر کئے گئے - اس چوتھي طرز مین ڈائیپر اور ایشلر (ashlar) کي طرز تعمیر مشترک کردي گئي - یعني ڈائیپر کے ساتھہ ہي ترشے ہوے پتھر بھي استعمال کئے گئے جنھین تراش کر قریباً مستطیل شکل دے لي جاتي تھي - یہ طرز تیسري چوتھي اور پانچوین صدي عیسوي مین رائج تھي اور قدیم مندرون کے بالائي حصون کي مرمت اور نئے مندرون کي تعمیر مین استعمال ہوئي ہی (دیکھو عمارات B^1 و B^{13}) - اس طرز کي ابتدائي مثالون مین تر

ڈائیپر کلان کے ایک ردے کے بعد ترشے ہوے پتھروں کا صرف ایک ہی ردہ لگایا جاتا تھا لیکن بعد کی عمارتوں میں دو دو اور تین تین ردے بھی لگائے گئے ہیں -

الغرض ستوپۂ کلان کے گرد ہمیں فن تعمیر کی چار بالکل مختلف اور واضح طرزیں ملتی ہیں (دیکھو نقشہ ۵ - Plate V) - اول نورانی پارتھیائی عہد کا رہل نمونے کا کام جس میں کنجور اور پتھر استعمال کئے گئے ہیں - دوم نفیس اور باریک ڈائیپر خورد کا وہ کام جو پہلی صدی عیسوی میں رواج پزیر ہوا - سوم دوسری صدی عیسوی کا نامہموار اور بہاری ڈائیپر کلان کے نمونے کا کام - اور چہارم تیسری صدی اور بعد کی صدیوں کی وہ نیم ایشلر (semi-ashlar : semi-diaper) طرز جس میں کچھ تو ڈائیپر کا کام ہی اور کچھ ترشے ہوئے چوکور پتھرونکا - ان چار مسلسل طرزوں کی چنائی ' دھرماراجیکا ستوپہ کی عمارات میں نیز شہر سرکپ اور دیگر مقامات میں بکثرت پائی جاتی ہے -

چھوٹی چھوٹی قدیم اشیاء

قدیم چیزیں جو ان مندروں میں سے دستیاب ہوئیں وہ عموماً آخری زمانے کی عمارات کے اندر سے

ملي هين - اور اونمين زيادہ تر چونے اور پختہ مٹي کي مورتين هين جنکي عمدہ مثالين پليٹ ۶ کي اشکال ب ر چ (Plate VI, b-c) مين دي گئي هين :—

(b) پختہ مٹي کا سر :— ۱۱½ انچ بلند هی - اسکے خط و خال کي بناوٹ اور بالون کي آراستگي نمايان طور پر يوناني صنعت کو ياد دلاتي هی -

(c) بودهي ستوا کا چونے کا سر :— اونچائي مين ۹ انچ هی - اسکے بال ، اوشنيشا (۱) سے نيچے ، لٹون کي شکل مين بنے هوئے هين اور انجام پر حلقون کي صورت اختيار کرليتے هين - بالون کي ساخت کو ديکهہ کر کانسي کے کام کا گمان هوتا هی - يہ سر مندر (B^{12}) سے دستياب هوا تها -

مندر (S^3) کے جنوب مغربي کونے مين ايک کرسي دار چبوترے کے آثار باقي هين جس کي

---

(۱) اوشنيشا (ushnisha) کے معنے هين " تارک سر کا ابهار " - يہ بڑي شخصيت (مہاپرش) کي علامت سمجهي جاتي تهي -

بھرتي مين صرف مٹي بھري هوئي تھي - اس بھرتي مين سے بہت سي مٹي کي مہرين نکلي هين جنپر عہد گپتا کي طرز تحرير مين بدھ مذهب کا کلمہ منقوش هي جو يے دھرما هيتو پربھوا سے شروع هوتا هي - اس قسم کي مہرين اکثر بدھ مذهب کے قديم ستوپون مين بلکہ بعض ارقات مجسمون مين بھي پائي گئي هين -

نقشہ ۴ (Plate IV) مين نقطہ‌دار خطوط دئے هوئے هين - ان کي پيروي کرنے سے هم ستوپہ کان کے جنوبي دروازے سے پردکھشنا مين داخل هوکر اول ستوپے کا طواف کرينگے اور پھر اسي دروازے سے باهر نکل آئينگے - اب اگر هم بائين طرف جائين تو اپني دائين جانب همين ايک اور بڑا ستوپہ نظر آئيگا جس کو نقشے مين (J¹) سے تعبير کيا گيا هي - اس کي کرسي ۳۲ فٹ ۴ انچ مربع اور تين درجون مين منقسم هي جن مين سے هر ايک درجہ نيچے والے درجے سے چھوٹا هي - کسي زمانے مين کرسي کے اوپر ايک مدور ڈھولنا اور گنبد اور گنبد کے اوپر چھتري تھي ليکن اب ان چيزون کے نشانات معدوم هوچکے هين - معلوم هوتا هي کہ قديم زمانے مين اس ستوپے کي چند بار وسيع پيمانے پر ترميم هوچکي هي

ستوپہ J¹

کیونکہ جو نقش و نگار اس پر موجود ہیں وہ دو مختلف زمانوں کے ہیں - شمالی جانب کے زیریں درجے کا زیبالشی کام قدیم زمانے سے تعلق رکھتا ہی - اس کام میں انسانی تصاویر کے مجموعوں کے درمیان کارنتھی ستون بنے ہوئے ہیں ' مورتیں چونے کی ہیں اور اوسی مصالحہ سے ستوپے کے چاروں رخ مکمل کئے گئے ہیں - مورتوں میں دکھایا گیا ہی کہ وسط میں بدھہ آلتی پالتی مارے بیٹھا ہی اور اوسکے دونوں جانب ایک ایک خادم ہندی توزانی لباس پہنے کھڑا ہی - ستوپے کی مرمت کے وقت یہ تصویریں بہت خستہ حالت میں تھیں اس لئے اوس بالائی افریز (۱) کو جو ستونوں کے اوپر بنی ہوئی تھی اپنی جگہہ سے نیچا کرکے ان تصویروں کے برابر لے آئے اور بدھہ کی ان تصویروں کے کندھوں پر رکھدیا جنکے سر ضائع ہوچکے تھے - اس کے علاوہ مشرقی اور جنوبی پہلوؤں پر چھوٹے چھوٹے ستونوں کا ایک نیا سلسلہ اوٹھایا گیا جس کے اوپر افریز اور پرکالوں کے درمیان بریکٹ (۲) بنادئے گئے - ان

(۱) یہ لفظ رسالہ " المشرق " مطبوعہ بیروت میں اکثر استعمال ہوا ہی - انگریزی لفظ (frieze) ہی - (مترجم)

(۲) آگرہ کے سنگ تراش بریکٹ (bracket) کو کھورتی یا موروثی بھی کہتے ہیں (مترجم)

دونوں پہلوؤں پر بدھہ کا کوئي مجسمہ نہیں ھی -

دوسرے درجے کي زیبائش بھي بظاھر بعد کے زمانے کي توسیع سے تعلق رکھتي ھی - اوسمیں یکے بعد دیگرے ھاتھیوں کي قطاریں اور انساني شکل و صورت کے ستون (Atlantes) ھیں جن کے مضحکہ انگیز انداز اور بعد کے زمانے کي گري ھوئي صنعت خاص طور پر قابل ملاحظہ ھیں -

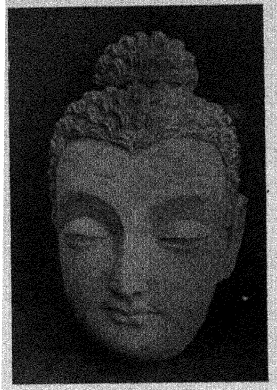
ستوپہ J²

یہاں سے ذرا اور مشرق کي طرف چلیں تو ستوپہ J² ملیگا - اس سترپے میں سے چند ایسي قدیم چیزیں دستیاب ھوئي ھیں جو خاص طور پر دلچسپ ھیں - تبرکات کا خانہ سطح فرش سے دو فٹ اونچا اور عمارت کے عین وسط میں واقع تھا - اوس میں سے سنگ صابون کي ایک ڈبیا ملي جو شکل و شباھت میں یوناني صندوق تبرکات (pyxis) سے ملتي جلتي ھی - اس کے اندر ایک چاندي کي ڈبیا اور چاندي والي میں ایک چھوٹي سي سونے کي ڈبیا تھي جسکے اندر ھڈیوں کے چند باریک باریک ٹکڑے رکھے ھوئے تھے - سنگ صابون والي ڈبیا میں چند منکے بھي تھے لیکن چونکہ اونکے ساتھہ کوئي سکہ نہیں ملا

اسلئے ستوپے کي تعمیر کے زمانے کا تعین نہیں کیا جاسکتا - اس قدیما کي وضع قطع اوس قدیما سے بہت مشابہ ھی جس کو چند سال ھوئے مصنف ھذا نے موضع چارسدہ (ضلع پشاور) میں غزدھیري سے برآمد کیا تھا اور جس کے ساتھہ عہد زائونیسیز (Zeionises) کا ایک سکہ بھي تھا - لیکن ستوپہ (J²) کے ساز اور دیگر زیبائشي خط و خال سے پایا جاتا ھی کہ وہ شاہ زائونیسیز سے بعد کے زمانے کا بنا ھوا ھی -

ستوپہ ھائے (N⁹-18) ستوپہ ھائے (J³-⁶) سے آگے شمالي جانب چل کر ھم اوسي قسم کے ستوپوں کے ایک اور مجموعے پر پہنچتے ھیں - یہ سب کے سب مربع الشکل اور نیم ایشلر طرز کے مطابق بنے ھوئے ھیں اور انکے موجودہ بقیات (سطح زمین سے) بقدر ۳ فٹ یا کچھہ کم بلند ھیں - ستوپہ (N¹¹) کے اندر سے سادہ سرخ مٹي کا ایک گھڑا برآمد ھوا تھا جس میں شاپور ثاني (سنہ ۳۰۹ تا ۳۷۹ م) کے عہد کے ۱۵ تانبے کے سکے رکھے ھوئے تھے - ستوپہ (N¹⁰) سے ایک اور مٹي کا برتن ملا جو اگرچہ بري طرح شکستہ ھوچکا تھا مگر اوسکي مٹي میں سے مونگے، لاجورد، سنگھہ اور کانچ کے اٹھارہ منکے نکل آئے - ستوپہ (N⁹) سے بھي چند منکے دستیاب ھوئے -

مندر (N^{17}-^{18}) ان ستونوں سے ذرا اور شمال کو چل کر ایک کشادہ رستہ ملتا ہی جس کے دونوں جانب ستوپے اور مندر بنے ہوئے ہیں - یہ رستہ اس خانقاہ کی طرف جاتا ہی جو میدان مرتفع کے شمالی حصے میں واقع تھی اور ابھی تک کھودی نہیں گئی - رستے کے دونوں طرف جو مندر ہیں ان میں سے (N^{17}) اور (N^{18}) باوجود اپنی خستہ حالت کے اسوقت بھی شاندار ہیں - دونوں مندر چوتھی یا پانچویں صدی عیسوی کی نیم ایشلر طرز کے مطابق بنے ہوئے ہیں - ان میں بدھ کی چند مورتوں کے بچے کھچائے حصے ملتے ہیں جن میں صدر کی مورتیں، جو دروازوں کے عین سامنے ہیں، غیر معمولی قد و قامت کی تھیں - مندر (N^{18}) میں جو مجسمہ تھا اسکے صرف پاؤں اور لباس کا حصہ زمین باقی رہ گئے ہیں - لیکن پاؤں کی ناپ سے (جو ایڑی سے انگوٹھے تک پانچ فٹ تین انچ ہی) اندازہ لگایا جاسکتا ہی کہ پوری تصویر ضرور پینتیس فٹ کے قریب بلند ہوگی اور اس لئے مندر خود چالیس فٹ سے کم اونچا نہ ہوگا - ان تصویروں کا اندرونی حصہ اس زمانے کی اور تصویروں کی مانند کنکور، مٹی، یا پتھر اور مٹی سے بنایا گیا ہی اور چونے کی استرکاری، جس سے تصویر کے



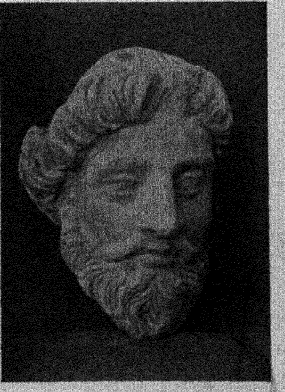
(a)



(b)



(c)



(d)

TERRACOTTA AND STUCCO HEADS FROM THE DHARMARAJIKA STUPA.

خط و خال نمایاں کئے گئے ہیں ' خالص قلعی کے چونے کی ہی - بعض ایسی مثالیں بھی ملی ہیں جن میں سرخ رنگ اس وقت تک پتوں کے لباس پر موجود ہی اور اس میں کلام نہیں کہ سنہری اور دیگر قسم کے رنگ و روغن بھی ان تصویروں کی آرائش و زیبائش میں استعمال کئے جاتے تھے — انمیں سے بعض چھوٹی مورتوں کے پاؤں کی بناوٹ میں حسن ساخت کا بہترین نمونہ نظر آتا ہی - تصویروں کے چند سر اور ہاتھہ جو ان مندروں کے سوختہ ملبے میں سے دستیاب ہوئے تھے انمیں سے ایک سر جو ۱۳½ انچ اونچا اور اس زمانے کی مروجہ طرز کے مطابق بنا ہوا ہی غالباً اس مورت کا ہی جو مندر (N^{17}) میں کھڑی ہی (دیکھو Plate VI, a)

یہاں سے ذرا پیچھے ہٹ کر ستوپہ (N^6) کے پاس سے ہوتے ہوئے مغرب کی جانب چلیں تو ہم ستوپہ (N^7) پر پہونچ جائینگے - یہ ستوپہ کسی قدیم عمارت کے آثار پر تعمیر کیا گیا ہی - اس کے تبرکات کا خانہ صاف پتھرے کنجورونکا بنا ہوا ہی اور منجملہ دیگر تبرکات کے اس کے اندر سے سفید بلور کا ایک شیر ملا جسکی تصویر پلیٹ ۱۶ شکل ۱۱ (Plate XVI, 11) میں دی ہوئی ہی - اس شیر کے نیچے سنگ قندھار کی ایک ڈبیا

ستوپہ N^7

رکھي تھي جس مين سفيد کانسی کي ايک اور ڈبيا تھي اور اس مين هڈي کے چند بہت چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ' کسي مصنوعي نيلگون مرکب کا ايک چمکدار منکا ' اور دو سچے موتي تھے -

ستوپہ (P^7) اور (P^{10}) کي درمياني جگہہ مين سنگ قندھار کي ' اور قندھاري طرز کے مطابق بني هوئي ' ايک شکستہ تصوير پائي گئي جس مين ايک بندر کو مہاتما بدھہ کے سامنے شہد پيش کرتا هوا دکھايا هی - اس تصوير سے ذرا اور نيچے مٹي کي ايک چھوٹي سي هنڈيا تھي جس مين سلطنت کشان کے دور آخر کے پانچ طلائي سکے ' سونيکي ايک ٹھوس اور موٹيون والي مُرکي ' چند سادے يا خيارہ دار طلائي منکے ' اور سونيکا دندانے دار حاشئے والا ايک شکستہ زيور تھا - معلوم هوتا هی کہ يہ اشياء آسوقت يہاں رکھي گئيں جبسوقت متصلہ عمارات گر کر دب دبا چکي تھيں -

عمارات (P^1) و (P^2) اس مقام سے کسي قدر جانب غرب عمارات (P^1) اور (P^2) کے درميان ايک تنگ سي گلي هی - عمارت (P^1) تو زمانۂ کشان کا ستوپہ هی اور (P^2) بعد کے زمانے کي طرز تعمير کا مندر - درمياني گلي مين بدھہ کي دو بڑي بڑي مورتيں پتھر

کي کرسي پر رکھي ہوئي ہين - بدھہ آلتي پالتي مارے بيٹھا ہی اور اوسکے ہاتھہ بحالت استغراق گود مين رکھے ہين - افسوس ہی کہ ان تصويرون کے سر ضائع ہوچکے ہين -

تالاب

يہان سے چل کر ہم ايک کھلے ميدان مين پہنچتے ہين جس مين ايک تالاب واقع ہی - اس تالاب کے شمالی اور مشرقي پہلوؤن پر چار چھوٹے چھوٹے ستوپے ہين جو اسلئے دلچسپ ہين کہ اون کا تعلق اہل کشان کے زمانے سے ہی جس کي تعيين مين بہت کچھہ اختلاف پايا جاتا ہی - تالاب کي ديوارون کی چنائی بہت بھدي اور اونپر چونے کا پلستر ہی - شمالی جانب تختہ سيڑھيان لگي ہين جو تالاب کي تہ تک چلي گئي ہين - (K^2) اور (K^3) ستوپون کي بنيادين اس زينے کے بالائی سرے سے آگے بڑھی ہوئی ہين يعنی زينے کا ايک حصہ ان کے نيچے دبا ہوا ہی جس سے يہ نتيجہ نکلتا ہی کہ تالاب مذکور ان ستوپون کي تعمير سے قبل ہی غير مستعمل ہوکر مابہ مٹي سے بھر گيا تہا - ليکن چونکہ تالاب پہلي صدي عيسوي يعني تواني پارتھيائی عہد مين تعمير ہوا اس لئے وثوق کے ساتھہ کہا جا سکتا ہی کہ ستوپے دوسري صدي

عیسوی سے قبل تیار نہیں ہوئے بلکہ ممکن ہی کہ اس سے بھی بہت بعد کے زمانے میں بنے ہوں -

ستوپہ (K^3) اور (P^6) ستوپہ (K^3) کے اندر سے ایک برتن دستیاب ہوا تھا جس میں کچھہ راکھہ اور عہد کشک کے تین سکے رکھے تھے - ستوپہ (P^6) بھی بظاہر اسی زمانے کی عمارت ہی جس سے (K^3) کا تعلق ہی - اور اس میں سے بھی ایک مٹی کا ظرف اور ہوشک اور واسودیو کے دس سکے برآمد ہوئے جن میں سے پانچ سکے اور کچھہ راکھہ تو برتن کے اندر تھی اور پانچ سکے باہر - تاریخ ٹیکسلہ کی ترتیب کے طویل سلسلے میں یہ واقعہ ایک اہم کڑی کا کام دیتا ہی کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہی کہ اہل کشان کا زمانہ اہل پارتھیا سے قبل نہیں بلکہ بعد میں واقع ہوا -

ستوپہ (K^1) تالاب کے مغربی پہلو پر ستوپہ (K^1) بھی توجہ کا مستحق ہی - اس میں کارنس اور دیگر جزئیات کے علاوہ جن میں یونانی اثر خاص طور پر نمایاں ہی بدھہ کی وہ تصویر بھی قابل دید ہی جو ستوپے کے شمالی پہلو پر طاقچے میں بنی ہوئی ہی -

ستوپہ (K^1) کی تعمیر سے کچھہ عرصہ بعد اوسکے شمالی جانب چند چھوٹے چھوٹے کمرے (غالباً مندر)

اور بنائے گئے - ان کے دروازے شمال کی طرف ہیں اور سب کمرے ایک ہی کرسی پر قائم ہیں - کرسی پر چھوٹے چھوٹے ستون اور ستونوں کے درمیانی فاصلوں میں طاقچے ہیں جن میں بدھہ کی مورتیں رکھی ہوئی ہیں - یہ طاقچے محرابوں یا ڈھلوان بازوں دار دروازوں سے مشابہ اور بعینہ اوسی نمونے کے ہیں جیسے ستوپہ کلاں کے چبوترے کے اوپر بنے ہوئے ہیں -

نظارہ اور نواح

اس مقام کے شمال میں ایک بلند میدان ہی جس پر چڑھکر ان عمارتوں کا اور گرد و نواح کا نظارہ دیکھنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا (دیکھو - Plate IX) - دو سال کا عرصہ ہوا کہ کھدی ہوئی رقبے کی سطح اس میدان کی سطح سے کچھہ ہی نیچے تھی - اور اگر اب ہم اس میدان کے کنارے پر کھڑے ہوکر دیکھیں تو اوس ملبہ کی مقدار کا معقول اندازہ کر سکینگے جو اٹھائے حفریات میں ان عمارات کو آشکار کرنے کے لئے یہاں سے اٹھانا پڑا ہی - خود ستوپہ کلاں کے گرد جس جگہہ تک یہ ملبہ چڑھا ہوا تھا اوس کا نشان عمارت کے پہلوؤں پر صاف نظر آتا ہی -

جو کھنڈرات ابھی اس میدان مرتفع کے نیچے دبے ہوئے ہیں وہ کس قسم کے ہونگے - اس کا اندازہ اون بودھہ عمارات سے ہو سکتا ہی جو اسی نواح میں

دیگر مقامات پر موجود ہیں - اگر ہم اس وادی کی اور بلندیوں کی طرف نظر دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ اونمیں سے بہت سی بلندیوں پر قدیم کھنڈرات کے سلسلے واقع ہیں اور ہر سلسلے میں پہاو بہ پہلو ایک گول اور ایک مربع ٹیلہ نظر آتا ہی - انمیں مدور ٹیلے کے نیچے تو عموماً کسی ستوپے کے کھنڈرات اور مربع ٹیلے کے تلے کسی خانقاہ کے آثار دبے ہوئے ہیں - بعینہ یہی حالت دھرماراجیکا ستوپے کی تھی جو ٹیکسلہ میں اپنی قسم کی سب بڑی سے عمارت سمجھی جاتی تھی - یہاں بھی ہمیں ماننا پڑیگا کہ ستوپے کی مقدس عمارت کے قریب ہی پجاریوں اور بھکشوؤں کی رہائشی ضروریات کا بھی کماحقہ انتظام کیا گیا ہوگا - اور چونکہ شمالی میدان مرتفع کی جائے وقوع اور اسکی ظاہری ہیئت اور وضع قطع سے صاف طور پر پایا جاتا ہی کہ وہ مکانات ضرور اسی مقام پر واقع تھے بس اس میدان کے مشرقی پہلو پر جو بلند اور مستحکم دیواریں برآمد ہوئی ہیں وہ یقیناً انہی مکانات سے تعلق رکھتی ہیں - لیکن بعض مقامات پر آزمائشی کھدائی کرنیسے جو نتایج برآمد ہوئے اون کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ امر مشتبہ معلوم ہوتا ہی کہ اس رقبہ کی کھدائی سے کوئی مفید نتیجہ برآمد ہو سکیگا -

عمارت (H¹) اس میدان سے نیچے اترین تو دائین طرف مندر (H¹) واقع ہی - یہ مندر غالباً اس غرض سے تعمیر کیا گیا تھا کہ اوسمین بدھہ کی ایسی صورت رکھی جائے جو اسکی نرم کی حالت کا نقشہ پیش کرے اس عمارت کی تعمیر مین تین مختلف طرز کی چنائی سے صاف ظاہر ہی کہ تمام عمارت ایک ہی وقت مین پایہ تکمیل کو نہین پہنچی تھی - قدیم مندر یعنی اصلی عمارت کی چنائی ڈانیپور خورد نمونے کی ہی - لیس بعد ازان ڈانیپور کلان کی طرز کی در دیوارین اسمین اور ایزاد کی گئین - ایسے تو مندر سے بالکل ملحق اور محض اوسکے استحکام اور توسیع کی غرض سے اور دوسری پردکھشنا اور ڈیوڑھی کے گرد احاطہ کرنیکے لئے - کچھہ عرصے کے بعد جب سطح زمین چند فٹ اونچی ہو گئی تو مندر کی عمارت مین کچھہ اور اضافے کئے گئے جنکی چنائی نیم ایشلر طرز کی ہی - اور اون سے بھی کچھہ عرصہ بعد بعض دیگر ترمیمات عمل مین آئین - اس عمارت سے جو چھوٹی چھوٹی قدیم چیزین برآمد ہوئی ہین اونمین سب سے دلچسپ یونانی بادشاہ زوائیلس (Zoilus) کے عہد حکومت کے اٹھالیس کھوٹی چاندی کے سکے ہین - (دیکھو نقشہ مسکوکات - Plate III, 14) - یہ سکے قدیم

مندرکی بنیاد کے نیچے سے دستیاب ہوئے تھے اور معلوم ہوتا ہی کہ اہل بودھ کے اس مقام پر قابض ہونیسے پیشتر اس جگہ رکھے گئے تھے -

دوگوبھ Pits M[4] یہ دونوں گڑھے چونہ ملانے کے لئے استعمال کئے جاتے تھے اور ان کی دلچسپی کی خاص وجہ یہ ہی کہ ان سے قندھاری صنعت کے عروج کے زمانے کا کسی قدر پتہ چلتا ہی - انکے فرش میں سنگ قندھار کی مورتیں لگی ہوئی ملی ہیں - جو فرش پر الٹی جمائی گئی تہیں اور اونکے نیچے کی طرف ابھروان تصویروں کے نشان اب تک موجود ہیں - چونکہ فرش میں لگائے جانے سے قبل یہ نقش بہت فرسودہ اور خستہ ہوگئے تھے اس لئے ہم وثوق کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ ان تصویروں کی صنعت کاری اور گڑھوں کی تعمیر میں ایک صدی بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصے کا وقفہ حائل ہوا ہوگا - لیکن گڑھوں کی دیواروں کی طرز تعمیر سے پایا جاتا ہی کہ وہ تیسری یا چوتھی صدی عیسوی میں بنائے گئے تھے - پس یہ ابھروان نقش کسی طرح دوسری یا تیسری صدی عیسوی سے بعد کے زمانے کے نہیں کہہ جاسکتے بعینہ اسی قسم کی شہادت کمرہ B^{17} سے بھی دستیاب ہوئی ہی جو ستروپہ کلاں کے مشرقی جانب واقع ہی -

(G¹) سے (G¹⁸) تک جو مکانات کا پیچ در پیچ سلسلہ ھی وہ در اصل چند مختلف زمانوں کے مندر ھیں جنکی طرز تعمیر بھی ایک دوسرے سے مختلف ھی - عمارتی نقطۂ خیال سے تو یہ مندر چنداں قابل التفات نہیں لیکن مندر (G⁵) ' جو ستوپہ کلاں کے ٹھیک مغرب میں واقع ھی ' خاص توجہ کا مستحق ھی ' اس لئے کہ اس میں سے ایک ایسی دلچسپ یادگار دستیاب ھوئی جو ھندوستان سے برآمد شدہ آثار کے بہترین زمرے میں شمار کئے جانے کی مستحق ھی - یہ یادگار مندر کی عقبی دیوار کے قریب اصلی فرش سے ایک فٹ نیچے ملی اور سنگ صابون کی بنی ھوئی ایک ڈبیا کی صورت میں ھی جسکے اندر ایک اور چاندی کی ڈبیا اور آخرالذکر میں چاندی کا ایک لکھا ھوا پترا اور ایک سونیکی ڈبیا ملی جس میں ذرا سی ھڈی رکھی ھوئی تھی - وہ پتھر کی سل جو اس امانت کے اوپر رکھی گئی تھی ایام قدیم ھی میں چھت کے گرجانیکے باعث ٹکڑے ٹکڑے ھوچکی تھی اور اوس کے صدمے سے سنگ صابون اور چاندی کی ڈبیاں ٹوٹ گئی تھیں - لیکن سونے کی ڈبیا کو کچھہ نقصان نہیں پہنچا تھا - پترے کے کنارے کے چند ٹکڑے بھی ٹوٹ گئے تھے مگر خوش قسمتی سے

وہ سب کے سب وہیں سے مل گئے (دیکھو نقشہ -Plate VII) - اس پتر پر جو کتبہ کندہ ہی وہ کھروشٹی رسم الخط میں لکھا ہوا ہی اور سنہ ۱۳۶ (مطابق قریباً سنہ ۷۸ عیسوی) کا ہی - اسمیں تحریر ہی کہ یہ ہڈیاں مہاتما بدھ کی ہیں - کتبے کا ترجمہ حسب ذیل ہی :— کتبہ سنہ ۱۳۶

" ماہ اساڑھ سال ۱۳۶ سنہ ایزا کی پندرھویں تاریخ کو یوراسکیز پسر لوٹا فریا[۲] ساکن بلخ حال آباد قصبہ نوچا نے مقدس ہستی کی ان ہڈیوں کو نہایت خلوص کے ساتھ محفوظ کیا - یوراسکیز نے " مقدس ہستی " کے تبرکات کو بودھی ستوا کے مندر واقعہ دھرماراجیکا ستوپہ میں بحفاظت تمام رکھا جو ٹیکسلہ ضلع تذروا[۳] میں

---

(۱) پروفیسر کنو (.Konow) نے باتباع پروفیسر بھنڈارکر لکھا ہی - کہ پراکرت میں لفظ آیاسہ زبان سنسکرت کے لفظ اداسہ کا مترادف ہی - اور اس کا ترجمہ یوں ہی " ماہ اساڑھ کے پچھلے حصے کی پندرھویں دن "

(۲) یا شاید اِمنافر یا

(۳) بوائر صاحب (M. Boyer.) کا خیال ہی - کہ تذروا اس مندر کا نام (سنسکرت تنوپایہ = قربانی جسم) ہی - پروفیسر کنو اس لفظ کو مندر کی بابنہ کا نام خیال کرتے ہیں -

DHARMARAJIKA STUPA: SILVER SCROLL INSCRIPTION AND TRANSCRIPT

واقع ھی - ان تبرکات کو اس طرح محفوظ کرنے سے یہ مقصد پیش نظر ھی کہ اس کار خیر کی برکت سے بادشاہ اعظم ' شاہ شاھان ' دیوتا صفات بادشاہ کشان کو صحت کلی نصیب ھو - نیز یہ کار خیر تمام بدھون ' رشیون اور تمام اھل ادراک ھستیون اور بانی کے والدین ' دوستون ' صلاحکارون اور اعزاء و اقرباء کے اعزاز مین اس غرض سے انجام دیا گیا ھی کہ خود بانی کو کامل صحت نصیب رھے - کاش کہ اس نذرانے کی برکت سے اس زندگی کے بعد نروان میسر ھوجاے "

کمرہ (G⁴) کے سب سے بالائی فرش پر بہت سے ترشے ھوے کنجور ملے جو اصل مین کسی چھوٹے ستوپے کے اجزا تھے - یہ پتھر فرش پر ایسے بے طرح بکھرے پڑے تھے کہ اونکو نئے سرے سے ترتیب دیکر ستوپے کی وضع قطع معلوم کرنے کی کوشش محض بے سود تھی - ان مین کنجور کی ایک سل کے اندر سے سنگ صابون کی بنی ھوئی " آثار " رکھنے کی دو ڈبیان برآمد ھوئین - جن مین سے ایک کے اندر ھاتھی دانت کی ایک چھوٹی سی ڈبیا تھی اور ھاتھی دانت کی ڈبیا مین ایک بہت چھوٹی سونے کی ڈبیا جس پر بےڈول سی

هندسي شکلين اور پهول پتي کي تصويرين منقش تهين - سونے کي ڈبيا ميں ملي هوئي هڈي کا ايک ٹکڑا ، ايک طلائي منکا ، اور مختلف جسامت اور شکل کے بہت سے چهوٹے چهوٹے موتي رکهے هوے تهے - دوسري ڈبيا مهين سے ، جو يوناني صندوق تبرکات کي مماثل تهي ، چاندي کي ايک چهوٹي ڈبيا برآمد هوئي جسپر بهدے سے نقش بنے هوے تهے - اس کے اندر ايک اور چهوٹي طلائي ڈبيا تهي جس ميں سونے کے چند باريک پترے اور جلي هوئي هڈي کے دو ٹکڑے رکهے تهے -

منجمله ديگر عقائق کے ان مکانات (G^{1-8}) سے مٹي کا وہ ڈاڑهي والا سر بهي برآمد هوا هي جس کي تصوير (Plate VI, d) ميں دي هوي هي - اس سر کي خصوصيت يه هي که اسکي طرز ساخت اوائل قرون وسطي کي رسمي طرز سے بالکل الگ اور مختلف معلوم هوتي هي -

مندر (R^1)

هم پہلے بيان کرچکے هيں که چهوٹے گول ستوپے (R^4) کي تعمير کے بعد اوس کي چند بار ترميم و توسيع هوئي - چنانچه پہلا اضافه جو اصلي عمارت پر کيا گيا وہ خوبصورت ترشے هوے کنجوروں کے

ایک مربع چبوترے کی صورت میں ہوا جس کو کارنتھی طرز کے نازک ستونوں اور ایک سادہ دندانےدار کارنس سے مزین کیا گیا تھا - اسکے بعد وہ دو مربع چوطیاں بڑھائی گئیں جو اس چبوترے کے مغربی جانب بنی ہوئی ہیں اور ساتھہ ہی ستوپے کے شمال مغربی اور جنوب مغربی گوشوں سے دو چھوٹی چھوٹی دیواریں سیدھی باہر تک کھینچ کر مغربی دیوار کے سامنے ایک چھوٹی سی ڈیوڑھی بنادی گئی اور کچھہ عرصے کے بعد مغرب کی طرف اور اضافہ کرکے اس ڈیوڑھی یا مندر کو دو چند کرلیا گیا - اس عمارت میں خاص توجہہ کے قابل وہ خستہ مگر خوش تناسب تصاویر کے مجموعے ہیں جو چوکیوں اور ڈیوڑھی کی شمالی اور جنوبی دیواروں کی درمیانی تنگ گلیوں میں بنے ہوئے ہیں - انمیں سے ایک مجموعے میں جو جنوبی چوکی کے جنوبی رخ پر بنا ہی اوس وقت کا منظر دکھایا ہی جبکہ گوتم بدھہ کپل وستو سے روانہ ہوا ہی - بدھہ کے ہمراہ عصا بردار (وجرا پانی) بھی ہی جس کی تصویر ایسے موقعوں پر قندھاری نقوش میں عام طور پر بنائی جاتی تھی - دوسرے مجموعے میں جو شمالی چوکی کے شمالی رخ پر ہی بدھہ کے گھوڑے کنتھک کو اپنے آقا سے رخصت ہوتے ہوے دکھایا ہی -

دیکھئے جانور شہزادہ گوتم کے قدموں کو بوسہ دینے کے لئے جھکا ہوا ہی اور ایک طرف چنڈک سائیس اور ایک اور شخص اور دوسری طرف سے "عصہ برادر" مہوڑے کی جانب دیکھ رہے ہیں -

ان تصویروں کے علاوہ چونے اور مٹی کی مورتوں کے بے شمار سر بھی اوس ملبہ میں سے برآمد ہوئے جو اس مندر کے اندر اور اسکے ارد گرد جمع ہوگیا تھا -

عمارت (L) جو مندر (R¹) کے عین جنوب میں واقع ہی دراصل دو کمروں والا مندر تھا اور ایک بلند کرسی پر تعمیر کیا گیا تھا جس کے شمالی جانب ایک زینہ بنا تھا - اس وقت اس عمارت کی صرف کرسی کی دیواریں ہی باقی رہ گئی ہیں جو عہد کشان میں ڈائیپر کھان کے نمونے پر تعمیر ہوئی تھیں - لیکن عمارت کے آس پاس سے بہت سی قندھاری تصاویر ملی ہیں جو کسی زمانے میں بالائی عمارت کی زیب و زینت کا کام دیتی تھیں - یہ تصاویر بلا شبہ عمارت مذکور کی ہم عصر اور عہد کشان ہی کی بنی ہوئی ہیں - انمیں سے دو مرقعوں کی عکسی تصویریں پلیٹ ۸ پر دی ہوئی ہیں - جنکی تشریح حسب ذیل ہی : —

عمارت (L)

(Plate VIII, a) - یہ تصویر ارنچائی میں



(a) OFFERINGS TO BUDDHA AFTER HIS ENLIGHTMENT.



(b) THE FIRST SERMON.

۱۹ انچ ھی اور غالباً اوس وقت کا نظارہ پیش کرتي ھی جب کہ حصول معرفت کے بعد بدھہ کی خدمت مین نذرانے پیش کیئے جارھے تھے - وسط مین بدھہ نے ' جو ایک گدي دار تخت پر آلتي پالتي مارے بیٹھا ھی ' اپنا داہنا ھاتھہ اظہار امان (ابھے مدرا) کے انداز مین اوٹھا رکھا ھی - اوس کے دائین جانب عصا بردار دائین ھاتھہ مین عصا لیئے کھڑا ھی - سامنے تین یاتري عورتین ھین جنکے ھاتھون مین یا تو نذرانے کے پھول ھین یا کوئي اور نا معلوم شے - بائین طرف چار اور عورتین ھین جن مین سے تین کے ھاتھون مین نذرانے ھین اور چوتھي پرستش کی وضع مین ھاتھہ جوڑے کھڑي ھی -

(Plate VIII, b) - یہ تصویر بھي ۱۹ انچ بلند مگر مقابلۃً خستہ حالت مین ھی - اس مین بنارس کے قریب " مرغزار آھو " کے اندر بدھہ کے پہلے وعظ کی کیفیت دکھائي ھی - وسط مین پتون کے سائبان کے نیچے بدھہ آلتي پالتي مارے تخت پر بیٹھا ھی اور اپنے دائین ھاتھہ سے دھرم چکر[1] کو گھما رھا ھی - یہ

(۱) دھرم چکر - " قانون کي چرخي " - بنارس کے قریب " ھرن میدان " (سنسکرت - مرگ داو) مین بدھہ نے حصول

چکر ایک ترسول (تری رتن) اوپر ٹکا ہوا ہی جو خود ایک چھوٹے سے ستون پر رکھا ہی - ستون کے دونوں طرف دو ہرن بنے ہیں جو وعظ کی جائے وقوع یعنی سارناتھ کے " مرغزار آہو " یا ہرن میدان کا اظہار کرتے ہیں - بدھ کے دائیں بائیں ایک ایک بودھی ستوا ہی - پس پشت ، دائیں جانب عصا بردار دائیں ہاتھ میں چوری اور بائیں ہاتھ میں عصا لئے کھڑا ہی - سامنے دو جوگی بیٹھے ہیں اور اوپر ایک آسمانی گرپا (گندھروا) اڑ رہا ہی -

لیکن باوجودیکہ قندھاری تصاویر کی بہت بڑی تعداد اس مقام سے دستیاب ہوئی ہی ان میں شاذ و نادر ہی کسی پر کوئی تحریر پائی جاتی ہی - اور اگر کسی پر ہی بھی تو بالکل جزوی - ان میں سب سے دلچسپ وہ تحریر ہی جو پتھر کے ایک چراغ پر کھروشٹی حروف میں لکھی ہوئی ملی ہی

(سلسلہ فوٹ نوٹ صفحہ گزشتہ)

معرفت کے بعد جو پہلا وعظ کیا اوس کا اصطلاحی نام دھرمچکر پرورتن ہی جس کے لغوی معنے " قانون کی چرخی کو گھمانا " ہی - اس لئے پہلے وعظ کی علامت ہی چرخی قرار پاگئی - اس چرخی کی تصویر کبھی تخت پر اور کبھی ستونوں پر بنائی جاتی ہی -

(۱) اس کی تشریح صفحہ ۸۴ کے نوٹ میں کی جاچکی ہی -

اور جس میں " اکر دھرمارا جیکا ستوپہ " واقعہ " ٹکشہ شلا " (ٹیکسلہ) کا ذکر ہی -

Apsidal Temple, I[8] محرابی مندر

زمانۂ قدیم میں دھرماراجیکا سٹوپہ کے مغربی حصہ میں سب سے اہم اور شاندار تعمیر غالباً اوس محرابی مندر یا چیتیا کی عمارت تھی جہاں پروان بدھہ عبادت کی غرض سے جمع ہوا کرتے - یہ عمارت عہد کشان میں تعمیر ہوئی اور ڈائیپر دلن کی جو طرز عمارت(I) میں اختیار کی گئی تھی وہی اسکی تعمیر میں بھی استعمال ہوئی ہی - شکل و شباہت میں یہ مندر عام طور پر اون مندروں مذکورہ کے مشابہ ہی جو مغربی اور وسطی ہندوستان میں کارلی ، اجنٹا ، ایلورا وغیرہ مقامات میں پہاڑوں کو تراش کر بنائے گئے ہیں مگر فرق یہ ہی کہ اس مندر کے قوسی ضلع کا اندرونی رخ لمبائی گولائی دار ہونے کے ہشت پہلو ہی - مندر کے مدور حصے کے وسط میں ایک ہشت پہلو ستوپے کے بقیات ملے ہیں جو کنجور پتھر کا بنا ہوا تھا - اور ستوپے کی کرسی کی سطح سے ۲½ فٹ نیچے ایک فرش ملا ہی جو یقیناً مندر کی تعمیر سے پہلے بنایا گیا تھا - مندر کے مستطیل حصے کے آثار سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ حصہ محض رستے

کا کام دیتا تھا - جس کا عرض مثمن کے ایک ضلع کے برابر تھا اور اس کے دونوں جانب نہایت سنگین دیواریں بنی ہوئی تھیں - اس مندر کی خاص دلچسپی کا یہ باعث ہی کہ اس نمونے کی چند ہی عمارات ہندوستان میں پائی جاتی ہیں - اور شمالی ہند میں جس قدر عمارات آج تک برآمد ہوئی ہیں - ان میں یہ مندر اپنی طرز کی پہلی عمارت ہی - اگرچہ اس کی دریافت کے بعد ایک اسی قسم کا اور اس سے بھی زیادہ شاندار مندر شہر سرکپ میں برآمد ہوا ہی - (دیکھو صفحہ ۱۵۶)

مندر E^1, E^2, F^1 اس نواح کی قابل ذکر عمارات میں اب صرف ان کمروں کا ذکر باقی رہ گیا ہی جو میدان مرتفع کے مغربی کنارے ایک چار فٹ اونچی کرسی پر واقع ہیں جس کے مشرقی جانب زینہ بنا ہی - کمروں (E¹) و (E²) میں دو گول ستونوں کی سنگین بنیادیں ملی ہیں جو کرسی کی سطح سے ۱۰ فٹ نیچے جاتی ہیں اور بظاہر کسی وزندار بالائی عمارت کے استحکام کی غرض سے اس قدر نیچی سے اٹھائی گئی ہیں - بالکل اسی قسم کا ایک ستونہ موہڑہ مراد کی خانقاہ کی ایک کوٹھڑی میں بھی ملا ہی جسکی بالائی عمارت جزن کی تون موجود ہی -

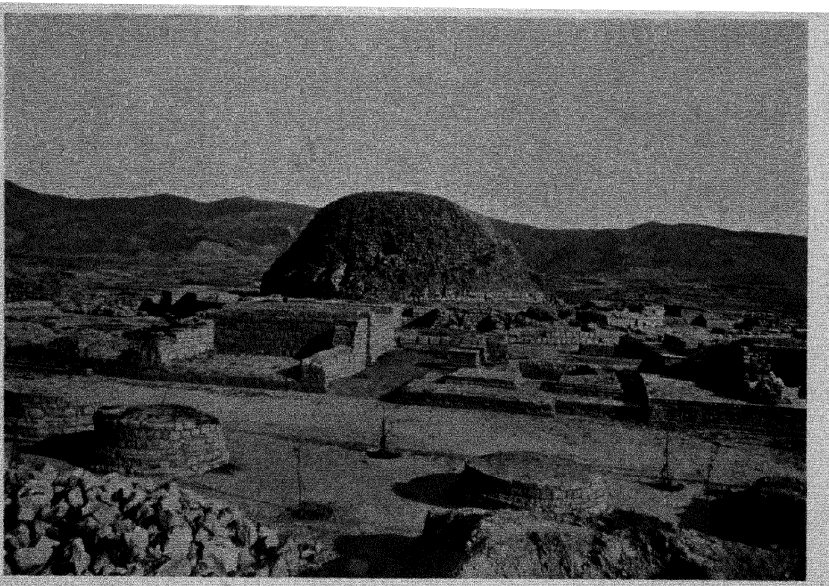


PLATE IX.

VIEW OF THE DHARMARAJIKA STUPA FROM NORTH.

کمرہ (F¹) میں کانچ کے چوکوں کا فرش لگا ہوا تھا جو چمکدار کانچ کے بنے ہوئے اور بالاوسط ۱۰½ انچ مربع اور ۱½ انچ موٹے ہیں - انمیں سے اکثر چوکے تو نیلگوں رنگ کے ہیں مگر بعض سیاہ ' سفید اور زرد رنگ کے بھی ہیں - ہندوستان کے اور آثار و عتائق میں جو حفریات کے ذریعے منصہ شہود پر آئے ہیں یہ فرش اپنی قسم کا پہلا مکمل نمونہ ہی اور اس ضمن میں اوس چینی روایت کا حوالہ بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا جس میں مذکور ہی کہ '' شیشہ سازی '' کی صنعت ملک چین میں شمالی ہند سے آئی رواج پذیر ہوئی تھی - جس بے احتیاطی اور لاپرواہی سے یہ چوکے اس کمرے کے فرش میں لگے ہوئے تھے اوس سے ثابت ہوتا ہی کہ ابتداء جس مقام کی آرایش ان کے ذریعے کرنی مقصود تھی وہ کوئی اور ہی جگہ تھی

دھرمارا جیکا ستوپہ سے ستوپۂ کمال اور شہر سرکپ کو پیدل جانیکے لئے شمال کی طرف ہتھیال — پہاڑی رستہ سے گذرنا پڑتا ہی اور تھوڑی دور تک کھیتوں میں سے ہوتے ہوئے پہاڑی کے ڈھلوان پہلوؤں پر چڑھکر ستوپۂ کمال پر جا پہنچتے ہیں - یہ فاصلہ تو قریباً سوا میل ہی ہوگا لیکن رستہ ناہموار اور پتھریلا ہی ۔

باب ۹

ستوپہ کنال

ستوپ کي تعیین

ملک چین کا مشہور سیاح ہوان چوانگ جس زمانے مین ٹیکسلہ پہنچا اوس وقت شہر سرکپ کو غیر آباد ہوے پانچ صدي سے زیادہ عرصہ گذر چکا تھا - اور اوس کي فصیل اور عمارات یقیناً کھنڈر بن چکي تھیں - جس شہر مین یہ سیاح مقیم ہوا وہ آجکل سرسکھ کے نام سے موسوم ہی اور اوس کي حدود مین عہد وسطي کي بے شمار عمارات کے آثار پاے جاتے ہین - شہر کے مضافات مین اہل بودھہ کی چار مشہور یادگارین تھین جن کا اس سیاح نے ذکر کیا ہی - انمین سے ایک تو ناگ راجہ ایلا پترا کا تالاب تھا - دوسرے وہ ستوپہ جو خاص اوس مقام پر واقع تھا جہان بدھہ کي پیشین گوئی کے مطابق چار عظیم‌الشان خزانون[1] مین سے ایک خزانہ اوس وقت

(۱) جن چار خزانون کي طرف یہان اشارہ ہی - وہ حسب ذیل ہین :—

(۱) خزانۂ ایلا پترا واقعہ ملک قندہار (۲) خزانۂ پانڈو کا واقعہ متھلا (۳) خزانۂ پنگلہ واقعہ ملک کالنگا (اڑیسہ) اور (۴) خزانۂ سنکا واقعہ کاشي (بنارس)

آشکار هوگا جبکه میتریا (دنیا کا آخری؟) بدهه بن کر آئیگا - تیسرے " هدیه سر " والا ستوپه جس کو راجه آشوک نے پایه تخت (یعني ٹیکسله) سے ۱۲ یا ۱۳ لي (- دو سوا دو میل) جانب شمال تعمیر کرایا تها اور چوتهے وه ستوپه جسکي نسبت مشهور هی که راجه آشوک نے ارس مقام پر بطور یادگار تعمیر کرایا تها جهان ارس کے نیتے کنال کي آنکهین نکالي گئي تهین - ان مین سے پهلي اور دوسري یادگارون کي تطبیق عرصه هوا جنرل کننگهم صحیح طور پر کرچکے هین - ایلا پترا کا متبرک تالاب تو حسن ابدال مین واقع اور آجکل پنجه صاحب کے نام سے مشهور هی - اور دوسري یادگار وه شکسته ستوپه هی جو موضع باوڑي پنڈ کے قریب پهاڑي کے اوپر واقع هی - لیکن باقي مانده دو ستوپون کي جائے وقوع کا پته لگانے مین جنرل کننگهم کو ناکامي کا منهه دیکهنا پڑا اور یه هونا بهي تها اس لئے که جنرل موصوف کے ذهن مین یه غلط خیال بیٹهه گیا تها که هوان چوانگ جس شهر مین جاکر اترا وه بهڑے میدان پر واقع تها - لیکن اب چونکه همین یقیني

طور پر معلوم هو چکا هی که ٹیکسلہ کا سب سے پہلا شہر بھڑ کے میدان پر اور سب سے آخری سرسکھہ مین آباد تھا اس لئے یہ نتیجہ نکالنے مین کوئی دقت پیش نہین آتی - که " قربان کردہ سر" والا ستوپہ بجز بھلڑ ستوپے کے اور کوئی نہین هوسکتا جو سرڑا پہاڑی کی انتہائی (مغربی) شاخ کی چوٹی پر واقع هی - اور شہزادہ کنال کی مصیبت کی یادگار اغلباً وہ ستوپہ هی جو شہر سرکپ کے جنوب مین هتیال کے شمالی پہلو پر واقع اور جائے وقوع کی خوبی کے لحاظ سے بھلڑ ستوپے سے کسی طرح کم نہین اسلئے که یہان سے شہر سرکپ اور تمام وادئے هرو کا نہایت شاندار اور دلنشین نظارہ دکھائی دیتا هی (دیکھو Plate X) -

اس ستوپے کے ذکر کے دوران مین هوان چوانگ بیان کرتا هی که وہ ایک سو فٹ سے زیادہ بلند اور جنوبی پہاڑی کے شمالی پہلو پر شہر ٹیکسلہ سے جنوب مشرق کی طرف واقع هی - اوس کا بیان هی که نابینا اشخاص اس ستوپے پر قوت بینائی کی بحالی کے لئے دعا مانگنے آتے هین اور اکثر شفایاب هوکر جاتے هین - اس کے بعد

ہوان چوانگ نے وہ روایت بیان کی ہی - جو شہزادہ کنال کے متعلق مشہور ہی - یعنی یہ کہ کنال کی سرتیلی ماں تشیا رکھشیتا کو اوس سے تعشق ہوا اور (کنال کے انکار کرنے پر) اوس نے راجہ آشوک کو دم دلاسا دیکر کنال کو ٹیکسلہ کا نائب السلطنت مقرر کراکر بھجوایا ' کچھہ عرصے کے بعد رانی نے شہنشاہ کے نام سے ایک جعلی مراسلہ لکھا جس میں کنال کو چند ایک الزامات کا مورد گردانکر حکم دیا گیا کہ اوس کی آنکھیں نکال لی جائیں اور ایسے وقت میں جبکہ راجہ آشوک نہایت گہری نیند میں سو رہا تھا اوس کے دانتوں کی مہر اِس حکمنامہ پر لگائی - اس حکمنامے کے ٹیکسلہ پہونچنے پر امراء وزراء اس بارے میں متامل ہوئے مگر شہزادے نے خود اصرار کیا کہ اوس کے باپ کے احکام کی تعمیل میں سرمو فرق نہ آنے پائے ' اس طرح آنکھیں نکلوانے کے بعد شہزادہ بمعہ اپنی بیوی کے آوارہ و سرگردان بصد منت و سماجت رستہ دریافت کرتا ہوا اپنے باپ کے دور دراز دارالسلطنت (پٹنہ صوبہ بہار) میں پہنچا جہاں اوس کے باپ نے اوس کی آواز اور اوسکی بانسری کی الاپ سے اوسے پہچان لیا - ہوان چوانگ لکھتا ہی کہ ظالم اور کینہ پرور رانی

کو موت کے گھاٹ پار اوتارا گیا - اور شہزادے کی بینائی گھوش نامی ایک رشی کی دعاء سے بودھ گیا میں اسے پھر واپس مل گئی (۱)

---

(۱) کنال اور تشیا رکھشیتا کا یہ قصہ ہپولیٹس اور فدرا (Hippolytus and Phaedra.) کے یونانی قصے سے بہت ملتا جلتا ہی - اور ممکن ہی کہ اہل ہند نے یہ قصہ یونانی ادبی روایات سے اخذ کیا ہو - اس امر سے تو انکار نہیں ہوسکتا کہ شمال مغربی ہندوستان میں جو مخلوط یونانی آباد تھے وہ اس قسم کی روایات سے بخوبی آشنا تھے - مثال کے طور پر اینٹی گون (Antigone) کے ناٹک کو لیجئے جس کی تصویر ایک قدیم برتن پر بنی ہوئی ملی ہی جو پشاور سے دستیاب ہوا ہی - علاوہ ازیں اس قصے کی بعض روایتوں سے پایا جاتا ہی - کہ اشوک نے اپنے بیٹے کو رانی تشیا رکھشیتا کے کہنے سننے سے نہیں بلکہ وزیر سلطنت کے مشورے اور امن قائم کرنے کی غرض سے تیکسلہ میں بھیجا تھا - بعض روایات کے مطابق شہزادہ اپنے گھر آکر مرگیا - اور اس کی بینائی کے درست ہونے کا قصہ بالکل پار در ہوا ہی - شہزادے کا اصلی نام دھرموی وردھن تھا اور اس کا باپ اسے کنال کے نام سے اسلئے پکارا کرتا کہ اس کی آنکھیں ہمامت میں رہنے والے پرندے کنال کی آنکھوں کی طرح چھوٹی چھوٹی اور نہایت خوبصورت تھیں - شہزادے کی آنکھوں کا ضائع ہونا در اصل اس کے اون اعمال بد کا نتیجہ تھا - جو کسی گذشتہ زندگی میں اس سے سرزد ہوے تھے - ایک روایت میں آیا ہی کہ اس نے پانسو ہرنوں کو اندھا کیا تھا - ایک دوسری روایت کے مطابق اس نے ایک ارہت (رشی یا ولی) کی آنکھیں نکلوادی تھیں - اور کتاب اودان کلپ لتا کے بموجب ایک چیتیا یا ستوپ کی آنکھیں یعنی تبرکات نکال لئے تھے - گھوش

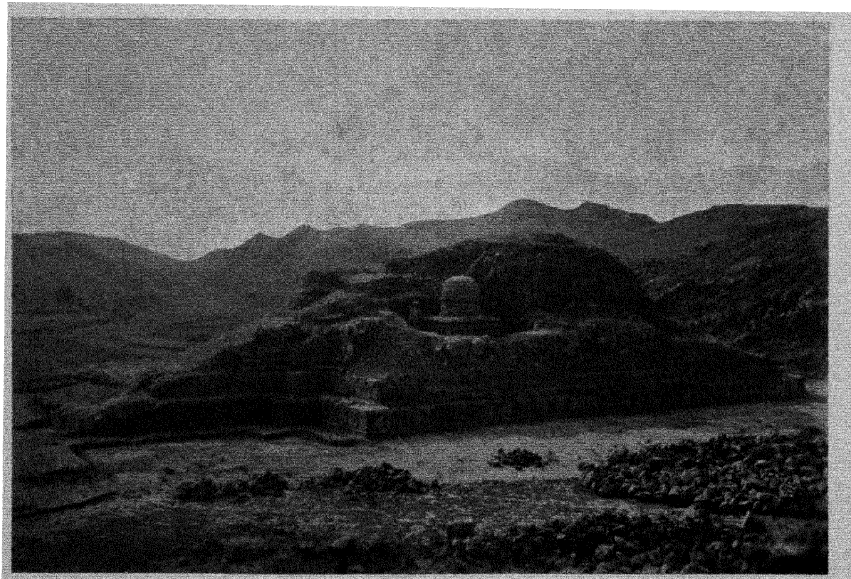


PLATE X.

VIEW OF THE KUNALA STUPA FROM N.-W.

وہ جنوبي پہاڑي جسکا هوان چوانگ نے ذکر کیا هی هتھیال کے سوائے اور کوئي نہیں هوسکتي - یہ پہاڑي وادئ هرو کو جنوب کي طرف سے گھیرے هوے هی اور اس کي شمالي جانب سب سے نمایاں ستوپہ وہ هی جو اس کي شمالي شاخ پر شہر سرکپ کي پراني فصیل کے کھنڈرات کے عین اوپر واقع هی - لیکن اگر هوان چوانگ کي بیان کردہ سمت کو صحیح مانا جاے تو همیں کنال ستوپہ کے لئے موهڑا مراد کے نواح میں تلاش کرنی چاهیئے - مگر اس بڑے ستوپہ کي ' جو شہر سرکپ کے مشرقي استحکامات پر واقع هی ' ستوپہ کنال سے مطابقت کرنے میں میں نے ذیل کے دو امور کو مدنظر رکھا هی ' اول تو اس ستوپے کي وسعت اور اس کا شاندار محل وقوع - اور دوم یہ امر کہ هوان چوانگ کے سفر نامے میں جو سمات و جہات دي هوئي هیں وہ اکثر غلط ثابت هوئي هیں -

کیفیت یہ ستوپہ ایک مستطیل کرسي پر قائم هی جو شمالاً جنوباً ۱۰۵ فٹ ایک انچ طویل اور شرقاً غرباً

اوس رشي کا نام تھا - جس کي دعا سے کنال کو اوس کي بینائي واپس ملي - یہي نام اس ضلع کے ایک معالج کا بھي تھا جو آنکھوں کے علاج میں خاص شہرت رکھتا تھا -

۶۳ فٹ نو انچ عریض هی اور اس کی شمالی جانب ایک پختہ زینہ بنا هوا هی - کرسی تین درجون میں اٹھائی گئی هی - سب سے نیچے کا درجہ مجوف اور محدب حاشیون اور کارنتھی وضع کے چھوٹے چھوٹے ستونون سے مزین هی جنکے اوپر ابتداً دندانےدار کارنس (cornice) اور کوپنگ (coping) بنے هوئے تھے - اور ستونون کے پرکالون اور کارنسون کے درمیان هندوانی وضع کے دندانےدار بریکٹ تھے - درمیانی درجہ بالکل سادہ هی مگر اوسپر چونے کا پلستر کیا هوا هی - اوپر کے درجے پر قریب قریب اوسی قسم کا کام تھا جیسا کہ نچلے درجہ پر لیکن وہ آخرالذکر سے تین حصے زیادہ بلند تھا - اور اوس کے حاشیے اور ستونون کے اوپر کے کارنس وغیرہ بھی اوسی نسبت سے بھاری اور مضبوط بنے هوئے تھے -

اس یادگار کی بالائی عمارت کی اندرونی بھرتی کا ایک حصہ ابتک اپنی اصلی جگہ پر قائم هی لیکن کرسی کی وضع قطع اور اوس کی زیبائشی جزئیات کی طرز ساخت اس امر میں شک و شبہہ کی گنجائش نہیں چھوڑتیں کہ ستوپۂ کنال بھی اوسی زمانے کی تعمیر هی جس زمانے میں وادی کے دسری جانب بھلر

ستوپہ تعمیر ہوا تھا - اور اگر ہم اون کثیرالتعداد اجزاء عمارتی سے اندازہ لگائیں جو کسی وقت بالائی عمارت میں مستعمل تھے اور اب چبوترے کے آس پاس ملبے میں پڑے ہوے ملے ہیں تو نہایت آسانی سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ستوپۂ کنال کے ڈھولنے اور گنبد کی بلندی سراسر بھلسّ ستوپے کے ڈھولنے اور گنبد کی اونچائی سے ملتی جلتی تھی - بالفاظ دیگر یہ کہ ڈھولنا شکل میں گول ' عمارت کے قد و قامت کے لحاظ سے نسبتہً بہت زیادہ اونچا اور چھہ یا سات درجوں میں منقسم تھا جن میں سے ہر ایک اپنے نیچے والے درجے سے کسی قدر چھوٹا تھا - یہ درجے ستونوں ' افریزوں ' اور دندانے دار کارنسوں سے قریب قریب اوسی طرح مزین تھے جسطرح چبوترے کی کرسی - بھلسّ ستوپے اور اوس زمانے کے دیگر ستوپوں کے مشاہدے سے معلوم ہوتا ہی کہ حجرۂ تبرکات گنبد کے بالائی حصے میں بنایا جاتا تھا - اور ستوپہ کنال کا حجرۂ تبرکات بھی ضرور اوپر ہی بنا ہوگا کیونکہ کرسی کے اندر یا نیچے کسی ایسے خلا کا نشان نہیں پایا گیا -

اس عمارت کی قابل ذکر خصوصیت اس کی کرسی کی نفیس معجوف گولائی ہی - مثلاً

اگر مشرقي پہلو کو ایک خط مستقیم مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک ناپا جاے - تو وہ ۷۴ فٹ ۱۰ انچ طویل ہوگا ' لیکن یہ خط مستقیم کرسي کے اصلي خط سے مطابقت نہین کھاتا جو آہستہ آہستہ کرسي کے مرکز کي جانب اندر کو ہٹتا ہی یہان تک کہ قوس اور وتر کے درمیان تین انچ کا فاصلہ رہ جاتا ہی - یہ امر تو مسلم ہی کہ ستونون کے درمیاني حصون کي خفیف موٹائي اور دوسرے خطون کي گولائي ' خواہ وہ خط افقي ہون عمودي ' یوناني فن تعمیر مین بکثرت رایج تھي - اور اس سے مقصد یہ ہوا کرتا کہ اون ظاہري نقائص کي اصلاح ہوجاے جو دیکھنے مین بھدے معلوم ہوتے ہین - اور عجب نہین کہ یہ خیال بھي دوسري یوناني خصوصیات کے ساتھہ ' جنہون نے ٹیکسلہ اور شمال مغربي ہند کے فن تعمیر پر اپنا لازوال اثر چھوڑا ہی ' مغربي ایشیا سے آکر یہان رواج پزیر ہوا ہو - لیکن اگر یہ امر واقعي ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ اس بصارتي اصول کو جسپر یہ خیال مبني ہی ' س سڑپے کے معمارون نے صحیح طور پر سمجھا ہی نہین تھا کیونکہ کرسي کي منحرف گولائي بجاے نقص کي اصلاح کرنیکے اس کو اور نمایان کرتي ہی *

اس ستوپے کی تعمیر تیسری یا چوتھی صدی عیسوی سے منسوب کی جاسکتی ہی - لیکن اس کے اندر شمال مغربی گوشے کی طرف ایک اور چھوٹا ستوپہ دبا ہوا ملا ہی جسکی طرز ساخت سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ پہلی صدی عیسوی میں اوس وقت تعمیر ہوا تھا جبکہ فصیل شہر کا وہ حصہ جو ستوپے کے مشرقی پہلو کی جانب ہی صحیح و سالم کھڑا تھا - یہ پرانی عمارت ایک چھوٹی سی چٹان پر واقع ' ۹ فٹ ۸ انچ بلند ' اور انگھڑ پتھروں کی بنی ہوئی ہی ' نیچے ایک مربع کرسی اور اوپر ڈھولنا اور گنبد ہیں اور گنبد پر ایک چھتری بھی تھی جو اب ضائع ہوچکی ہی - ستوپے کی ناہموار چنائی پر ابتداءً چونے کی لپائی کی گئی تھی جس پر حاشئے اور دیگر زیبائشی نقش و نگار بنائے گئے تھے لیکن اب یہ پلستر ضائع ہوچکا ہی -

خانقاہ

کنال ستوپے کے مغرب میں ' مگر اوس سے کسی قدر بلند سطح پر ' ایک وسیع اور مستحکم خانقاہ نیم ایشلر طرز پر بنی ہی جو صریحاً اوس زمانے کی عمارت معلوم ہوتی ہی جس زمانے میں بیرونی ستوپہ تعمیر کیا گیا تھا - اس کی دیواریں ' جو ۱۳ سے ۱۴ فٹ تک بلند ہیں ' اب بھی

کہیں کہیں موجود ہیں - خانقاہ میں دو صحن ہیں ' بڑا صحن جانب شمال اور چھوٹا جانب جنوب - خانقاہ کی بیرونی دیوار ' جو ستوپے کے بالمقابل ہی ' اوسکی مجموعی لمبائی قریباً ۱۹۲ فٹ ہی اور بڑے صحن کا عرض قریباً ۱۵۵ فٹ - بڑا صحن ' حسب معمول مربع ہی اور اوس کے وسط میں ایک مستطیل آنگن ہی جس کے چارون طرف کرسی دار برآمدے اور حجرے ہیں - حجرون میں چراغ وغیرہ رکھنے کے لئے معمولی طاقچے بھی بنے ہوئے ہیں - اس خانقاہ کا صرف مشرقی حصہ ابھی تک کھودا گیا ہی اور اس جانب بھی کھدائی حجرون کے فرش کی سطح تک نہیں پہنچی -

باب ٦

سرکپ

شہرپناہ

شہر زیریں یعنی سرکپ میں اترنے سے قبل ہم پہلے ان استحکامات پر ایک نظر ڈالیں گے جو شہر کے مشرقی پہلو پر واقع ہیں اور جن کا ایک قلیل حصہ حال ہی میں کھود کر نکالا گیا ہی - یونانی اور سیتھی پارتھیائی عہد کی دیگر عمارات کی طرح یہ شہر پناہ بھی چھوٹے چھوٹے انگھڑ پتھروں کی بنی ہوئی اور ۱۵ فٹ سے ۲۱½ فٹ تک موٹی ہی - فصیل کی بیرونی جانب تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ٹھوس اور مضبوط برج بنے ہیں - اور بعض کو ڈھلوان پشتوں کے ذریعے مستحکم بھی کیا گیا ہی جو بظاہر کسی بعد کے زمانے میں ایزاد ہوے تھے - دیوارون اور برجوں کی بلندی غالباً ۲۰ - اور ۳۰ فٹ کے درمیان تھی ، برج غالباً درمنزلہ تھے اور اونکی بالائی منزل ٹھوس نہ تھی فصیل کی دیوارون میں تیر اندازوں کے لئے روزن بھی ہونگے اور اندر کی جانب محافظین کے بیٹھنے کے لئے چبوترے بھی ضرور بنائے گئے ہونگے ۔

هم پہلے باب میں بتلا چکے هیں که شہر سرکپ کا سنگ بنیاد غالباً دوسری صدی عیسوی میں اوس وقت رکھا گیا تھا جبکه هندی یونانی - لطفت اوج کمال پر تھی اور یه که شہر مذکور سیتھیی پارتھیائی زمانے میں اور کشان بادشاہ ویما کیڈفائسیز کے عہد حکومت تک خوب آباد رها (اور اوسکے بعد غیر آباد هوگیا) - گذشته چند سال کی حفریات کے اثناء میں جس قدر عمارات بالائی سطح سے برآمد هوئی هیں وہ سب کی سب اوائل عہد کشان اور پارتھیائی عہد سلطنت سے تعلق رکھتی هیں - اونسے نیچے کی سطح پر جو کھنڈرات ملے هیں وہ غالباً سیتھی عہد سے منسوب کئے جاسکتے هیں - اونسے بھی نیچے دو طبق اور هیں جو یونانی دور حکومت کی یادگار هیں اور اونکے نیچے سطح زمین سے ۱۴ سے ۱۷ فٹ کی گہرائی پر بالکل صاف اچھوتی زمین آجاتی هی - پارتھیائی عہد سے قبل کے کھنڈرات کی بابت هماری معلومات نسبتہً بہت قلیل هیں اس لئے که هماری کھدائی اون کھنڈرات تک هی محدود رهی هی جو سطح سے بالکل قریب هیں - اس کی وجه یه هی که سردست جو مقصد همارے پیش نظر هی وہ یه هی که عمارات زیرین کو آشکار کرنیسے قبل همیں ان عمارات کی اوس ترتیب

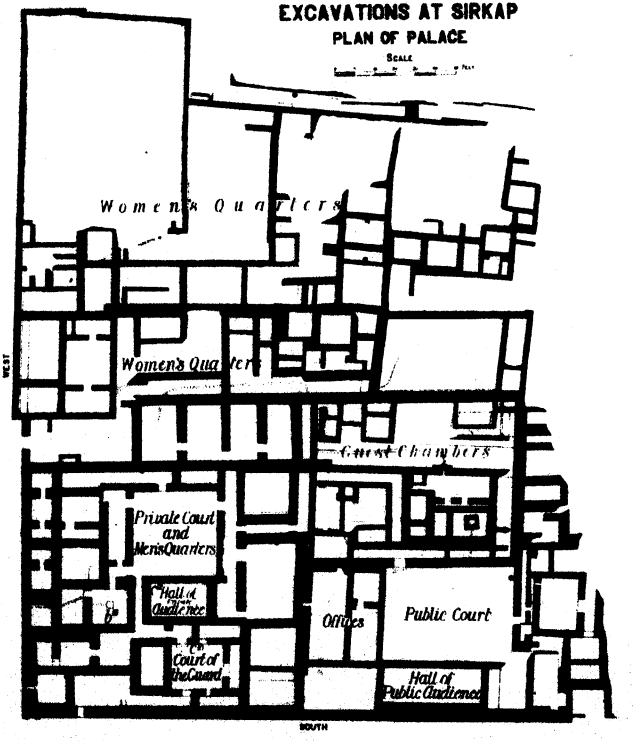
کا ممکن سے ممکن واضح اور صاف نقشہ معلوم ہوجاے جو اہل پارتھیا کے زمانے میں اور اہل کشان کے شروع عہد سلطنت میں موجود تھی - اس سے ہمیں دو فائدے متصور ہیں - ایک تو یہ کہ مختلف زمانوں کی عمارات کے نقشے آپس میں خلط ملط ہونیسے محفوظ رہینگے اور دوسری یہ کہ عمارات کی سلامتی بھی معرض خطر میں نہ پڑیگی -

سترپۂ کنال سے شہر سرکپ کی کھدائی کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ وہ فصیل کے شمالی حصے سے شروع ہوکر قلب شہر میں سے گزرتی ہی اور ایک وسیع رقبے پر پھیلے ہوے ہی - اور یہ کہ اوسمیں ایک وسیع شاہراہ کا بہت بڑا حصہ اور اوسکے دونو جانب مکانات کے چند بڑے بڑے سلسلے آشکار ہوئے ہیں - مکانات میں اہل بودھہ کا ایک وسیع محرابی مندر اور جینیوں کی یا اہل بودھہ کی چند چھوٹی چھوٹی عبادتگاہیں بھی شامل ہیں لیکن زیادہ تر یا تو سکونتی مکان ہیں یا اہل شہر کی دوکانیں - مگر ایک عمارت ' جو کھدائی کے جنوبی سرے پر واقع اور ستریۂ کنال سے سرکپ آتے ہوے سب سے پہلے ملتی ہی ' غالباً شاہی محل کا کام دیتی تھی - سرکپ کے شمالی اور مغربی دروازوں سے وسط شہر کی جانب

شاہی محل

آنے والے بازار غالباً اسی محل کے قریب آکر ملتے تھے اور اس طرح اسکا محلّ وقوع ایک تحکمانہ انداز لئے ہوے تھا - محل کا مغربی رخ، جو بڑے بازار کے بالمقابل ہی ، ۳۵۲ فٹ اور جنوبی رخ فی الحال ۲۹۰ فٹ ہی مگر اسکے مشرقی حصے کی کھدائی مکمل نہیں ہوئی - محل کے قدیم حصے ناہموار انگھڑ پتھر کے بنے ہوے ہیں اور غالباً سیتھی پارتھیائی عہد میں تعمیر ہوئے تھے - لیکن زمانہ مابعد میں بےشمار مرمتیں ہوئیں اور بظاہر چند اضافے بھی کئے گئے خصوصاً شمال کی طرف اوس حصۂ مکان میں جو زنانے کے لئے مخصوص تھا - لیکن یہ اضافے ایسے غیر معلوم ہیں کہ پوری صحت کے ساتھ انکی تعیین و تمییز ذرا دشوار ہی - خاص خاص اہمیت والے صحنوں کی دیواروں میں (مثلاً اوس وسیع صحن میں جسکو نقشے میں C^{12} دکھلایا گیا ہی) کنجور کے بنے ہوے مستطیل الشکل پتھر لگے ہیں - اور بعض دروازوں کی دہلیزوں میں پتھر کی سلیں استعمال کی گئی ہیں - بہت سے کمروں اور صحنوں کی دیواروں میں ایسے نشان بھی ملے ہیں جن سے پایا جاتا ہی کہ دیواروں کی چنائی میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر لکڑی کی کڑیاں عموداً چنی

PLATE XI.


EXCAVATIONS AT SIRKAP
PLAN OF PALACE
SCALE
Women's Quarters
Women's Quarters
WEST
Guest Chambers
Private Court and Men's Quarters
Hall of Audience
Court of the Guard
Offices
Public Court
Hall of Public Audience
SOUTH

گئي تھين اور اونکے اوپر غالباً تختون سے تختہ بندي کي گئي تھي - باقي کمرون مين ديوارون پر چونے يا گارے کا پلستر تھا جسپر يقيناً کسي قسم کا رنگ بھي چڑھايا گيا ہوگا -

محل کا جس قدر حصہ اب تک برآمد ہوچکا ہی اوس سے پايا جاتا ہی کہ اوسکے کمرے پانچ مجموعون کي صورت مين ايک وسطي صحن کے گرد ترتيب دئے گئے تھے - اون کي ترتيب کا بہترين اندازہ ' اوس ديوار پر کھڑے ہوکر لگايا جا سکتا ہی جو وسط محل مين واقع ہی اور جس پر نقشہ (Plate XI) مين غرب کا نشان ديا ہوا ہی - مغربي پہلو کے وسط مين ايک بڑا صحن اور اسکے ارد گرد کچھہ کمرے بنے ہوئے ہين - جو غالباً سکونتي کمرے ہين - کمرہ (h-16) غسل خانہ ہی جس کے وسط مين ايک چھوٹا سا تالاب اور پاني نکالنے کي نالي ہی اور صحن مين پتھر کي مختلف شکل کي سلون سے فرش بنايا گيا ہوئي ہی - اسکے جنوب مين ايک کرسي دار شہ نشين ہی جس کا رقبہ ۲۷ فٹ ۱۰ انچ اور چوڑائي ۲۰ فٹ ۵ انچ ہی - يہ جگہہ (c-12) غالباً ديوان خاص کا کام ديتي تھي - اس کے جنوب مين ايک اور چھوٹا صحن C^{16} ہی - اس کے گرد بھي کمرے بنے ہوے ہين جو غالباً ملازم

پیشه اور محافظ دسته فوج کي رهائش کے لئے تھے - صحن کالان کے شمال کي طرف کمرون کا ایک اور مجموعه هی جو زنانے کیلئے مخصوص تھا اور پتھر کي مضبوط دیوارین اس کو محل کي دیگر عمارتون سے جدا کرتي تھین - ان کمرون سے ذرا آگے شمال هي کي طرف اور کمرے هین جو، معلوم هوتا هی، که بعد مین کسي وقت اضافه کئے گئے تھے - محل کے مشرقي حصے مین کمرون کے دو مزید سلسلے هین جنوبي سلسلے مین ایک وسیع صحن کے علاوه مغرب کي طرف کچھه کمرے اور جنوب مین ایک بلند شه‌نشین هی جس کے اوپر کسي وقت ضرور ایک کھلا دالان بنا هوا تھا - معلوم هوتا هی که یه صحن دیوان عام کا کام دیتا تھا اور نیم سرکاري کاروبار اور امورعامه کي انجام دهي (public court) کے لئے مخصوص تھا - اس کے ارد گرد جو کمرے هین وه غالباً دفاتر تھے - دیوان عام کے شمال مین کمرون کا ایک اور سلسله هی جو غالباً مهمانون کے قیام کا کام دیتے تھے - یه کمرے کسی قدر بے ترتیب بنے هوئے هین اور محل کے باقي کمرون کي نسبت کچھه چھوٹے بھي هین -

اگرچه یه محل نج کے مکانات کي نسبت بهت

رسیع اور مضبوط بنا ہوا ہی لیکن نہ تو اس کے نقشے ہی میں کوئی خاص خوبی نظر آتی ہی اور نہ آرائش ہی میں تکلف سے کام لیا گیا ہی - محل کی اسی خصوصیت پر اپولونیس کے تذکرہ نویس فلوسٹریٹس نے اس طرح رائے زنی کی ہی - کہ ہمیں وہاں (یعنی ٹیکسلہ میں) کوئی پر تکلف اور شاندار عمارت نظر نہیں آئی اور مردانے مکانات جلو خانے اور دیوڑھیاں سب کے سب اپنی وضع قطع میں نہایت سادہ اور پاکیزہ تھے - فلوسٹریٹس کے یہ بیانات اس لئے قابل قدر ہیں کہ ان سے اس امر کا ثبوت ملتا ہی کہ اوس نے ٹیکسلہ کے بارے میں جو کچھہ بیان کیا ہی اوسمیں حقیقی صداقت کا رنگ پایا جاتا ہی - آگے چلکر معلوم ہوگا کہ اس بیان کی معقول تصدیق نچ کے مکانات کی عجیب و غریب وضع اور انوکھی طرز ساخت سے بھی ہوتی ہی -

شہر سرکپ کا یہ محل زیب و زینت سے بالکل معرا ہی تاہم اس کے کھنڈرات خاص طور پر دلچسپ ہیں اس لئے کہ وہ ایک ایسی عمارت کا نقشہ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں جو ہندوستان کی قدیم برآمد شدہ عمارات میں اپنی طرز کی

پہلی عمارت ہی - یہ دلچسپی اس وجہ سے اور بھی بڑھ جاتی ہی کہ جس قدر حصہ محل کا اس وقت تک برآمد ہوا ہی اوس کا نقشہ عراق عرب کے اون محلات سے عجیب و غریب مشابہت رکھتا ہی جن کو اہل شام نے تعمیر کیا تھا - چنانچہ عراق عرب کی کسی خاص عمارت سے اس محل کا مقابلہ کرنیسے اس اجمال کی تفصیل بوجہہ احسن ہوسکیگی - مثال کے طور پر محل سارگون واقعہ خورساباد کو لیجئے - اسمین بھی سرکپ کے محل کی طرح وسط مین ایک بڑا صحن ہی - جس کے گرد کمرے بنے ہوے ہین اور صحن کے ایک جانب ملازمون کے کمرے اور دوسری جانب حرم سرائے واقع ہین - ٹیکسلہ کی طرح یہان بھی محل کا دوسرا نصف حصہ مہمانون کی رہائش اور کاروبار سلطنت کی انجام دہی کے لئے مخصوص ہی - اس جانب ذرا آگے بڑھکر محل سارگون مین کمرون کا ایک اور سلسلہ بعینہ اوس مقام پر واقع ہی جہان ٹیکسلہ کے محل مین چند اور کمرے برآمد ہونے شروع ہوئے ہین - مینارۂ زکرت ، جس کو محل سارگون مین حرم سرا کے قریب

تعمیر کیا گیا تھا اہل شام کے مذہب کی خاص علامت ہی - لیکن وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ اس قسم کا کوئی مینارہ ٹیکسلہ کے محل میں بھی ملیگا یا نہیں - ممکن ہی کہ کھدائی کے کام کی ترقی کے ساتھہ یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے کہ اس مینارے کی جگہ کوئی دوسری عمارت بنادی گئی تھی - جب ہم اوس غلبہ اور اثر کی قوت اور استقلال پر غور کرتے ہیں جو شامی تہذیب کو ایران ' باختر اور ملحقہ ممالک میں حاصل رہا ہی تو یہ امر کچھہ تعجب انگیز نہیں معلوم ہوتا کہ ٹیکسلہ میں یونانی تورانی یا پہلوی زمانے کا کوئی محل عراق عرب کے کسی شامی محل کے نمونے پر تعمیر کیا گیا ہو - بلکہ یہ واقعہ ان عمارات کی دلچسپی میں چند در چند اضافہ کرتا اور اوس زمانے کے آثار قدیمہ کی تواریخ کے مسئلے کو حل کرنے میں قابل قدر امداد دیتا ہی -

چھوٹی چھوٹی قدیم اشیاء جو اس محل سے دستیاب ہوئیں - اونمیں مٹی کے بنے ہوئے مجسمے ' مٹی کے برتن ' کانسی ' تانبے اور لوہے کی مختلف اشیاء ' منکے ' جواہرات اور سکے شامل ہیں - ان میں

سے ۶۱ سکّے اکٹھے ایک ہی جگہ سے ملے تھے اور ایزز اول ، ایزز دوم ، اسپاورما ، گوندو فرنیز ، ہرمایس اور کیڈ فائیسیز کے عہد حکومت سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ان چیزوں کے علاوہ مٹّی کے چند سانچے بھی جو سکّے ڈھالنے کے کام آتے تھے ، خاص طور پر دلچسپ اور قابل ذکر ہیں ۔ یہ سانچے ایک کمرے یا دکان سے دستیاب ہوئے ہیں جو محل سے باہر اوس کے جنوب مغربی گوشے کے قریب ہی واقع ہی ۔ ان میں سے آٹھ سانچے نا مکمل اور بیس شکستہ ہیں اور بہت سے سانچوں میں ایزز دوم کے عہد کے سکّوں کے حروف صاف صاف پڑھے جاتے ہیں ۔ غالباً یہ سانچے ، پہلوی زمانے کے کسی جعلی سکے بنانے والے کی مشین کے اجزاء تھے ۔

مکانات کا نقشہ

محل سے چل کر بڑے بازار میں سے ہوتے ہوئے اگر ہم شہر کے شمالی دروازے کی طرف جائیں تو مکانات کے چند بڑے بڑے سلسلے ملتے ہیں جو ایک دوسرے سے بغلی گلیوں (۱) کے ذریعے جدا کئے گئے ہیں ۔ ان مکانات کی ظاہری وضع قطع میں بہت فرق پایا

(۱) یہ امر قابل لحاظ ہی کہ گلیاں اور مکانات ، جوں جوں شاہراہ سے دور ہٹتے ہیں اونچے ہوتے چلے جاتے ہیں ۔ اس کا سبب یہ ہی کہ شاہراہ تو عموماً ملبے سے پاک صاف رہتی تھی ۔ اور اوس کے دونوں طرف ملبہ جمع ہوتا رہا ۔

جاتا ھی - لیکن اصل مین سب کے سب ایک ھی اصول پر بنے ھوئے ھین - مثلاً انکے نقشے کی ایک خصوصیت یہ ھی کہ وسط مین ایک کشادہ چوک ھی جس کے گرد بہت سے کمرے بنے ھوے ھین اور یہ چوک عموماً ارسی نمونے کا ھی جیسا کہ ھم مذکورہ بالا محل مین دیکھہ آئے ھین مگر مکینون کی رھائشی ضروریات کے مطابق ایک ھی مکان مین اس قسم کے در ، تین ، چار یا اس سے بھی زیادہ چوک پائے جاتے ھین - باقی رھے وہ چھوٹے چھوٹے کمرے جو بازار کے بالمقابل واقع ھین سو وہ عام طور پر دکانون کے لئے مخصوص تھے - دیوارین پتھر کی ھین اور یا تو ربل نمونے پر بنی ھوئی ھین یا ارس ڈالیپر نمونے کی ھین جو زمانۂ کشان کے ابتداء مین رواج پذیر ھوا - دیوارون پر اندرونی اور بیرونی جانب چونے اور گارے کا پلستر تھا ، پلستر پر رنگ آمیزی بھی کی گئی تھی جس کے نشان اب تک کہین کہین پائے جاتے ھین - چھتون ، دروازون اور کھڑکیون مین اور بعض جگہ دیوارون کی تختہ بندی مین ، لکڑی استعمال کی گئی تھی - اور کسی مکان کے اندر سے کھپریل کے کھڑے برآمد نہین ھوئے جس سے ثابت ھوتا ھی کہ چھتین مسطح اور کچی تھین (یعنی اوپر مٹی بچھی ھوئی تھی) *

اگرچہ بعض مثالین ایسي بھي موجود ھین جن مین اندروني کمرون کے درمیان سلسلۂ آمد و رفت رکھا گیا ھی تاھم ان مکانات کی ایک نمایان خصوصیت یہ ھی کہ چوک یا گلیون مین سے ان اندروني کمرون مین داخل ھونے کے لئے دیوارون مین دروازے نہین بنائے گئے - ان دروازون کي عدم موجودگي کي بظاھر دو وجھین معلوم ھوتي ھین - یعني یا تو ان کمرون کو مٹی ملبے وغیرہ سے بھرکر ان کے ذریعے بالائي عمارت کے لئے کرسي حاصل کي جاتي تھي اور یا اگر ان سے تہ خانون کا کام لیا جاتا تھا تو بالائي منزل سے زیرین کمرون مین داخل ھونے کے لئے زینے یا سیڑھي کا استعمال کیا جاتا ھوگا - ٹیکسلہ مین اس قسم کے تہ خانون کي موجودگي کا ذکر فلو سٹرٹیس نے بھي کیا ھی - وہ لکھتا ھی کہ (ٹیکسلہ کے) مکانات اس طرح بنائے گئے ھین کہ اگر ھم باھر کي طرف سے دیکھین تو یک منزلہ نظر آئینگے لیکن اگر انکے اندر جائین تو معلوم ھوگا کہ انمین زمین دوز کمرے ھین - جنکي گہرائي بالائي کمرون کي بلندي کے برابر ھی - حقیقت مین تو یہ زیرین کمرے زمین دوز نہین لیکن اگر کوئي شخص گلي مین سے کھڑے ھوکر دریچون کي اکہری قطار کا

مشاهدہ کرے اور بالائي کمرون سے سیڑھي کے ذریعے زیرین کمرون مین اترے اور پھر ان کمرون کو زمین دوز تہ خانے کہ تو اوس کي اس غلطي کو نظر انداز کیا جا سکتا ہی -

شہر سرکپ کے مکانات کی دوسري قابل ذکر خصوصیت اونکی وسعت ہی - یعني اگر اونمین دو سے زیادہ منزلین نہ ہوتین تب بھي اونمین اوس سے کہین زیادہ مکانیت ہوتي جتني کہ اوس زمانے مین ایک واحد کنبے کي رہائش کے لئے ضروري تھي - یہ ممکن ہی کہ قدیم شہر روما کي جداگانہ بڑي بڑي حویلیون ، یا زمانۂ حال کے اطالوي یا دوسرے شہرون کے سلسلہ مکانات ، کي طرح ان مکانات مین بھي کئي کئي کنبے رہا کرتے ہون - لیکن یہ قیاس بھي بظاہر قرین عقل معلوم ہوتا ہی کہ شہر کے اس حصے مین شاید یونیورسٹي (۱) کي عمارات واقع تھین اور ان مکانون مین یونیورسٹي کے اساتذہ اور طلباء رہا کرتے جنہین یقیناً اوس سے کہین زیادہ

---

(۱) ٹیکسلہ کي شہرت بحیثیت دارالعلوم ایام قدیم یعنی "جاتکا" یا "قصص پیدائش بدھہ" کي تالیف کے زمانے سے تعلق رکھتي ہی - اگرچہ بہت ممکن ہی کہ پہلي صدي عیسوي تک بھي یہ شہر علم و ہنر کا مرکز رہا ہو -

مکانیت درکار تھی جتنی کہ عام مکانوں میں مل سکتی ھی -

شہر سرکپ کی عمارات کی تیسری ممتاز خصوصیت یہ ھی کہ متعدد مکانات میں ایک ستوپے کی عمارت پائی جاتی ھی - یہ ستوپے بلا استثناء ایسے صحنوں میں واقع ھیں جو بڑے بازار یا شاھراہ کے متصل ھیں اور جن میں بازار مذکور سے بخوبی آمد و رفت ھوسکتی ھی - ان میں سے دو ستوپے جو نہایت اچھی حالت میں ھیں سلسلہ‌ھاے عمارات (G) و (F) میں واقع اور غالباً جین مذھب سے تعلق رکھتے ھیں (۱)- (G) وہ سلسلہ عمارات ھی جو محل سے شمال کو آتے ھوئے سب سے پہلے بازار کی دائیں یا مشرقی جانب ملتا ھی - اس کے صحن میں جو ستوپہ بنا ھی ارسکی کرسی مستطیل شکل کے ھی جس کے پہلوؤں پر پانچ پانچ ستون ' اونکے نیچے ایک زناری "گولا" اور اوپر "منکے اور گٹی" کے نمونے کی کندہ کاری سے مزین کارنس ھی - ستوپے کا ڈھولنا ' گنبد اور چھتری ضائع ھوچکے ھیں لیکن اونکے چند حصے ملبے سے کھودکر

مندر واقع Block G

(۱) ان ستوپوں کے نقشے جین مذھب کے ستوپوں کے نقشوں سے بہت مشابہ ھیں جن کی تصاویر متھرا کے بعض مرقعوں پر کھدی ھوئی ملی ھیں اس سے ظاھر ھوتا ھی کہ یہ ستوپے بدھ مذھب سے نہیں بلکہ جین مت سے تعلق رکھتے ھیں -

نکالے گئے ہیں - ان کے علاوہ جمشیدی طرز کے دو ستونوں کے ٹکڑے بھی ملبے سے برآمد ہوئی ہیں جنکے اوپر شیروں (۱) کی تصویریں بنی ہوئی تھیں اور جو غالباً ستوپے کی کرسی کے سروں پر قائم تھے - علاوہ ازیں ایک کٹہرے کے بہت سے ٹکڑے بھی ملے ہیں جو ستوپے کے چاروں طرف لگا ہوا تھا - کرسی کے وسط میں اور ستوپے کی بالائی سطح سے قریباً ۴ فٹ نیچے ایک چھوٹا سا تبرکات کا خانہ بنا ہوا تھا جس میں سے ایک سنگ صابون کی ڈبیا اور ایک چھوٹی سی طلائی ڈبیا دستیاب ہوئی - پہلی میں تورانی بادشاہ ایزز اول کے عہد حکومت کے آٹھ تانبے کے سکے اور دوسری میں جلی ہوئی ہڈی اور سونیکے پترے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اور عقیق اور یشب کے منکے تھے - ایزز اول سنہ ۵۸ قبل مسیح میں تخت نشین ہوا تھا اس لئے ان سکوں کی موجودگی سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ ستوپہ بھی غالباً اول صدی قبل مسیح کے دوسرے نصف میں تعمیر ہوا ہوگا -

---

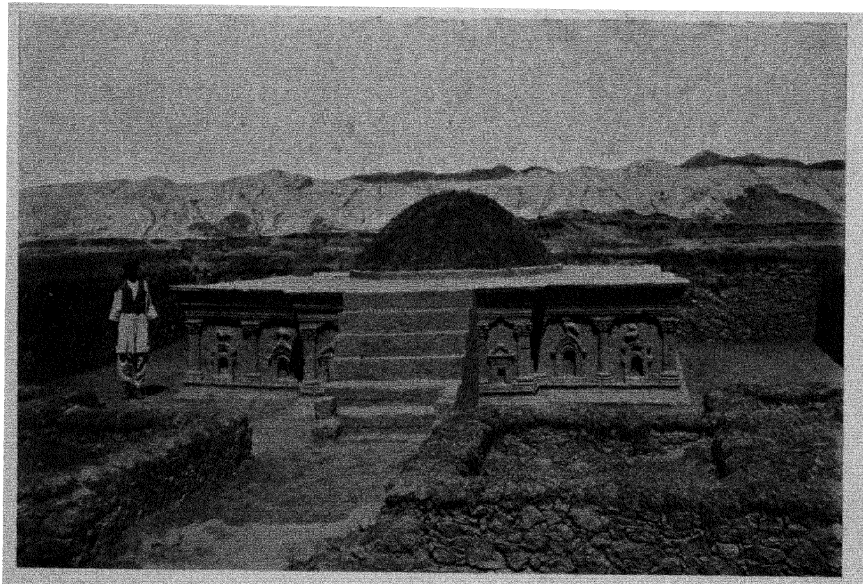
(۱) یہ شیر بلا شبہہ اون شیروں کی نقل ہیں جو راجہ آشوک نے بدھہ مذہب کے اکثر مشہور ستوپوں کے قریب اپنی لاٹھوں کے اوپر قائم کئے تھے -

اس ستوپے کے زینے کے جنوبی پہلو کے قریب ہی ایک چھوٹا سا مربع چبوترہ ہی جس کی تعمیر کا اصلی مقصد اب تک معلوم نہیں ہوا - اسی قسم کا ایک چبوترہ سلسلہ (F) کے ستوپے اور ایک جنڈیال کے بڑے ستوپے کے قریب بھی ملا ہی - ان چبوتروں کی ظاہری ہیئت سے یہ امر غیر اغلب معلوم ہوتا ہی کہ وہ کسی ستون کا وزن برداشت کر سکتے ہوں - ہاں یہ ممکن ہی کہ ان کے اوپر چشمے (۱) یا دیپ دان قائم کئے گئے ہوں -

مندر مقابل دوراسین واقعہ سلسلہ (F)

مکانات کے دوسرے سلسلے (F) میں جو ستوپہ ہی وہ بھی پہلے ستوپے کا ہم عصر مگر نسبتہً زیادہ شاندار ہی (Plate XII) - اس کے رکار پر کارنتھی طرز کے ستون بنے ہیں جنمیں سے دو کے عمود گول ہیں اور باقی سب کے چوکور - ستونوں کے درمیانی فاصلے تین مختلف نمونوں کے طاقچوں سے مزین ہیں - انمیں سے دو طاقچے جو زینے کے قریب ہیں - ان زیبائشی مثلثوں سے بہت مشابہ ہیں جو یونانی

(۱) مجاوروں کی اصطلاح میں چشمہ اس برتن کو کہتے ہیں جس میں کسی مزار وغیرہ کے قریب کبوتروں و دیگر پرندوں کے پینے کے لئے پانی بھرا رہتا ہی - یہ برتن عموماً کسی چبوترے وغیرہ کے اوپر قائم ہوتا ہی - اہل ہنود کے مندر میں بھی اکثر اس قسم کے چشمے دیکھے گئے ہیں - (مترجم)



SIRKAP: VIEW OF SHRINE OF THE DOUBLE-HEADED EAGLE.

PLATE XII.

عمارات کے رزکار پر ہوا کرتي ہین - درمیاني طاقچون مین بنگالي چھتون کي طرز کي لہردار محرابین بني ہوئي ہین اور سرون کے طاقچے قدیم ہندي طرز کے پھاٹکون (تورنا) کے ہم شکل ہین جن کي بہت سي مثالین متھرا کي تصاویر مین پائي جاتي ہین - درمیاني اور بیروني طاقچون کے اوپر ایک ایک پرند بیٹھا ہی جو بظاہر عقاب معلوم ہوتا ہی - انمین ایک عقاب دو سر والا بھي ہی اور ٹیکسلہ مین اس تصویر کي موجودگي خاص دلچسپي رکھتي ہی - اول اول اس قسم کي تصویرین اون ہٹائٹ(۱) نقوش پر بني ہوئي ملي ہین جو مغربي ایشیا سے دستیاب ہوئے ہین - علاوہ ازین "زمانۂ مساحت" کے ایک قدیم ہاتھي دانت پر بھی، جو ملک سپارٹا سے ملا ہی، اس قسم کي ایک تصویر کندہ ہی - لیکن معلوم ہوتا ہی کہ کچھہ عرصے کے بعد یہ نشان اہل سیتھیا کے ساتھہ خاص طور پر منسوب ہو گیا تھا اور ہم وثوق کے ساتھہ کہہ سکتے ہین کہ اہل سیتھیا ہي نے اس نشان کو ٹیکسلہ مین رواج دیا - سیتھیا سے یہ نشان روس اور جرمني مین پہنچکر وہان کے شاہي جھنڈون

(۱) Hittite - عہد عتیق مین ملک شام کے شمالي حصے کي ایک کنہایت طاقتور اور مہذب قوم جو غالباً سامي الاصل نہ تھي - پنجاب کے جٹ شاید اسي قوم کي نسل سے ہین - (مترجم)

کي زینت بنا اور ٹیکسلہ سے وجے نگر اور لنکا میں پہنچا -

اس عمارت کے چہرے کي چنائي میں کنجور استعمال کئے گئے تھے اور اس چنائي پر اور ستوپے کے حاشیوں اور دیگر آرائشي نقش و نگار پر ابتداً چونے کا پلستر کیا گیا تھا - لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا چونے کي استر کاري کي اور بہت سي باریک تہیں اوسپر چڑھتي گئیں حتی کہ ستوپے کي کھدائي کے وقت سرخ ' ارغواني اور زرد رنگ کي استرکاري کے نشانات پائے گئے - ڈھولنے اور گنبد کي استرکاري پر غالباً نقش و نگار بھي بنے ہوئے تھے جنپر رنگ چڑھا ہوا تھا - اور گنبد پر تین چھتریاں قائم کي گئي تھیں - سیڑھیوں کے انجام پر اور ستوپے کي کرسي کے گرد ایک چھوٹي سي دیوار تھي جس کا بیروني چہرہ بودھ طرز کے کٹہرے سے مزین تھا - اور اوسکے چند ٹکڑے ملبے میں سے دستیاب بھي ہوئے ہیں - اس ستوپے کي شکل و شباہت کا ' جبکہ وہ بالکل صحیح و سالم تھا ' معقول اندازہ متھرا کي ایک مورت سے کیا جاسکتا ہی جس کی تصویر مسٹر وي - اے - سمتھ کي تالیف متھرا کے جین ستوپے اور دیگر آثار عتیقہ میں (پلیٹ ۱۲ پر) دي ہوئي ہی - معلوم ہوتا ہی کہ یہ مورت ستوپہ زیر

بحث کي تعمير کے تھوڑے هي عرصه بعد تيار هوئي تھي - ليکن اس مين جو ستوپه دکھايا گيا هی وه اپني طرز ساخت مين بالکل هندي نمونے کا هی - حالانکه سرکپ کا ستوپه اوس سے مختلف هی - اس مين زيبائشی ترتيب کا تمام تار و پود يعنی ساز ' ستون ' دندانے دار کارنسين ' اور مثلث نما طاقچے سب يوناني طرز کے هين اور جو تھوڑا بہت هندي عنصر هے بھي تو وه صرف ايسی آرائشی جزئيات مين پايا جاتا هی جيسے پھاٹک ' محرابي طاق ' اور ستونون کے اوپر والے بريکٹ -

اب صرف يه بتلانا باقي رہ گيا هی که اس ستوپے کا تبرکات کا خانه وسط ستوپه مين اسکي موجوده سطح سے ۳ فٹ ۲ انچ نيچے ملا تھا ليکن اوس کے تبرکات بہت عرصه پہلے آڑ چکے تھے -

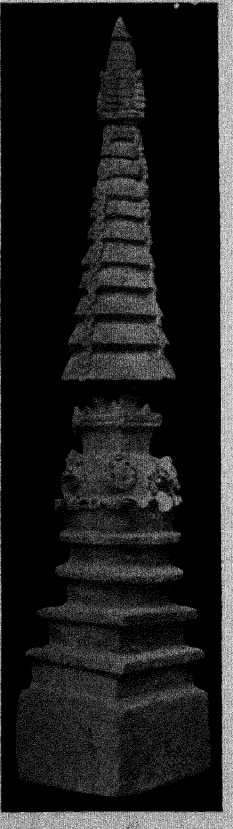
آرامي کتبه

عمارات کے جس سلسلے مين يه ستوپه واقع هی اوس مين ايک نہايت قابل قدرانکشاف ايک آرامی کتبے کي صورت مين هوا هی . يه کتبه سنگ مرمر کے ايک ٹکڑے پر کھدا هوا هی جو وضع قطع سے کسي هشت پہلو ستون کا حصه معلوم هوتا هی اور اس سلسلے کے شمال مغربي گوشے مين ' ستوپے کے قريب هی ' کمره نمائے نشان (a^1) و (a^2) کي درمياني ديوار مين چنا هوا ملا تھا (ديکھو تصوير - Plate XIII, a) - اب چونکه

یہ کمرے قریب قریب شاہ ایززاول کے عہد کے بنے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اسلئے ضرور ہی کہ یہ کتبہ بھی اپنی موجودہ خستہ اور شکستہ حالت میں سن عیسوی کے آغاز سے قبل ہی اس دیوار میں چنا گیا ہو - کتبے کے حروف اور اوسکی زبان آرامی ہیں اور رسم الخط ایسے نمونے کا ہی جو چوتھی صدی قبل مسیح سے منسوب ہو سکتا ہی - لیکن عبارت کے معنی تا حال غیر معین ہیں - ڈاکٹر ایل - ڈی بارنٹ (Barnet) اور پروفیسر کاؤلے (Cowley) کا خیال ہی کہ اسمیں " دیودار اور ہاتھی دانت " کے ایک محل کی تعمیر کا مذکور ہی لیکن ایک دوسری توضیح کے بموجب اسمیں ایک نیچ کے عہد و پیمان کا ذکر ہی اور نیز اوس ڈنڈ کا جو اس عہد کے توڑنے سے عاید ہوگا - اس کتبے کی دریافت کھروشٹی رسم الخط کے مبداء کے ضمن میں خاص دلچسپی رکھتی ہی اس لئے کہ اس سے ثابت ہوتا ہی کہ ٹیکسلہ میں کھروشٹی حروف آرامی رسم الخط سے اخذ کئے گئے - اور آرامی زبان کو اخمینیوں نے سنہ ۵۰۰ ق - م - میں شمال مغربی ہند پر قبضہ و تصرف جمانے کے بعد اس ملک میں رائج کیا - (جس علاقے میں کھروشٹی رسم الخط کا رواج رہا ہی اوس میں ٹیکسلہ سب سے بڑا شہر تھا) -



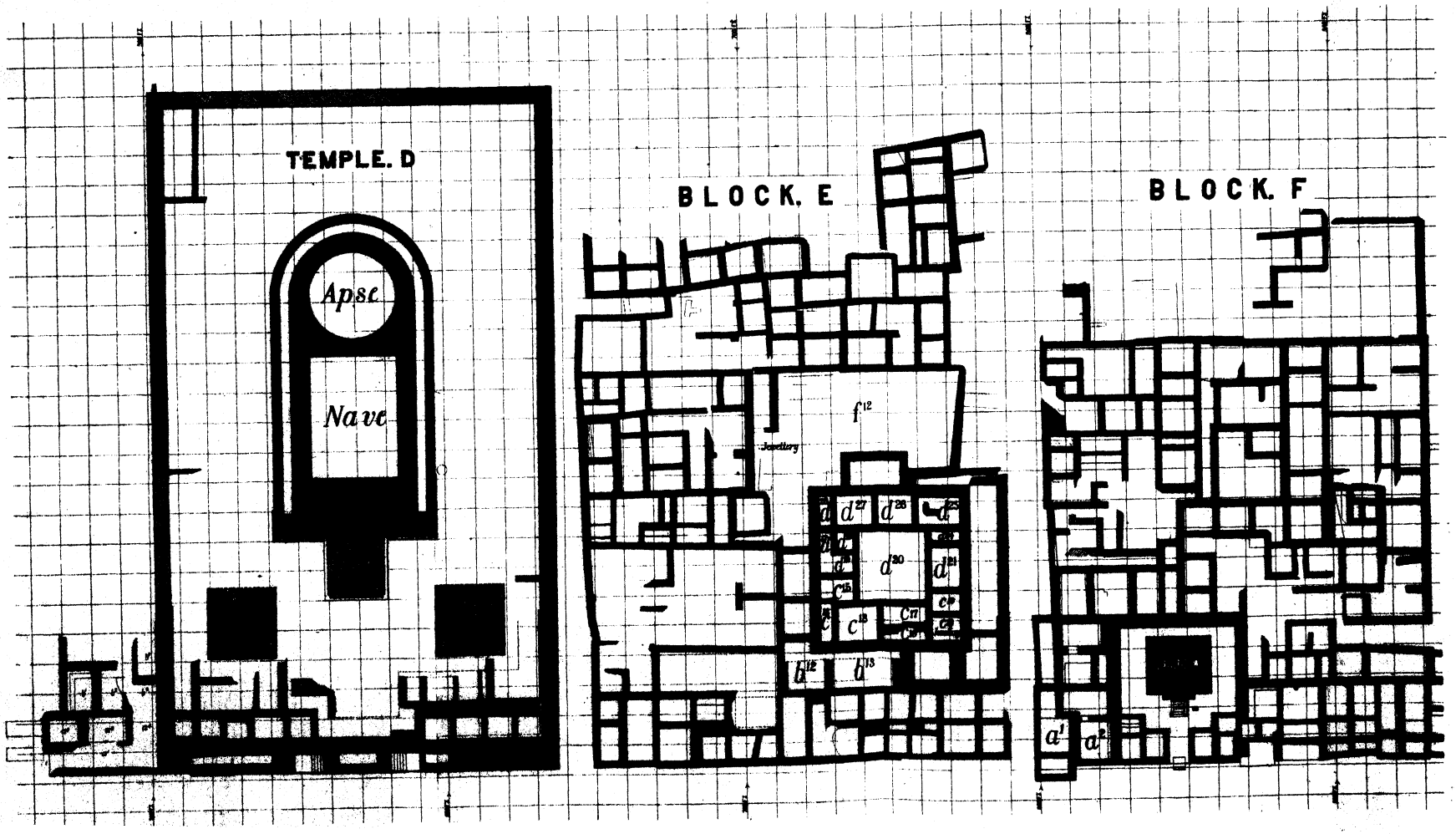
(a) SIRKAP. ARAMAIC INSCRIPTION.



(b) JAULIAN: STUPA CASKET.

چھوٹي چھوٹي قديم اشياء جو سرکپ سے برآمد ہوئين

سرکپ کے ان مکانون اور نيز دوسرے مکانون سے جو چھوٹي چھوٹي نادر اشياء برآمد ہوئي ہين وہ تعداد مين بہت زيادہ اور نوعيت مين بہت مختلف ہين - ايک کثير تعداد تو مختلف شکل اور جسامت کے مٹي کے برتنون کي ہي جن مين چراغ ، پاني پينے کے پيالے ، لوبان‌دان اور بڑے بڑے گھڑے شامل ہين جو تين سے چار فٹ تک اونچے ہين اور تيل ، اناج ، يا اسي قسم کي ديگر اشياء رکھنے کے کام آتے تھے - علاوہ ازين پختہ مٹي کي چھوٹي چھوٹي مورتين اور کھلونے ، پتھر کے پيالے ، ساغر ، اور منقش اور سادہ طشتريان ، اُھني ظروف اور ديگر اشياء جن مين پہاڑے ، کھلنے بند ہوجانيوالي کرسيان ، تپائيان ، گھوڑون کي لگامين ، قفلون کي ، کنجيان ، درانتيان ، تلوارين ، خنجر ، ڈھالون کے پہول ، اور تيرون کے پيکان شامل ہين ، کانسي اور تانبے کے پيالے ، چراغ ، ڈبيان ، عطر دانيان ، منقش گھنڈي‌دار سوئيان ، گھنٹيان اور انگوٹھيان ، اور مزيد برآن کئي ہزار سکے اور سونے چاندي کے بہت سے زيورات بھي سرکپ سے دستياب ہوئے ہين - ان تمام چيزون کا مفصل ذکر اس رہنماء کے احاطے سے باہر ہي ليکن چاندي اور


TEMPLE. D
Apse
Nave
BLOCK. E
BLOCK. F
Jewellery
f12
d27
d26
d20
d21
c15
c13
b12
b13
a1
a2



SIRKAP: FIGURE OF HARPOCRATES.

اس تصویر سے قریباً دو فٹ نیچے مٹي کا ایک گھڑا دستیاب ہوا جس کے منہہ پر ایک تھالی ڈھکي ہوئي تھي - یہ تھالی دو پتلے پتلے پترون کی بني ہوئي ہی ایک لوہے کا جو نیچے کي طرف ہی اور دوسرا چاندي کا جو اوپر کي جانب ہی اور دونون پترے چاندي کي میخون سے جڑے ہوئے ہین - کیا عجب ہی کہ اول اول اس تھالي سے کسي ڈھال کے پھول کا کام لیا جاتا ہو !

۲ — یونانی دیوتا ڈایونیسس (Dionysus) کا سر:— یہ سر چاندي کے پترے کا بنا ہوا ہی جس پر چہرے کے خط وخال ٹھپے کے ذریعے نمایان کئے گئے ہین - اور ایک ٹیک (۱) پر رکھا ہوا ہی - دیوتا کے سر پر بالون کی بجائي انگوري بیل لپٹي ہوئي ہی ' کان نوکدار ہین' دائین ہاتھہ مین شراب کا دو دستے والا ساغر اور سر کے پیچھے منحني عصا (thyrsus) ہی جس کے سرے پر گھنٹي لٹک رہي ہی - ٹیک کے پیش پر پھول اور کھجور کے پتے بنے ہین اور پچھلی طرف ایک خمدار چھجہ ہی جو اس غرض سے بنایا گیا تھا کہ اگر سر کو میز پر ترچھا رکھنا چاہین تو باسانی رکھہ سکین - طرز

---

(۱) تصویر مین ٹیک نہین دکھائي گئي -

ساخت کے لحاظ سے یہ سر بالکل یونانی اور اعلیٰ درجے کی صنعت کا نمونہ ھی (Plate I) -

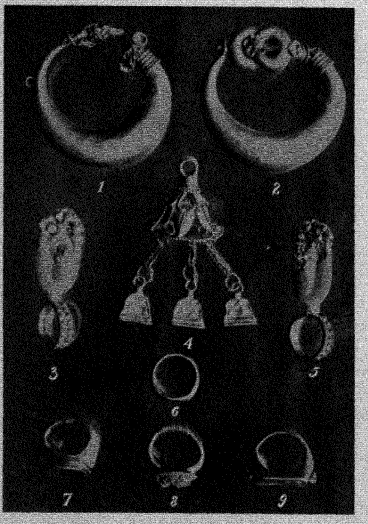
۳ — نقرئی چمچہ :— اس کے دستے کا سرا (بکری کے) کھر سے مشابہ ھی - باقی حصہ مخروطی شکل کا اور چمچے کی الٹی طرف جڑا ھوا ھی - دستے پر نیچے کی جانب موش دُم نمونے کا اُبھار ھی - طرز ساخت یونانی ھی بعینہ اسی قسم کے چمچے پامپیائی(۱) سے بھی دستیاب ھوئے ھیں (Plate XVI , 15) -

۴ — طلائی کنگنوں کے دو جوڑے :— (یہ کنگن درمیان سے پولی ھیں اور) انکے منہ سونے کے پتروں سے بند کئے گئے ھیں -

۵ — طلائی بالیوں کا ایک جوڑا :— انکے کنڈوں میں قبضے لگے ھوئے ھیں جو گھوڑے کے دوھرے نعل سے مشابہ ھیں - ھر قبضے پر ایک ایک تسمہ ، دو در پان اور ایک ایک پانچ پتیوں والا پھول بنا ھی - پانوں اور پھولوں میں مصنوعی جواھر جڑے ھوئے تھے جو اب ضائع ھو چکے ھیں - (Plate XVI, 1-2)

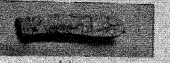
---

(۱) - Pompeii اٹلی کا قدیم شہر جو ایک کوہ آتش فشاں کے پھٹنے سے تباہ ھو گیا تھا - (مترجم)



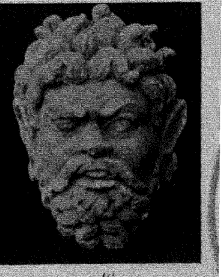












SIRKAP: JEWELLERY FROM HOUSE E AND OTHER OBJECTS.

۶ — در طلائي جھمکے :— ھر جھمکے مين ايک ايک چھلا اور آويزہ ھی - چھلون کے اوپر کي سطح منکرن اور دانون کي دوھري قطار سے مزين ھی - نيچے دندانےدار غنچہ نما آويزے لٹک رھے ھين - (Plate XVI, 3 and 5) -

۷ — پھول نما طلائي جھومر :— اسکے بالائي حصے مين چھہ لمبي لمبی پتيان ھين جنکي پشت پر دانےدار کمانيان لگي ھين اور اوپر کے سرون پر چھہ چھوٹے چھوٹے پان کي شکل کے پتے ھين جنمين سے ايک پتے پر مصنوعي يا اصلي جواھرات جڑے ھوئے ھين - بڑي پتيون کے نيچے ايک دانےدار چھلا لگا ھی جس مين زنجيرون کے ذريعے تين گھنٹيان آويزان ھين (Plate XVI, 4)

۸ — سونے کي انگشتري :— اس کي مہر کي جگہ مسطح ھی - اور اوس پر کھرروشٹي حروف مين الفاظ سَدَر لَسہ اور نندي پد يعني بيل کے کھر کا نشان کندہ ھين - (Plate XVI, 6)

۹ — سونے کي انگوٹھي جس کي مہر بيضوي ھی - مہر مين عقيق کا نگينہ جڑا ھوا ھی جسپر يوناني طرز

کے مطابق کارنو کوپیا (۱) اور ایک منقش برتن اور برچھے کی تصاویر بنی ہوئی ہیں - (Plate XVI, 7)

۱۰ — سونے کی انگوٹھی :— اس کی مہر بھی بیضوی ہی - مہر میں چاندی کا پترا جڑا ہوا ہی جس کے نقش و نگار ایسے مدھم ہو گئے ہیں کہ اونکا مطلب نکالنا ناممکن ہی - (Plate XVI, 8)

۱۱ — سونے کی انگوٹھی :— اس کی مہر مسطح ، مستطیل شکل کی ہی اور اوسکے دونوں طرف سونے کے چار چار موتی یا بوندیں ہیں - مہر میں سنگ لاجورد کا نگینہ جڑا ہوا ہی جس پر ایک سپاہی ہاتھ میں برچھا اور ڈھال لئے کھڑا ہی - اور سپاہی کے بائیں جانب قدیم براہمی رسم‌الخط میں ذیل کے الفاظ کندہ ہیں :—

. . . . سَمَنَا وِ سَہ

نقش و نگار کی طرز یونانی ہی (Plate XVI, 9)

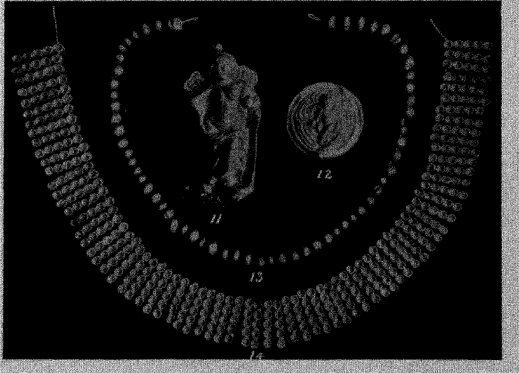
۱۲ — طلائی زنجیر جو چار دوہری زنجیروں کو

---

(۱) Cornucopia لاطینی علم‌الاصنام میں اوس بکری کے سینگ کا نام ہی جسنے مشتری (Jupiter) کو دودھ پلایا تھا - اس تصویر کے گرد عموماً بہت سے سنگارے بنائے جاتے ہیں جن سے افراط اور بہتات کا اظہار مقصود ہوتا ہی - (مترجم)



a



b

SIRKAP: JEWELLERY.

آپس میں گوندھہ کر بنائی گئی ہی - اس کے ایک سرے پر چھلا اور دوسرے سرے پر کنڈا ہی (Plate XVII, 8)

۱۳ — طلائی ہار کے چھہ ڈھولنے کی شکل کے لٹکن :— ان کے خول پر مختلف نمونے کے جالی کے کام کی آرائیش ہی جس میں نقلی فیروزے ' جیسوار اور دیگر قیمتی پتھر جڑے ہوئے ہیں - ہر لٹکن میں دو دو کنڈے لگے ہیں (Plate XVII, 7) -

۱۴ — جالی کے کام کے سات طلائی منکے :— انپر غالباً نقلی جواہر جڑے ہوئے تھے (Plate XVII, 6) -

۱۵ — طلائی مرکیوں کا جوڑا جنکے سروں پر تار لپٹے ہوئے ہیں (Plate XVII, 4-5) -

۱۶ — طلائی مرکی جسکی ساخت بہت بھدی ہی - (Plate XVII, 3)

۱۷ — بیضوی شکل کا طلائی تعویذ :— اسکے وسط میں جو قیمتی پتھر جڑا ہوا تھا وہ غایب ہو چکا ہی -

۱۸ — دو پہل دار طلائی بندے جنمیں یاقوت کے معدب نگینے جڑے ہوئے ہیں - یہ غالباً بالیوں میں پہننے کے لئے تھے (Plate XVII, 9) -

۱۹ — مخروطی شکل کے پولے طلائی آویزوں جوڑا (Plate XVII, 10) -

۲۰ — سانچہ پولے طلائی منکے :— یہ سب شکل میں مدور ہیں مگر جسامتیں مختلف ہیں (Plate XVII, 13) -

معلوم ہوتا ہی کہ اشیائے مذکورہ پہلی صدی قبل مسیح میں سپرد زمین کی گئی تھیں - لیکن اونمیں سے اکثر کی فرسودہ حالت سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ اس برتن میں رکھے جانیسے قبل بھی بہت عرصہ تک استعمال میں رہ چکی تھیں - کانسی کی مورت میرے خیال میں پہلی صدی قبل مسیح کی بنی ہوئی ہی - اور لاجورد والی انگوٹھی اور ڈایونیسس کا سر اوس سے ایک صدی قبل کے ہیں - آج تک ہندوستان میں جس قدر قدیم اشیاء برآمد ہوئی ہیں اونمیں ڈایونیسس کا یہ سر یونانی صنعت کا بہترین نمونہ ہی -

وسطي چوک کے شمالي حصے سے برآمد شدہ اشیاء

۲۱ — پردار آفرو ڈائٹي[۱] یا سائکے[۲] کي تصویر - یہ سونے کے پترے کي بني ہوئي ہي جسم کے اعضاء اور نقش و نگار ٹھپے کے ذریعے بنائے گئے ہین - (Plate XVII, 11)

۲۲ — گول طلائي تمغہ :— اسکے نقش بھي ٹھپے کے ذریعے بنائے گئے ہین - وسط مین پردار کیوپڈ[۳] رقص کر رہا ہی اور کیوپڈ کے گرد منحنی خط کھنچے ہوئے ہین - یہ اور تصویر نمبر ۲۱ دونون بہت بھدي ہین اور بظاہر اس طرح بني ہوئي معلوم ہوتي ہین کہ سونے کے پتلے پترون کو سانچون مین رکھکر اوپر سے ہتوڑي سے کوٹ لیا گیا ہی تاکہ تصویر کے خط و خال خوب واضح ہوجائین -

۲۳ — سنگ جیسنتھہ (jacinth) کے بیضوي شکل کے نرمحدب نگینے جو نیچے کي طرف سے خالي ہین

---

(۱) Aphrodite - یوناني علم‌الاصنام مین محبت کي دیوي (مترجم)

(۲) Psyche - روح انساني کو مجازاً ایک خوبصورت عورت بناکر ظاہر کرتے ہین جسپر عشق کا دیوتا فریفتہ ہی - (مترجم)

(۳) Cupid - عشق کا دیوتا (مترجم)

(یعني مسطح نہیں) - ان پر وکٹری[۱]، ایراس[۲]، انساني تصویرون کے اوپر کے نصف دھڑ، وغیرہ وغیرہ مختلف قسم کي شکلیں کھدي ہوئي ہیں -

۲۴ — عقیق کا ایک چپٹا دانہ :— اسپر بھي ایک نصف تصویر کھدي ہوئي ہی - یہ دانہ شکستہ ہی -

۲۵ — یاقوت کے تین محدّب دانے :— جو نقطے اور حرف کي شکل کے ہیں اور غالباً کسي چیز میں جڑے ہوئے تھے -

۲۶ — شیشے کے دو بیضوي نگینے :— انمیں سے ایک ہموار سطح کا ہی جس پر سبز، سفید، اور نیلے رنگ کے خط ہیں - اس کے نقش بہت مدھم ہیں - دوسرا محدب اور خاکستري رنگ کا ہی - اسکے نقش بھي مدھم ہیں اور وسط میں بال آگیا ہی -

۲۷ — طلائي ہار کے ۷۴ دانے :— بیچ میں سے پرلے ہیں - دونون سرون پر سوراخ ہیں تاکہ انمیں دھاگے پروئے جا سکیں (Plate XVII, 14) -

۲۸ — بلور اور نقلي فیروزے کے چند مختلف الاشکال محدب اور چپٹے ٹکڑے :— یہ ٹکڑے بمعہ ان نگینون کے

(۱) Victory - یونانیون کے ہاں فتح کي دیبي - (مترجم)
(۲) Eros - یوناني علم الاصنام میں محبت کا دیوتا -(مترجم)

جن کا ذکر اوپر آیا ھی کسي چیز مین جڑے ھوئے تھے -

۲۹ — نئے نمونون کے اکیس فقري سکّے :— یہ سکّے پارتھیائي بادشاھون مین سے سناسان ، سپید انیز اور سناوسترا کے اور کشائي بادشاہ کیڈ فائسیز ثانی کے عہد حکومت کے ھین -

شاھراہ کي مغربي جانب Block E کے بالمقابل جو سلسلہ مکانات ھی - اوسمین قابل ذکر عمارت وہ ستوپہ ھی جو جنوب مشرقي گوشے مین واقع ھی - اسمین داخل ھونے کے لئے مشرقي جانب سات سات سیڑھیون کا دوھرا زینہ بنا ھی جسکي پیش کي چنائي مین مربع کنجور لگے ھوئے ھین - اس ستوپے کي کرسي پتھر کي بھاري بھاري دیوارون سے بني ھوئي ھی جو کرسي کے وسط مین آکر مل جاتي ھین اور جن کے درمیاني فاصلون مین ملبہ بھرا ھوا تھا - اس عمارت کے عین وسط مین کھدائي کرنیسے سطح زمین سے سات آٹھ فٹ گہرائي پر ایک مربع کمرہ برآمد ھوا مگر افسوس ھی کہ اس کے تبرکات پہلے ھي کسي نے کمرے کو کھودکر نکال لئے تھے -

محرابی مندر D

ستوپۂ مذکور سے اور آگے شمال کی شاہراہ کی شرقی جانب اہل بودھہ کا ایک عظیم‌الشان محرابی (۱) مندر ہی جس کا سطحی نقشہ (Plate XIV) پر دیا ہوا ہی - یہ مندر ایک مستطیل شکل کے وسیع چوک میں واقع ہی اور اسکا رُوکار مغرب کی جانب ہی - مندر کے دروازے کے پہلوؤں پر دو بلند چبوترے اور احاطے کی مغربی دیوار کے ساتھہ بھکشوؤں کے رہنے کے لئے حجرے بنے ہوئے تھے - موجودہ مندر سیتھی یا پارتھیائی عہد کی کسی قدیم عمارت کے کھنڈرات پر قائم ہی - چنانچہ اسکی تعمیر کے وقت اون قدیم کھنڈرات کو ملبے سے بھرکر ایک بلند چبوترہ بنا لیا گیا جس کے مغربی جانب ایک دوہرا زینہ مہیا کیا گیا - اس چبوترے کے بنانے سے دو فائدے مدنظر تھے - ایک تو یہ کہ صحن کی سطح ہموار ہوجائیگی اور دوسری یہ کہ مندر بھی دیکھنے میں زیادہ شاندار نظر آئیگا - چوک میں داخل ہوتے ہی دائیں اور بائیں جانب جو دو چبوترے (C^1 و C^2) ہیں وہ در اصل

---

(۱) Apsidal - ایسی عمارت جس کے ایک ضلع کی دیوار ہلالی یا کثیر الزوایا ہو (مترجم)

هو چھوٹے چھوٹے ستونوں کی کرسیاں ہیں جنکے ملبے میں سے بہت سے چونے اور پختہ مٹی کے بنے ہوئے سر اور اور بہت سے آرائشی اجزائے عمارتی دستیاب ہوئے جن سے کسی زمانہ میں یہ ستونے مزین تھے - ان میں سے ایک سر جسکے خط و خال عجیب و غریب ہیں (Plate XVI, 16) میں دکھایا گیا ہی - اسکے بڑے بڑے نکیلے کانوں سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ سرکسی یونانی ساتیرا کا ہی -

ان چونے اور مٹی کے سروں کی وقعت اس لئے اور بھی زیادہ ہوجاتی ہی کہ ہم ان کی ساخت کے زمانے کی قریب قریب یقینی طور پر تعیین کرسکتے ہیں - مذکورہ بالا چوک کے ملبے میں ' نیز اون صحنوں میں سے جو اسی سلسلے میں دوسری جگہ واقع ہیں ' بے شمار سکے بھی دستیاب ہوئے ہیں اور باستثنائے چند قدیم سکوں کے جو اونکے ساتھہ پائے گئے یہ سب سکے یا تو کجولا کیڈ فائسیز کے عہد حکومت کے ہیں یا ہرمائیس کے زمانے کے - ان سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ یہ عمارت پہلی صدی عیسوی کے آخری حصے ہی میں برباد ہونی شروع ہوگئی تھی -

(۱) - Satyr - جنگل یا نباتات کا دیوتا جس کا نصف بدن انسان سے اور نصف بکری سے ملتا ہی (مترجم)

صحن کے وسط میں عظیم‌الشان محرابی مندر بنا ہی جس کو اونچی طرح کرسی دے کر سطح صحن سے بلند کیا ہی جس طرح صحن کو سطح بازار سے اونچا کیا تھا - مندر کے وسط میں ایک وسیع مستطیل کمرہ (nave) (۱) ' اوس کے سامنے ڈیوڑھی اور پیچھے ایک مدور کمرہ (apse) ہی اور تمام عمارت کے گرد پردکھشنا ہی جس میں سامنے کی ڈیوڑھی سے داخل ہوتے تھے - بحیثیت مجموعی مندر کا نقشہ بالکل اونچی قسم کا ہی جیسا کہ کوہ برابر (ضلع گیا - صوبہ بہار) میں غار سداما کا - اگر کچھہ فرق ہی تو یہ کہ غار سداما میں ڈیوڑھی اور پردکھشنا نہیں بنائے گئے - مدور کمرے کا قطر ۲۹ فٹ ہی اور ابتداءً اس کے وسط میں ضرور کوئی ستوپہ بنا ہوگا جسکو کسی سابق متلاشئی خزانہ نے بالکل تباہ اور برباد کردیا - اس کی بنیادیں خلاف معمول سطح فرش سے ۲۲ فٹ نیچے سے اٹھائی

(۱) جنرل کننگھم کو اس وسطی کمرے سے سوختہ مٹی کی ایک غیر معمولی قد و قامت کی ' تصویر کے اجزا دستیاب ہوئے تھے - گول کمرے کو میجر کراکرافٹ نے کننگھم سے پہلے ہی کھدوالیا تھا - اور کننگھم نے اس کمرے کو کوئاں ' حوض یا تہ خانہ خیال کیا - دیکھو کننگھم سروے رپورٹ جلد ۲ صفحات ۱۴۸ - ۱۴۷ و جلد ۵ صفحہ ۷۴ -

گئي هين ، جس کے بظاهر دو سبب معلوم هوتے هين - ایک تو یه که بالائی عمارت بے اندازه وزني تهی اور دوم یه که خالص اچهوتی زمین پر قائم کرنے کي غرض سے بنیادون کو قدیم عمارات کے افتاده ملبے کے نیچے تک لیجانا ضروري تها (۱) -

قدیم فرش کي سطح کے نزدیک دیوارون مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک سیدها افقی شگاف تها جو اب مٹي سے بهر گیا هی - مندر کي تعمیر کے وقت اس شگاف مین چوبي شهتیر رکهے گئے تهے جو اب ضائع هوچکے هین (۲) -

مندر کی اونچائي کا صحیح صحیح اندازه لگانا تو ناممکن هی لیکن غالب گمان یه هی که وسطي

---

(۱) جنرل کننگهم کا بیان هی که گول کمره کوڑے کرکٹ سے بهرا هوا تها اور میجر کراکرافٹ کو ۱۸ فٹ کي گهرائی پر پتهرون کا ایک پخته فرش ملا تها - آگے چل کر جنرل مذکور کهتا هی که گول کمرے کي دیوارون پر (غالباً حصص زیر زمین سے مراد هی) چونے کے پلستر کے نشانات موجود تهے - پهلا بیان یقیناً غلط اور ویسا هي نا درست هی جیسا که عمارت کا وه نقشه جو اوس کي رپورٹ جلد ۵ مین پلیٹ ۱۹ پر دیا هوا هی یا اوس کا یه بیان که وسطي کمره گول کمرے کے مشرقي جانب واقع هی -

(۲) اب اس شگاف مین چوکور ترشے هوئے پتهرون کا ایک ردہ لگا دیا گیا هی (مترجم)

اور گول کمرون مین مغربی دروازے سے ' یا اوس کے اوپر ایک کھڑکي کے ذریعے سے ' روشني پہنچائي جاتي هوگي اور پردکھشنا کے لئے بیرونی دیوار مین کھڑکیان لگاکر- (مندر جنڈیال مین بھی ' جس کا ذکر آگے آئیگا ' بعینہ یہي طریقہ اختیار کیا گیا تھا) - لکڑی کے تکڑون ' اور بے شمار آهني میخون ' زنجیرون اور پتیون وغیرہ سے جو ملبے مین ملي هین ' ظاهر هوتا هی که مندر کی چھت لکڑي کي بني هوئي تھي - اگر وہ چھت مسطح تھي تو ضرور هی که اوس پر مٹّي بچھائی گئي هو- اور اگر ڈھلوان نھي تو ممکن هی که اوس کے اوپر دھات کي چادرون کے تکڑے لگادئے گئے هون کیونکه مٹّي کا کوئي کھپرا اس عمارت سے بر آمد نہین هوا -

ستوپہ واقع صحن (A)

محرابي مندر اور شہر کي شمالي فصیل کے مابین جو عمارات واقع هین اون مین ' سواے ایک وسیع صحن کے جو شاهراہ کي مشرقي جانب هی اور جس کے وسط مین ایک مربع ستوپہ بنا هوا هی ' اور کوئي عمارت اس قابل نہین که اوس کا ذکر خاص طور پر کیا جاے - جن صحنون کا ذکر پہلے آچکا هی اونکي نسبت یہ صحن بہت وسیع هی اور خلاف معمول اس کے چارون پہلوؤن پر رهائشي حجرے بھي بنے هوے هین - اس اختلاف کي وجہ بظاهر

یہ معلوم ہوتی ہی کہ یہ ستوپہ تو عام لوگوں کی عبادت کے لئے وقف تہا - اور جن ستوپوں کا ذکر پہلے آچکا ہی وہ خاص خاص اشخاص کے لئے مخصوص تہے - اس ستوپے کے تبرکات تو پہلے ہی غائب ہوچکے تہے لیکن " تبرکات کے خانے " سے دیگر اشیاء کے علاوہ بلور کے چند شکستہ ٹکڑے بہی برآمد ہوے جو بلا شبہہ بلور کی ایک نہایت خوشنما صندوقچی کے اجزا ہین اور جنکی خوبصورت طرز ساخت سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ صندوقچی عہد موریا کی یادگار ہوگی - اس وقت جو ٹکڑے دستیاب ہوے ہین ان سے پایا جاتا ہی کہ اپنی درست حالت مین یہ صندوقچی اس قدر بڑی تہی کہ اس ستوپے کے تبرکات کے خانے مین اس کا داخل ہونا ناممکن تہا - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ صندوقچی مذکور اپنی موجودہ شکستہ حالت ہی مین ستوپے کے اندر رکہی گئی تہی اور غالباً جو " آثار " اس ستوپے مین دفن کئے گئے وہ بہی کسی قدیم عمارت سے لئے گئے ہونگے - لیکن چونکہ بلور کی صندوقچی ' جس مین وہ " آثار " رکہے تہے ' ٹوٹ گئی تہی - اس لئے اوس کے شکستہ ٹکڑون ہی کو بہ احتیاط تمام محفوظ کرلیا گیا - اس قسم کے ٹکڑون کا تبرکات کے ساتہہ تعلق رکہنا

هی اُنہیں خاص عظمت و عزت کا مستحق کردیتا هی - چنانچہ دورنا برهمن کے قصے سے یہ بات خوب واضح هوجاتی هی - کیونکہ جب بدھہ کی سرخذہ نعش کے "آثار" تقسیم کئے گئے تو دورنا کے حصے میں صرف وہ برتن آیا تھا جس میں ملائی لوگوں نے "آثار" مذکور رکھے تھے - علاوہ ازیں سانچی ' سارناتھہ اور دیگر قدیم مقامات سے بھی ایسے شکستہ برتن برآمد هوے هیں جن سے اس خیال کی بخوبی تصدیق هوتی هی -

دروازہ شہر

سرکپ کے شمالی دروازے اور اوس کے استحکامات کی کھدائی مکمل هوجانے کے بعد غالباً یہ عمارت بھی ویسی هی دلچسپ ثابت هوگی جیسی اس شہر کی دیگر مشہور عمارات - خصوصاً اس لئے کہ ایک قدیم شہر کا دروازہ ' شمال مغربی هندوستان میں پہلی مرتبہ آشکار هوگا - سر دست جس قدر کھدائی هوچکی هی وہ ابھی اوس حد تک نہیں پہنچی کہ اوس سے ان استحکامات کے نقشے کا صحیح اندازہ لگایا جاسکے - تاهم اس قدر تو عیاں هی کہ بڑے دروازے کے سامنے بیرونی جانب ایک پردے کی دیوار تھی - جس میں دروازے کے صحن سے کچھہ هٹ کر ایک دوسرا دروازہ بنایا

گیا تھا - بڑے دروازے کے مغرب میں ' فصیل کی اندرونی جانب ' چند مستحکم کمرے ہیں جن میں شاید محافظ دستۂ فوج رہتا تھا - ان کمروں کے بالمقابل ' پرانی شاہراہ کی مشرقی جانب ایک دمدمے کے بقیات ہیں جس کے ذریعہ محافظین شہر فصیل پر چڑھ سکتے تھے - دروازے کے عین اندر اور باہر سطح زمین ڈھلوان تھی - اور جوں جوں اندرون شہر کی سطح زمین اونچی ہوتی گئی دروازے کی اندرونی زمین کی سطح بھی زیادہ ڈھلوان ہوتی چلی گئی - اس طرح شہر کا پانی نکالنے کے لئے ایک گہرا نالہ بنانے کی ضرورت پیش آئی - دروازے کے ضمن میں دلچسپی کی ایک اور بات یہ ہی کہ مشرق کی طرف فصیل کے بالکل قریب ایک کنواں بنا ہوا ہی جہاں شہر میں داخل ہونے والے مسافر دم لیتے اور حسب ضرورت پانی حاصل کرسکتے تھے -

باب ۷

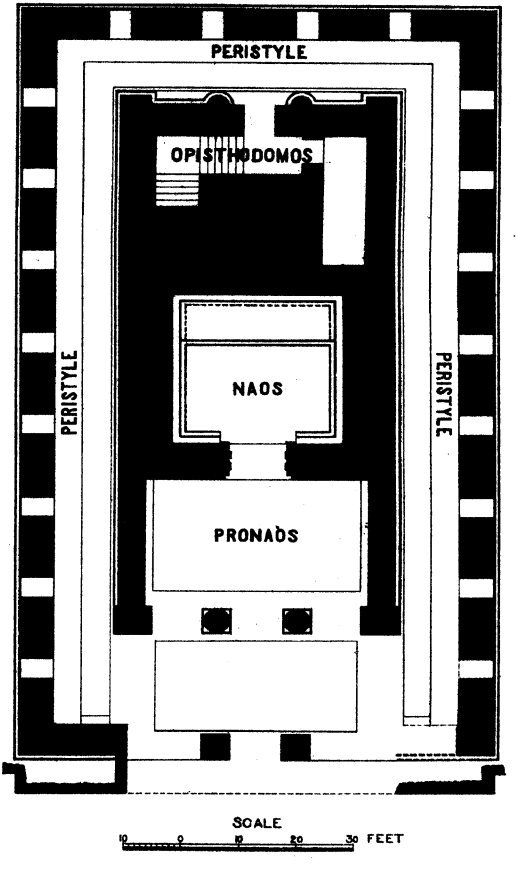
جنڈیال

مندر

سرکپ سے ٹھیک شمال کی طرف چل کر ہم اوس نواح شہر میں سے ہوتے ہوئے جو کچا کوٹ کے نام سے مشہور ہی، جنڈیال کے دو اونچی اونچی ٹیلوں پر پہنچتے ہیں جن کے درمیان سے غالباً حسن ابدال اور پشاور کو جانیوالی قدیم سڑک گذرتی تھی - انمیں سے مشرقی ٹیلہ جنرل کننگھم کے وقت میں ملحقہ کھیتوں سے قریباً ۴۵ فٹ بلند تھا - سنہ ۶۴ - ۱۸۶۳ع میں جنرل مذکور نے اس ٹیلے میں سرسری کھدائی کی اور سطح زمین سے سات یا آٹھ فٹ کی گہرائی پر ایک وسیع عمارت کی چند دیواریں دریافت کیں - اس عمارت کی نسبت اونہے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ کسی زمانے میں مندر کا کام دیتی تھی - اتفاق کی بات ہی کہ جنرل کننگھم کا یہ خیال، کہ اس ٹیلے کے نیچے کسی مندر کے آثار دبے ہوئے ہیں، بالکل صحیح نکلا - لیکن جو دیواریں (۱) اونہے نے

(۱) یہ دیواریں بہت شکستہ تھیں - اور کھدائی کا کام زیریں عمارت تک پہنچانے کے لئے ضروری تھا کہ اون کو توڑ کر بالکل نکلوا دیا جاے -

JANDIAL TEMPLE: PLAN.



خود ملبے مٹی کے اندر سے نکلوائی تھیں وہ عہد وسطی کی ایک عمارت سے تعلق رکھتی تھیں - اور قدیم مندر کے آثار ان دیواروں سے بھی آٹھ یا نو فٹ نیچے جاکر آشکار ہوے -

یہ مندر ایک مصنوعی ٹیلے پر ' جو آس پاس کی زمین سے ۲۵ فٹ بلند ہی ' شہر سرکپ کے شمالی دروازے کے ٹھیک سامنے واقع ہی اور اس طرح اس کا محل وقوع نہایت با موقعہ اور دلکش ہی ارس نکاس کو شامل کرکے جو ڈیوڑھی کے سامنے ہی پچھلی دیوار تک مندر کا طول ۱۵۸ فٹ ہی - لیکن اگر ستونوں کے سلسلے (یعنی کھڑکیوں والی دیوار) کو جو اس کے چاروں طرف قائم ہی نکال دیا جائے تو سو ۱۰۰ فٹ سے کچھ ہی اوپر رہ جاتا ہی - اس وقت تک جتنے مندر ہندوستان میں دریافت ہوئے ہیں ان سب سے اس مندر کا نقشہ الگ اور بالکل مختلف ' مگر یونان کے قدیم مندر سے غیر معمولی مشابہت رکھتا ہی (ملاحظہ ہو نقشہ Plate XVIII)- یونان کے معمولی ستون‌دار مندروں میں عموماً چاروں طرف ستونوں کا سلسلہ (peristyle) ' سامنے پیش

ڈیوڑھی (pronaos) اور عبادت گاہ (naos) اور پس پشت ایک عقبي ڈیوڑي (opisthodomos,) هوا کرتي هی - اهل روما اس عقبي ڈیوڑهي کو پوسٹیکم (posticum) کہتے تھے - بعض مندرن میں مثلاً مندر پارتھینان واقعهٔ شہر ایتھنز (۱) یا مندر آرٹیمس واقعه ایفیسس (۲) میں عبادت گاہ اور عقبي ڈیوڑهي کے درمیان ایک زائد کمرہ بھي هی - اور مندر " پارتھینان " میں اس کمرے کا نام پارتھینان یعني " دوشیزہ دیبي ایتھیني کا کمرہ " هي - جنڈیال کے اس مندر کا نقشہ بھي هو بہو مذکورہ بالا مندرون کے مطابق هی اور اگر کچھہ فرق هی تو صرف یہ کہ اس کے تین طرف ستونون کے سلسلے کي بجاے ایک پختہ دیوار هی جس میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بڑي بڑي کھڑکیاں بني هوئي هیں جنکے ذریعے وافر روشني پردکھشنا میں پہنچتي تھي - مندر کے دروازے پر ' جو جنوبي جانب هی ' یوناني طرز کے دو ستونون کے بقیات نظر آتے هیں جن کے دو طرف ایک ایک مربع نیم ستون

---

(۱) The Parthenon at Athens.
(۲) The Temple of Artemis at Ephesus.

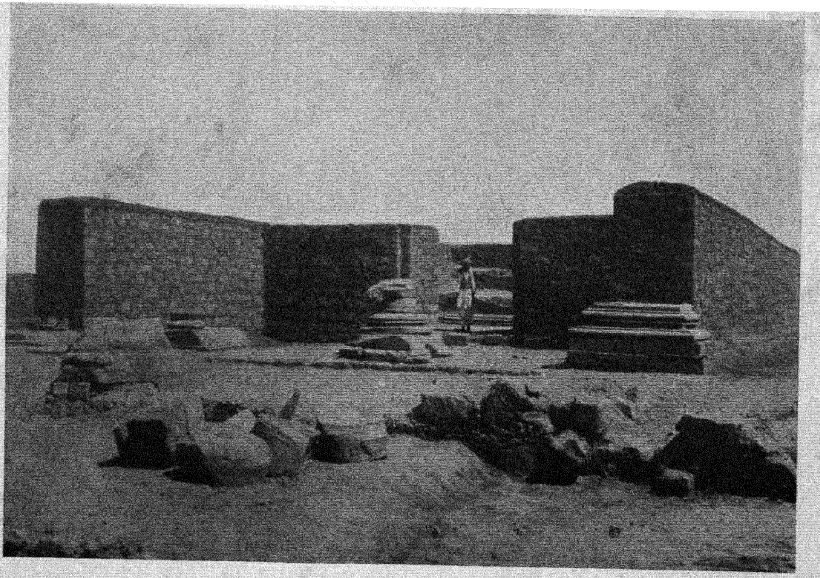
تھا (۱) - ان ستونوں اور نیم ستونوں پر دروازے کی بالائی کڑیوں کے سرے قائم تھے - ستونوں کے جنوب میں ایک فراخ ڈیوڑھی ہی جس کی دوسری طرف ان کھمبوں کے جواب میں اسی قسم کے دو اور ستون اسی طریقے سے (یعنی دو نیم ستونوں کے درمیان) قائم ہیں - اسکے بعد یونانی مندروں کی طرح ، پیش ڈیوڑھی آتی ہی جہاں سے ایک فراخ دروازے کے ذریعے عبادتگاہ میں داخل ہوتے ہیں - مندر کی پشت کی جانب ایک اور کمرہ ہی جسے عقبی ڈیوڑھی سمجھنا چاہئے - اس مندر اور یونانی مندر کے نقشے میں جو اصولی فرق ہی وہ یہ ہی کہ عقبی ڈیوڑھی اور عبادتگاہ کے درمیان جو ایک زائد کمرہ یونانی مندروں میں ہوتا ہی اوس کی بجاے اس مندر میں ٹھوس چنائی کردی گئی ہی

---

(۱) ان سے ذرا چھوٹے مگر اسی طرز کے یونانی ستون جنرل کننگھم کو بھی موضع موجودہ ملہاران کے قریب ایک بودھ عمارت کے ملبے میں ملے تھے - دیکھو کننگھم سروے رپورٹ جلد ۵ ص ۹۹ اور تصاویر پلیٹ ۱۷ و ۱۸ -

جسکی بنیادیں فرش مندر سے بیس فٹ سے بھی زیادہ نیچے چلی گئی ہیں - ان بنیادوں کی گہرائی سے ہم بآسانی یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ انکے اوپر جو عمارت تعمیر کی گئی تھی وہ بہت وزنی ' مندر کے دیگر حصص سے بہت زیادہ بلند ' اور غالباً ایک مینار کی صورت میں تھی - اس مینار پر چڑھنے کے لئے فراخ زینے بنائے گئے تھے جو عقبی ڈیوڑھی سے شروع ہوکر مندر کے پہلوؤں کے متوازی چلے جاتے تھے - ان میں سے دو زینے اس وقت تک موجود ہیں اور کم ازکم تین زینے اونکے اوپر اور تھے - یہ زینے جوں جوں اوپر چڑھتے ' چوڑائی میں کم ہوتے جاتے تھے - مینار کی بلندی غالباً چالیس فٹ کے قریب تھی -

اس مندر کی چنائی کنجور اور چونے کے پتھر کی ہی - دیوارون پر ابتداً چونے کا پلستر کیا ہوا تھا جس کے بقیات اس وقت بھی کہیں کہیں نظر آتے ہیں لیکن آیونی نمونے کے ستون اور نیم ستون ریتیلے پتھر کے ہیں - اور اونکی کرسیاں ' عمود اور پرکالے تین علیحدہ علیحدہ ٹکڑوں میں بنے ہوئے اور ایک دوسرے کے ساتھہ اوسی پتھر کے چوکور ٹکڑوں کے ذریعے جڑے ہوئے تھے جو اونکے وسط میں لگائے گئے تھے -



VIEW OF JANDIAL TEMPLE.

PLATE XIX.

بعینہ یہی طریقہ یوناني عمارات مین بھي رائج تھا (دیکھو Plate XIX) - علاوہ ازین یوناني مندرون مین عام طور پر ستونون کے مختلف حصون کي مسطح سطحون کو گھس گھس کر نہایت صفائي کے ساتھہ وصل کیا کرتے اور معلوم ہوتا ہی کہ مندر جنڈیال مین بھي ستونون کي ساخت مین یہي طریقہ اختیار کیا گیا یعني مختلف تکڑون کي چپٹي سطح کو وسط مین سے قدرے مجوف تراش کر اور سرون پر چارون طرف کسي قدر ابھرا ہوا کنارہ چھوڑ کر بعد مین اوس کو گھس لیا گیا - ان ستونون کي کرسیون کے حاشئے اپني وضع قطع مین کچھہ ایسے نازک نہین لیکن ان کے پرکالے جنپر "برگ و پیکان" اور "منکے اور گٹي" کے نمونون کي منبت کاري ہی خاصے خوشنما ہین - بعض ستونون اور نیم ستونون کي کرسیون مین (غالباً زازلون کے باعث) قدیم زمانے ہي مین درزین پڑگئي تھین جن کي مرمت بعد مین اس طرح کي گئي کہ درزون کے قریب پتھرون کے

خستہ پہلوؤں کو کاٹ کر مسطح اور سیدھا بنالیا اور حسب ضرورت نئے ٹکڑے لگاکر سب کو آہنی میخوں کے ذریعے جوڑ دیا -

عبادت گاہ کی دیواروں کی اندرونی جانب سطح فرش کے قریب دیواروں کے نچلے حصے پر "گولے اور غلطے" کی آرایش ہی - اور شمالی دیوار پر اس آرایش کی موجودگی سے ظاہر ہوتا ہی کہ اس دیوار کے ساتھہ جو ۳½ فٹ اونچا چبوترہ بنا ہی وہ بعد میں ایزاد کیا گیا تھا - وہ دروازہ جس کے ذریعے پیش ڈیوڑھی سے عبادت گاہ میں داخل ہوتے ہیں اوسمیں غالباً لکڑی کے کواڑ لگے تھے جن کو لوہے کی پتیوں کے ذریعے مستحکم کیا گیا تھا - چنانچہ ان پتیوں کے بہت سے ٹکڑے اوس سوختہ ملبے کے اندر سے برآمد ہوئے ہیں جو فرش پر بکھرا پڑا تھا -

اب رہی اس مندر کی بالائی عمارت ' سو اوسکے افریز اور کارنس وغیرہ سب لکڑی کے اور بلا شبہ اہل یونان کی آیونی طرز پر بنائے گئے تھے تاکہ آیونی نمونے کے کھمبوں ' نیم ستونوں اور دیواروں کی آرایش سے مطابقت کھاسکیں - چھت بھی لکڑی ہی کی تھی لیکن یونانی مندروں کی چھتوں کی طرح ڈھلوان نہ تھی - اسلئے کہ اگر ڈھلوان ہوتی تو غالباً

اوسکے اوپر کھپریل ڈالي جاتي (۱) اور اوس صورت مین دو چار کھپرے تو ضرور هي افتادہ ملتے مین سے دستیاب هوتے - حالانکہ فرش مندر پر اسي قسم کي چیزون کا نشان تک نہین پایا گیا - بخلاف اس کے بہت سي لمبي لمبي آهلي میخین اور دروازون کے قبضے اور لکڑي کے جلے هوئے شہتیر ملبہ مین سے برآمد هوئے هین اور فرش پر ملے کي مٹّي کي ایک موٹّي تہ بھي ملي هی - جس مین دیوارون کے پلستر کے بڑے بڑے ٹکڑے اور کوئلے ملے هوئے هین - ان امور کي بنا پر هم اس نتیجہ پر پہنچتے هین کہ اوس مینار کو چھوڑ کر جو عمارت کے وسط مین بنا تھا مندر کي باقي چھت اکثر ایشیائي عمارات کي طرح مسطح اور هموار تھي - جس کي کڑیون کے اوپر (تختے اور اون کے اوپر) مٹّي کي صرف پانچ چھہ انچ موٹّي تہ جمادي گئي تھي -

وثوق کے ساتھہ یہ کہنا بہت مشکل هی کہ یہ بے نظیر مندر کس مذهب کي عبادت کے لئے وقف تھا - اهل بودھہ سے تو کم از کم اس کا کوئي واسطہ نہ تھا اس لئے کہ نہ تو اس کے

(۱) یہ بھي ممکن هی - کہ چھت پر تانبے یا پیتل کي چادرون کے ٹکڑے استعمال کئے گئے هون لیکن ادھہ جلي مٹّي کي موٹّي تہ جو فرش پر ملي هی اس خیال کي تردید کرتي هی -

اندر بدھ مذہب کي کوئي مورتي ملي اور نہ اس کے ملبے مين سے کسي قسم کے "آثار" هي برآمد هوئے - علاوہ ازين اس کي غير معمولي ساخت بهي اهل بودھ کے تمام معلومہ مندر کے نقشون سے بالکل مختلف هی - اور انهي وجوہ کي بنا پر همين اس مندر کے برهمني يا جيني مذهب سے تعلق رکھنے کا خيال بهي رد کرنا پڑيگا - برخلاف اس کے ' عمارت کے وسط مين اور عبادت گاہ کے عين پس پشت ' ايک عاليشان مينار کي موجودگي بہت معني خيز هی - اور ميرا ذاتي خيال يہ هی کہ يہ مينارہ اصل مين "زگرت" تها جو اهرام کي طرح مخروطي شکل کا اور عراق کے زگرتون کي طرح بلند تها - پس اس مينار کي موجودگي ' اور تصويرون کي قطعي عدم موجودگي ' کو مدنظر رکھتے هوئے مين اس نتيجہ پر پهنچا هون کہ يہ مندر آتش پرستون کے مذهب سے تعلق رکھتا تها - اس مينار کي چوٹي پر بيٹھ کر وہ لوگ چاند ' سورج اور ان تمام اشيا کي پرستش کيا کرتے جو اونکے خيالات کو آئين قدرت کي طرف متوجہ کرسکتي تهين - اندروني عبادتگاہ مين آگ کي متبرک قربانگاہ تهي اور اوسکے پهلو مين ايک چبوترہ تها جهان

کھڑے ہوکر پجاري ارس مین ایندھن ڈالا کرتے (۱) -
همین معلوم هی که شامي زکرّت کے نقشے سے
اهل فارس بخوبي آشنا تھے - پس اس سے زیادہ
قرین قیاس اور کیا بات هوسکتي هی که اونهون نے
اپنے آتشي منادر کے لئے ارس زکرّت کا نقشه اختیار کرلیا
هو - فیروز آباد (واقعه ایران) مین جو زکرتي مینار هی
اوس کي نسبت بهت سے محققین کا خیال هی
که وہ در حقیقت آتشین قربانگاہ تھي - مزید برآن
میرے دعوے کي تائید مین یه امر بهي فراموش
نه هونا چاهئے که یه منذر نوراني پارتهیائي عهد مین

---

(۱) اس ضمن مین مشهور پارسي فاضل ڈاکٹر جے - جے -
مودي کا وہ مضمون ملاحظه هو - جو اخبار ٹائمز آف انڈیا مورخه
۱۲ اگست سنه ۱۹۱۵ع مین نکلا تھا - اول اول میرا خیال تھا
که آتشین قربانگاہ زکرّت کي چوٹي پر واقع تھي اس لئے
که اخمنني زمانے مین اهل فارس کے آتشکدے اونچے اونچے
مقامات پر بنائے جاتے تھے - لیکن ڈاکٹر مودي کو اس مین
کلام هی که ٹیکسله مین ' جس کے مضافات مین مختلف
مذاهب کے لوگ آباد تھے ' آتشین قربانگاہ ایسي بلند جگهه بنائي
گئي هو جهان سب کي نظر اس پر پڑ سکتي -

اوس وقت تعمیر هوا تها جبکه ٹیکسلہ (۱) مین زرتشتیون کو بڑا غلبه حاصل تها

بهت ممکن هی که عمارت زیر بحث وهی مندر هو جسکا ذکر فلوسٹریٹس نے اپنی کتاب "لائف آف اپولونیس" مین کیا هی اور جهان وہ خود اور اوس کا هم سفر ڈیمس شہر مین داخل هونے کے لئے شاهی اجازت کے انتظار مین ٹهیرے تهے - فلوسٹریٹس کا بیان هی که "هم نے فصیل شہر کے بالمقابل سنگهه کی طرح کے پتهر کا ایک وسیع مندر دیکها جس کا طول سو ۱۰۰ فٹ کے قریب تها - اور اوس کے ارد گرد ستونون کے سلسلے اور اندر ایک استهان تها جو نسبتہً بهت چهوٹا مگر بحیثیت مجموعی قابل تعریف تها کیونکه اوسکی هر ایک دیوار کے سانهه پیتل کی تختیان میخون کے ذریعے جڑی هوئی تهین جنپر پورس اور سکندر اعظم کے کارنامون کی تصویریں کنده تهین" مذکورہ بالا

(۱) جو زمانه اس مندر کی تعمیر کے لئے معین کیا گیا هی وہ اس کی طرز تعمیر سے ظاهر هوتا هی - علاوہ ازین اسکی تائید اهل بودهه کے مندر واقعه موهرا ملہاران سے بهی هوتی هی جهان سے جنرل کننگهم کو ایک عمارت کی بنیاد کے قریب عهد ایزز کے بارہ سکے ملے تهے -

بیان میں جو الفاظ " فصیل شہر کے بالمقابل " واقع ہوئے ہیں اُن سے مندر جنڈیال کی جائے وقوع بالکل واضح ہوجاتی ہی کیونکہ شمال کی طرف سے ٹیکسلہ آنے والے مسافروں کو قدرتاً شہر کے شمالی دروازے کے باہر انتظار کرنا پڑتا تھا - اندرونی عبادت گاہ یعنی استھان کا غیر متناسب طریق پر چھوٹا ہونا بھی معنی خیز ہی اس لئے کہ مندر جنڈیال کی یہ ایک نرالی خصوصیت ہی - علاوہ ازیں اگرچہ مندر کا طول سو ۱۰۰ فٹ سے کہیں زیادہ ہی لیکن اگر ستونوں کے سلسلے کو نکال دیا جائے تو سو ۱۰۰ فٹ کے قریب ہی رہ جاتا ہی - کونی بیئر (Conybeare) اور دیگر مولفین نے جن یونانی الفاظ کا ترجمہ " سنگ ساق " کیا ہی میرے خیال میں اُن کا ترجمہ یوں ہونا چاہئے " پتھر جو پر چونے کا پلستر کیا ہوا ہی " - یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان میں چونا بنانے کے لئے سیپ ' گھونگے وغیرہ کا استعمال قدیم الایام سے ہوتا رہا ہی -

ٹیلہ (B) کا ستوپہ اور خانقاہ

دوسرا ٹیلہ ' مندر جنڈیال والے ٹیلے سے ذرا مغرب کی طرف واقع ہی - اس پر ایک موٹی موٹی دیواروں والی اور بہت بڑی عمارت کے آثار موجود ہیں جو قریب قریب

آتش پرستوں کے مندرکی ہم عصر تھی - لیکن اس عمارت کی بناء فوقانی بالکل ضائع ہوچکی ہی اور سوا ے چند پیچ در پیچ بنیادی دیوارون کے اور کچھہ باقی نہین رہا - اس ٹیلے سے ذرا اور شمال کو' اور مندر سے قریباً چار سو گز کے فاصلے پر' دو اور چھوٹے چھوٹے ٹیلے ہین جو پلیٹ ۳۰ پر اشکال الف ر ب مین دکھائے گئي ہین (Plate XXX, A-B) - (B) جو (A) کے مشرق مین ہی اوس کے اندر سے ایک درمیانی جسامت کے ستوپے کے کھنڈرات برآمد ہوے ہین جو ایک خانقاہ کے مربع چوک مین بنا ہوا اور دو مختلف زمانون سے تعلق رکھتا ہی - اول اول یہ ستوپہ سیتھي پارتھیائي عہد مین تعمیر ہوا تھا مگر اوس کے بعد غالباً تیسري صدي عیسوي مین' دوبارہ بنایا گیا - قدیم ستوپہ شکل مین مربع ہی اور اوس کي موجودہ دیوارین اس وقت پرانے فرش کے اوپر دو فٹ سے کچھہ ہي زیادہ بلند ہین - اس کے جنوبي رکار پر آگے کو بڑھا ہوا زینہ اور وسط مین ایک وسیع " حجرہ تبرکات " ہی - کرسي پر معمولي طرز کا " ساز " اور " سار " کے اوپر چارون طرف چھہ - چھہ نیم ستون ہین جن کے اوپر کسي زمانے مین دندانے دار کارنس بني ہوي تھي - ستوپے کے مشرقي جانب بھي ایک

زینہ ھی جس کے قریب ھی ایک چھوٹی سی مربع کرسی ھی - یہ کرسی وضع قطع میں اون کرسیوں سے ملتی جلتی ھی جو سرکپ کے مندر واقع سلسلہ (G) کے زینے کے پہلوؤں پر بنی ھوئی ھیں -

جب یہ ستوپہ اور اسکے متعلقہ حجرے گر گرا گئے تو اون کے کھنڈرات پر ایک دوسرا ستوپہ اور حجروں کا ایک نیا سلسلہ تعمیر کیا گیا جن کا نقشہ بالکل مختلف تھا - اس دوسرے ستوپے کی کرسی گول اور نیم ایشار طرز کے مطابق بنی ھوئی ھی - کچھہ عرصہ ھوا کننگھم صاحب نے اس ٹیلے کو کھدوایا تھا لیکن معلوم ھوتا ھی کہ وہ صرف بعد کے زمانے کی مدور عمارت تک ھی پہنچ سکے - اون کا بیان ھی کہ یہ عمارت قطر میں چالیس فٹ ھی لیکن وہ غلطی سے اس عمارت کو وہ ستوپہ سمجھے جو راجہ آشوک نے اوس مقام پر تعمیر کرایا تھا جہاں کسی گذشتہ جنم میں مہاتما بدھہ نے اپنا سر نذر کردیا تھا (دیکھو صفحہ ۲۲۴) - کننگھم صاحب کی کھدائی سے قبل "حجرۂ تبرکات" کو نور سنگھ نے کھول لیا تھا لیکن لا علمی میں اون تبرکات کو جو اس کمرے میں پوشیدہ تھے باھر پھینک دیا تھا - چنانچہ

اوس مٹي اور ملبے مین سے جو اوس نے ستوپے کے قریب چھوڑا ، مجھے ایک مکعب شکل کي چھوٹي سي نقرئي ڈبیا ملي جس کے اندر اوسی شکل کي مگر اوس سے چھوٹي ایک اور طلائي ڈبیا تھي اور طلائي ڈبیا مین هڈي کا ایک ذرہ سا ٹکڑا رکھا هوا تھا وہ بڑا برتن جس کے اندر یقیناً یہ ڈبیان رکھي هوئي تھین غائب هوچکا تھا -

(A) ستوپہ دوسرا ٹیلہ جو نسبتہً چھوٹا هی ستوپہ (B) سے کوئي سو فٹ کے فاصلے پر جانب غرب واقع هی - جنرل کننگھم کا بیان هی کہ اس کو دیہاتیون نے اون سے پہلے هي کھول لیا تھا - کننگھم صاحب لکھتے هین کہ اس ٹیلے مین بھي ایک ٹوٹا پھوٹا " مندر " مدفون تھا - لیکن درحقیقت اس مین سے ایک ستوپے کے آثار برآمد هوے هین جو وضع قطع مین بالکل ویسا هی هی جیسا کہ مذکورہ بالا ستوپون مین سے قدیم ستوپہ اگرچہ اس کي چنائي اور آرائشي جزئیات اوس قدیم ستوپے کي نسبت کسي قدر بھدي هین - اس ستوپے کے اندر سے نہ تو تبرکات ملے اور نہ اس کے ملبے مین سے دلچسپي کي کوي اور چیز دستیاب هوئي -

باب ۸

سرسکھہ - لال چک - بادل پور

سرسکھہ کا محل وقوع

شہر سرسکھہ میں پہنچنے کے لئے ہمیں آتش پرستوں کے مندر کی طرف لوٹنا اور وہاں سے پختہ سڑک پر ۱½ میل کے قریب خانپور کی طرف جانا پڑیگا - ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ ٹیکسلہ کے تینوں شہروں میں سرسکھہ (۱) سب سے آخری اور جدید شہر ہی اس لئے کہ اسکو راجگان کشان اور ارمین سے غالباً راجہ کنشک نے آباد کیا تھا - وہ ٹیلے جن کے نیچے اس شہر کی جنوبی اور مشرقی فصیل دبی ہوی ہی لنڈی نالے کے پار اس وقت بھی سڑک سے بخوبی نظر آتے ہیں لیکن شمالی اور مغربی دیواریں یا تو کھیتوں کی موجودہ سطح کے نیچے پوشیدہ ہیں یا ترز پھوڑ کر برباد کردی گئی ہیں جس کا نتیجہ

---

(۱) جنرل کننگہم کا خیال ہی کہ چونکہ چھترپ کا لفظ بدل کر ستریپ (Satrap.) ہوگیا ہی (اور چھہ اکثر س سے بدل جاتی ہی) اسلئے سرسکھہ کا موجودہ نام غالباً قدیم چھہر چھکسہ سے بگڑا ہوا ہی - جس کا ذکر لیاکاشراکا (صوبہدار مہاکھترا) کے کتبہ میں آیا ہی -

یہ ہی کہ ان دو ضلعوں کی حدود کی تعیین میں بڑی دقت پیش آتی ہی - مشرقی استحکامات کا تھوڑا سا حصہ شہر کے جنوب مشرقی گوشے کے قریب کھود کر ظاہر کیا گیا ہی اور پہلے ہم اسی کھدائی کا ذکر کرینگے - شہر کی فصیل ۱۸ فٹ ۶ انچ موٹی اور انگھڑ پتھروں کی بنی ہوئی ہی لیکن اوس کے چہرے پر بڑے ڈائیپر نمونے کی صاف چنائی ہی سطح فرش کے قریب اس دیوار کی ساتھہ ساتھہ اندرونی اور بیرونی جانب ایک گول پشتہ بنا ہوا ہی جو فصیل کی تکمیل کے بعد بظاہر اوس کی بنیادوں کو مضبوط کرنیکے لئے ایزاد کیا گیا تھا - فصیل کی بیرونی جانب ۹۰ - ۹۰ فٹ کے فاصلے پر برج ہیں جن کا سطحی نقشہ نصف دائرہ کی شکل کا ہی اور جن میں داخل ہونے کے لئے دیوارون کی موٹائی میں تنگ رستے بنائے گئے ہیں - برجون اور دیوارون میں روزن بھی رکھے گئے ہیں جو قدیم فرش کی سطح سے کچھہ کم پانچ فٹ کی بلندی پر گول پشتے کے عین اوپر واقع ہیں - برجون کے روزن باہر کی طرف کو زیادہ فراخ ہیں اور دیوار کے بیرونی پیش پر اون کو مثلثی محرابون کے ذریعے اسطرح بند کیا ہی کہ وہ بالکل مغربی نمونے کے معلوم ہوتے ہیں - روزنون کے نیچے، برجون کے اندر کی طرف، دیوار میں ایک لمبا افقی شگاف ہی جو اب مٹی سے

سرسکھہ کے استحکامات

ات گیا ھی اور اوس مقام کو ظاھر کرتا ھی جہاں فصیل کي تعمیر کے وقت چنائی کے اندر لکڑي کے شہتیر دئے گئے تھے - اس سے اور نیچے ' یعني قدیم فرش کی سطح پر ' اور برجوں کے دروازوں کے بالمقابل ' بعض برجوں میں ایک اور سوراخ بھي ملا ھی جو بلا شبہ بدر رو کا کام دیتا تھا - برجوں کا فرش پختہ یعني چونے کا تھا جس میں بالو ریت کي بڑي مقدار ملي ھوي تھي -

ان استحکامات کا مقابلہ سرکپ کے استحکامات سے کیا جاے تو معلوم ھوگا کہ چند اھم خصوصیات میں وہ ایک دوسرے سے بہت مختلف ھیں اول تو یہ کہ سرسکھہ کي دیواروں کے چہرے پر ربل چنائي کی بجائے ' جو یونانی اور تورانی عہد میں رائج تھی ' ڈائیر کلان کے نمونے کا کام ھی جو ابتداے عہد کشان سے تعلق رکھتا ھی - دوم - سطح فرش پر کھڑے ھوکر لڑنے والے محافظین کے لئے سرسکھہ کے استحکامات میں روزن رکھے گئے ھیں - سوم - بیرونی برج بجائے مستطیل اور ٹھوس ھونے کے گول ھیں اور اون میں خلا ھی

بعد کے زمانے کے ھندي قلعوں کے برجوں کی مانند غالباً سرکپ اور سرسکھہ کے برج بھي دو یا دو

سے زیادہ منزلون مین اڑتھائے گئے تھے اور اونکی بالائی منزل سرسکھہ کے برجون کی نیچے والی منزل کی طرح پولی تھی - علاوہ ازین یہ امر بھی قرین قیاس ھی کہ درنون شہرون کی فصیل کے ساتھہ ایک بلند چبوترہ بھی تھا جس کے ساتھہ ساتھہ رزنون کی قطارین بنی ھوی تھین تاکہ اوس چبوترے پر بیٹھہ کر مدافعین حملہ آور افواج پر تیر باری کرسکین -

شہر سرسکھہ دو اور امور مین بھی سرکپ سے مختلف ھی - یعنی اول تو سرسکھہ کا عام نقشہ قریب قریب مستطیل شکل کا ھی - اور دوسرے وہ ایک کھلی وادی مین واقع ھی - معلوم ھوتا ھی کہ سرسکھہ کے بانیون کو اون قدرتی خوالد کی نسبت جو پہاڑون سے اونھین حاصل ھوسکتے تھے بظاھر اپنے مصنوعی ذرائع حفاظت پر زیادہ اعتماد تھا - ھماری موجودہ علمی اور عمارتی تحقیقات اس قدر وسیع نہین کہ اون کی امداد سے اس امر کا قطعی فیصلہ ھوسکے کہ آیا یہ نئی خصوصیات خود ھندوستان کے فوجی علم التعمیر کی ترقی کا نتیجہ تھین یا ان کو بیرونی حملہ آور یعنی اھل کشان وسط ایشیا یا دوسرے ممالک سے اپنے ساتھہ لائے تھے -

چھوٹی چھوٹی قدیم اشیاء میں جو سرسکھہ کے برجوں میں دستیاب ہوئیں ہرمائیس اور کیڈ فائیسیز اول کے عہد حکومت کے تانبے کے سکے جو سطح فرش پر ملے ' اور ہاتھی دانت کا بنا ہوا ایک آئینے کا دستہ ' اور اکبر اعظم کے عہد کے ۵۹ پیسے جو سطح زمین کے قریب ہی برآمد ہوئے تھے ' قابل ذکر ہیں -

موضع توفکیاں

سرسکھہ کی اندرونی حالت ' سرکپ کی نسبت ' کھدائی کے لئے کم موزوں واقع ہوئی ہی - کیونکہ اول تو وہ تمام رقبہ جو چاردیواری کے اندر محدود ہی نشیب میں واقع ہی اور اس پر کثرت سے آبپاشی ہوتی رہی ہی جس کا لابدی نتیجہ یہ ہوا کہ قدیم کھنڈرات سطح زمین کے بہت نیچے دب گئے ہیں - دوم وہ چند ٹیلے جو مزروعہ کھیتوں میں ادھر اودھر نظر آتے ہیں اور بلا شبہہ نسبتاً زیادہ اہم عمارات کی جائے وقوع کا پتہ دیتے ہیں اوپر اب یا تو قبرستان اور زیارات واقع ہیں یا موجودہ زمانے کے دیہات (مثلاً پنڈگاہ ' ہڑا اور پنڈورہ وغیرہ) آباد ہوگئے ہیں - قبرستانوں اور زیارتوں میں تو کسی قسم کی دست اندازی کرنی ہی غیر ممکن ہی اور موجودہ دیہات کو غیر آباد کرنے کے لئے بے اندازہ

مصارف کی ضرورت - الغرض شہر سرسکھ میں جس مقام پر کھدائی کا کام شروع کیا گیا ھی وہ موضع توفکیان اور پنڈورا کی ٹیلوں کے مابین واقع ھی - اس جگہ کسانوں کو اثنائے قلبہ رانی میں اکثر ترشے ہوئے پتھر اور مٹی کے برتن ملا کرتے اور خیال تھا کہ کچھہ قدیم عمارات سطح زمین کے قریب ھی برآمد ہوجائینگی - چنانچہ، گزشتہ کھدائی کے اثنا میں اسجگہ ایک پیچ در پیچ سلسلۂ مکانات آشکار ہونا

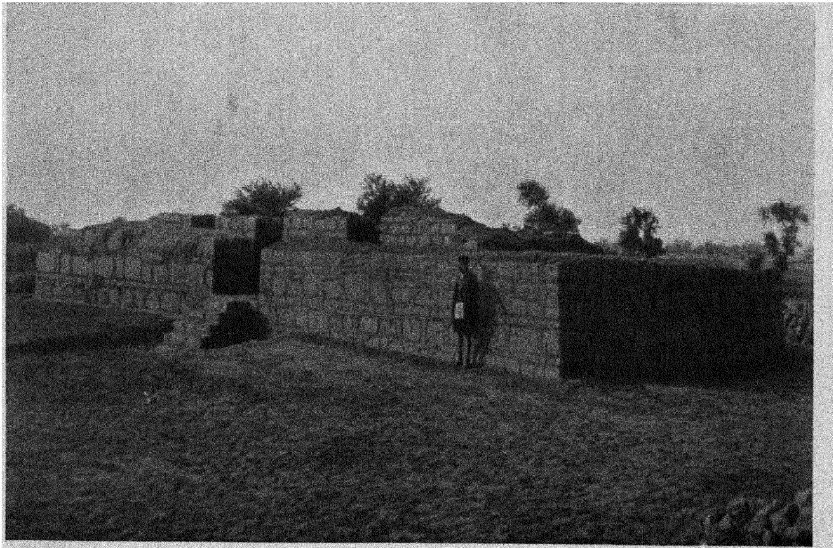
---

(۱) دیکھو "کنگھم سروے رپورٹ" جلد ۲ - صفحہ ۱۳۳ اور جلد ۵ - صفحہ ۹۷ - اس موضع کے قریب ایک ٹیلے میں سے کنگھم کو تانبے کا وہ مشہور لکھا ہوا پترا دستیاب ہوا تھا جس پر سنہ ۷۸ کی تاریخ دی ہوئی ھی - لیکن کنگھم کو بھی پورا یقین نہ تھا کہ یہ کتبہ ٹھیک کس مقام سے ھاتھ لگا - ایک جگہ تو وہ کہتا ھی کہ "جس مقام سے یہ کتبہ ملا وہ سرسکھ سے جنوب مغرب کی طرف قریباً ایک ہزار گز کے فاصلے پر واقع ھی" - اور دوسری جگہ لکھتا ھی کہ "کتبۂ مذکور موضع توفکیان سے ملا تھا" جو شہر سرسکھ کے اندر واقع ھی - ان متضاد بیانات کی اصل وجہ یہ ھی کہ یہ کتبہ کنگھم کو نہیں بلکہ فور بھشتی کو ملا تھا جس نے مختلف اوقات میں اس کے متعلق مختلف بیانات دئے جو سب کے سب نا قابل اعتبار ھیں - موضع توفکیان کے قریب جو کھنڈرات اس وقت تک برآمد ہوئے ھیں وہ اس کتبے سے بہت بعد کے زمانے کے ھیں - اور یہ امر زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ھی کہ کتبہ مذکور اندرون سرسکھ سے نہیں بلکہ موضع گانگو کے کسی سکرپے سے ملا ہوگا -

شروع ہوا ہی جو ممکن ہی کہ آیندہ بے حد دل چسپ ثابت ہو - سردست صرف در صحنوں کے حصے برآمد ہوئے ہیں - بڑا صحن مغرب میں اور چھوٹا مشرق کی طرف واقع ہی - ان کے ارد گرد کمروں کے سلسلے ہیں اور دونوں صحن ایک رستے کے ذریعے ملے ہوئے ہیں - اس عمارت کے نقشے اور اس کی وسعت کی بابت سردست صرف اتنا کہا جاسکتا ہی کہ یہ عمارت بھی اونہی اصولوں پر تعمیر کی گئی تھی جن کے مطابق سرکپ کی قدیم عمارات بنی ہیں - یعنی اس میں بھی ایک کھلا صحن اور اس کے چاروں طرف کمروں کی قطاریں ہیں - عمارت کا جو حصہ اس وقت تک برآمد ہوچکا ہی اسکی جسامت اور عمارتی خط و خال سے اندازہ لگایا جائے تو یہ قیاس قرین عقل معلوم ہوتا ہی کہ یہ عمارت بھی بالآخر ایک شاندار اور وسیع تعمیر ثابت ہوگی اور بہت ممکن ہی کہ اوس قدیم عمارت سے مشابہ ہو جس کو شہر سرکپ میں محل کے نام سے موسوم کیا گیا ہی - لیکن ایک حیثیت سے ان دونوں میں قابل لحاظ فرق پایا جاتا ہی - اگر سرکپ کے محل کا اوسی شہر کے دوسرے مکانات سے مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بخلاف اون مکانات کے ، محل مذکور میں ایسے دروازے بنائے گئے ہیں

جن کے ذریعے صحن سے سطح زمین کے کمروں میں آمد و رفت ہوسکتی تھی اور ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں بھی آجا سکتے تھے - برخلاف اس کے سرسکھ کی اس شاندار عمارت کی دیوارون میں اس قسم کے دروازون کا کوئی نشان نہیں پایا جاتا - اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ سرکپ کے معمولی مکانات کی طرح ' اس عمارت میں بھی بالائی منزل سے نچلی منزل کے کمرون میں آمد و رفت زینون یا سیڑھیون کے ذریعے ہوتی تھی -

اب صرف چند باتیں بیان کرنی باقی رہ گئی ہیں :— اول وہ دیوار جو صحن کے شمالی حصے میں ہی کسی کرسی دار چبوترے کی بنیاد معلوم ہوتی ہی جسپر غالباً ایک ستون‌دار برآمدہ قائم تھا - دوم - سطح فرش سے اوپر تو دیوارون کی چنائی نیم‌ایشلر طرز کی ہی لیکن نیچے قریب قریب ربل نمونے کی ہی - سوم - بعض کمرون کے اندر سے مٹی کے بڑے بڑے مٹکے ' کیڈ فائیسیز ثانی ' کنشک اور واسودیو کے عہد کے سکے ' اور مختلف قسم کی چھوٹی چھوٹی اشیا دستیاب ہوئی ہیں - یہ مٹکے بالکل ان مٹکون سے مشابہ ہیں جو عام طور پر غلہ ' تیل اور پانی وغیرہ رکھنے کے کام آتے تھے -



VIEW OF LALCHAK MONASTERY.

PLATE XX.

لال چک

ستوپہ اور خانقاہ

سرسکھ کے شمال مشرقي گوشے سے قریباً ڈیڑھ سو گز، اور اس پگڈنڈي پر جو موضع کڑھی سیداں کو جاتي ھی، چار چھوٹے ٹیلوں کا ایک مجموعہ تھا جو في زمانا لال چک کے نام سے مشہور تھا - ان ٹیلوں کے نیچے اھل بردھہ کي ایک بستي کے آثار دستیاب ھوئے ھیں جن میں ستوپے، مندر اور خانقاھیں شامل ھیں - یہ عمارات غالباً چوتھي صدي عیسوي میں تعمیر ھوئي تھیں اور ان میں سب سے اھم اور نمایاں عمارت وہ چھوٹي سي خانقاہ ھی جو لال چک کے شمالي حصے میں واقع ھی (دیکھو Plate XX) - یہ خانقاہ سطح زمین سے سات آٹھہ فٹ کے قریب بلند ھی - اسمیں سامنے ایک ڈیوڑھي اور چار رھائشی کمرے ھیں جنمیں داخل ھونے کے لئے ڈیوڑھي میں سے رستے جاتے ھیں - جنوبي پہلو پر ایک اور چھوٹا سا کمرہ ھی - جو غالباً گودام کا کام دیتا تھا - جنوبي ضلع کے وسط میں خانقاہ کا دروازہ ھی جس کے سامنے پتھر کے چار قدمچوں کا زینہ ھی - ڈیوڑھي کے مغرب میں پتھر کا ایک اور زینہ ھی جس کے ذریعے بالائي منزل پر، جو ضائع

هوچکي هی ' آمد و رفت هوسکتي تهي - اسمين شك نهين که بالائي منزل کي ديوارين بهي پتهر هي کي بني هوئي تهين - ليکن راهه ' جلي هوئي مٹي ' آهني ميخون ' قبضون اور اسي قسم کي دوسري چيزون سے جن کي ايك بڑي تعداد ملبے مين سے دستياب هوئي هی ' ثابت هوتا هی که چهت کهڑکيان اور کواڑ وغيره لکڑي کے تهے اور بالائي منزل کي چهت پر جو لکڑي هي کي تهي ' حسب معمول مٹي بچهي هوئي تهي -

جو زمانه مين نے اس خانقاه کي تعمير کے لئے معين کيا هی - وه اس کي طرز تعمير کی بنا پر کيا هی کيونکه اس کي بنيادون يا ديوارون کے قريب اس قسم کي کوئي قديم چيز دستياب نهين هوئي جس کي مدد سے کسي خاص زمانے کی تعيين هوسکتي - برخلاف اس کے ٹيلے کي سطح سے چند هي فٹ نيچے ' ملبے کے اندر ' سفيد هنوں کے عهد حکومت کے چار نقرئي سکے برآمد هوئے جن سے اگرچه پوري طرح تو ثابت نهين هوتا مگر يه خيال ضرور پيدا هوتا هی که يه عمارت چهٹي يا ساتوين صدي عيسوي سے قبل هي جلاکر پيوند زمين کردي گئي تهي - حقيقت مين تو يه بهت

ممکن ہی کہ یہ خانقاہ صدی کے چند عشرات سے زیادہ استعمال مین نہ رہی ہو - کیونکہ گو زینہ بہت سے قدمون کی آمد و رفت سے گھس گھساکر صاف اور چکنا ہوگیا ہی تاہم اس کو اس حالت تک پہنچانے کے لئے نصف صدی کا عرصہ بہت کافی ہوسکتا ہی -

اون چھوٹی چھوٹی قدیم چیزون مین جو یہان سے برآمد ہوئین ایک خوبصورت ترشول ' تانبے کا پھول ' کانسی کی انگوٹھی ' اور لوہے کی کدال اور پیکان ہین - علاوہ ازین عقیق ' یاقوت ' یشب بلور ' سبزہ ' لاجورد ' سونے ' موتی ' اور سیپ کے دانون کا ایک ہار بھی دستیاب ہوا ہی -

ستوپہ نمبر ۱

خانقاہ مذکور کے جنوب مشرق مین ' قریباً چالیس گز کے فاصلے پر ایک مستطیل صحن (۱) کے وسط مین ایک مربع ستوپہ واقع ہی جس کے شمالی پہلو پر ایک فراخ زینہ اور کرسی پر بھدے کارنتھی نمونے کے چھوٹے چھوٹے ستون بنے ہوئے ہین جو اب شکستہ حالت مین ہین - ستونون کے اوپر ہندی طرز کے بریکٹ ہین جو بعد کے زمانے کی عمارات مین عام طور پر پائے جاتے ہین -

(۱) یہ صحن ' نیز دو چھوٹے چھوٹے مندر جنکا ذکر ابھی آئیگا ' اور ستوپہ نمبر ۲ سب دوبارہ مٹی مین دبا دیے گئے ہین -

اس ستوپے کے چوک میں ' دروازے کی دائیں اور بائیں جانب دو چھوٹے چھوٹے مندروں کے آثار تھے - مشرقی مندر میں بدھہ کا مجسمہ رکھنے کے لئے ایک مربع عبادت‌گاہ اور اس کے سامنے ایک ڈیوڑھی تھی جس میں پتھر کی سلوں کا فرش لگا تھا - دوسرے مندر کا جو حصہ باقی ہی وہ اس قدر تھوڑا ہی کہ اس سے کوئی مفید مطلب بات نہیں نکل سکتی - اس مندر کے نقشے سے ' اور جس عمارت کا ابھی ذکر آئیگا ' ان دونوں کے نقشے اور طرز ساخت سے پایا جاتا ہی کہ دونوں عمارتیں اس خانقاہ کی ہم عصر تھیں جس کا ذکر اوپر آچکا ہی - اس ضمن میں یہ بیان کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ اس ستوپے کی اندرونی بھرتی میں سے مختلف نمونوں کے ایکسو چالیس سکے دستیاب ہوئے جن میں سے کچھہ تو شہر ٹیکسلہ کے مقامی سکے ہیں اور باقی اینٹی آسیکس ' کیڈ فائیسز ثانی ' ہندی ساسانی بادشاہوں اور سامنتا دیو کے عہد حکومت کی یادگار ہیں - جس بے ترتیبی سے یہ سکے مٹی میں جا بجا پڑے ہوئے ملے ہیں اس سے یہ اور بہت غیر اغلب معلوم ہوتا ہی کہ ستوپے کی تعمیر کے وقت ارادتاً اس میں رکھے گئے ہوں بلکہ اس جگہ ان

کي موجودگي کي يہ وجہ هو سکتي هی کہ ستوپے کي اندروني بهرتي کے لئے جو ملبہ استعمال کيا گيا وہ ٹيکسلہ کے کسي قديم شہر کے کهنڈرات سے ليا گيا هوگا جہاں اس قسم کے سکے بہ افراط ملتے هين -

ستوپہ نمبر ۱ اور خانقاہ کے درميان ايک اور ستوپے کے آثار ملتے هين جس کي صرف بنيادين هی باقي رہ گئي هين - ان بنيادون کي چنائي نيم ايشلر طرز کي هی اور انکے عين وسط مين "آثار" رکهے هوئے تهے جن کو حسن اتفاق سے اب تک کسي نے نہين چهيڑا تها - مٹي کا وہ برتن جس مين يہ "آثار" محفوظ تهے بالائي ملبے کے بوجهہ سے ٹوٹ گيا تها ليکن "آثار" جون کے تون موجود تهے - انمين سونے ' ياقوت ' لعل ' يشپ اور سيپ کے تيس منکے دستياب هوئے ليکن يادگاري هڈي جو ضرور ان کے ساتهہ رکهي گئي هوگي گل سڑ کر خاک هو چکي تهي -

ستوپہ نمبر ۱

بادل پور

بادل پور کا بڑا ستوپہ موضع بهيڑہ کے قريب واقع هی اور اسکے متعلق کچهہ زيادہ لکهنے کي ضرورت نہين - طرز تعمير اور وضع قطع مين يہ ستوپہ بهلڑ اور کنال ستوپون سے بہت ملتا جلتا هی اور اس مين

کلام نہیں کہ کسی وقت ٹیکسلہ کی شاندار عمارات میں شمار ہوتا ہوگا - لیکن متلاشیان خزانہ کی دستبرد سے اس ستوپے کو بہت نقصان پہنچا ہی اور ایک بھاری کرسی کے سوائے ' جو اسی ۸۰ فٹ طویل اور اس وقت صرف بیس انچ بلند ہی ' اس شاندار عمارت کا بہت ہی کم حصہ باقی رہ گیا ہی - اس کے شمالی اور جنوبی اطراف میں کمروں کی دو قطاریں ہیں جن کے سامنے تنگ برآمدے ہیں - یہ کمرے مندروں کا کام دیتے تھے اور ان میں بت رکھے جایا کرتے - ستوپے سے قریباً ستر گز جانب مشرق ایک وسیع خانقاہ کے کھنڈرات مدفون ہیں -

اس عمارت کی کھدائی کے اثناء میں جو سکے دستیاب ہوئے وہ سب کے سب شاہان کشان یعنی کنشک ' ہوشک اور واسودیو کے عہد حکومت کے ہیں - ان سکوں سے اور نیز ستوپے ' خانقاہ اور کمروں کی طرز تعمیر سے ظاہر ہوتا ہی کہ ان کی تعمیر اغلباً تیسری صدی عیسوی کے آخری نصف حصے میں عمل میں آئی ہوگی -

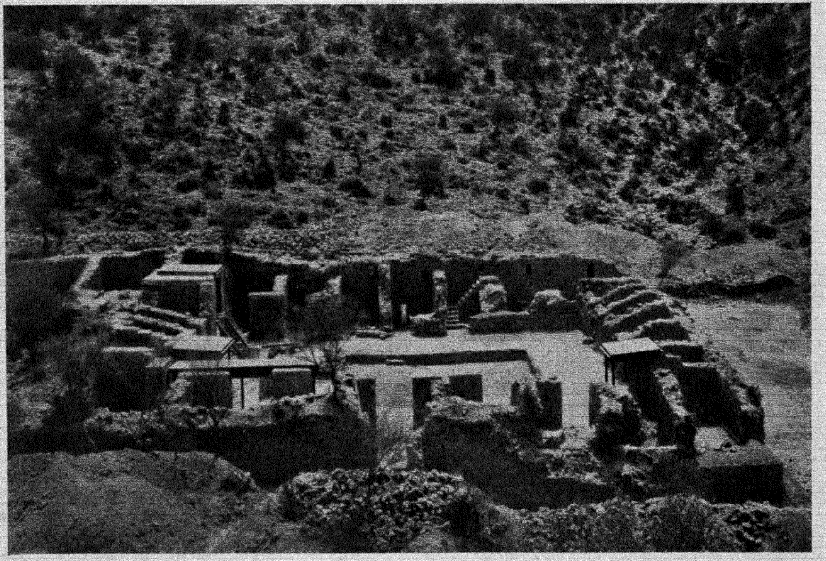
باب ۹

موهڑہ مرادو - جولیان - وغیرہ

موهڑا مرادو کا محل وقوع

اون اشخاص کے لئے جو تیکسلہ کی سیر کو آئے ہیں مگر تمام نواح میں پھرنا پسند نہیں کرتے بہتر ہوگا کہ توفکیان ' لال چک ' اور بادلپور کے کھنڈرات کو جو دلچسپی کے لحاظ سے دوسرے درجے پر ہیں چھوڑ دیں - اور سرسکھ کے استحکامات سے براہ راست بودھہ عمارات کے اون دو سلسلوں کی طرف روانہ ہوں جو مواضع موهڑہ مرادو و جولیان کے قریب واقع ہیں یہ عمارات نہایت محفوظ حالت میں برآمد ہوئی ہیں اور بعض امور کے لحاظ سے شمال مغربی ہندوستان میں اپنی قسم کی عمارتوں میں سب سے زیادہ دلچسپ یادگاریں ہیں - موهڑہ مرادو کی عمارات شہر سرسکھ سے قریباً ایک میل جنوب مشرق کو موضع موهڑہ مرادو کے پیچھے ایک چھوٹے سے درے میں واقع ہیں - اس درے میں (اگر ہم مشرق کی طرف چلیں تو) پہاڑی کے پہلوؤں پر سبزہ زار کی ایسی افراط نظر آئیگی کہ توجہ بے اختیار اوس طرف کھنچیگی - چاروں طرف جنگلی

زیتون اور سنتھا بکثرت اگے ہوئے ہین اور میرتی کی تنگ اور ناہموار گھاٹی ' جس مین سے آثار کی طرف جانے والی پگڈنڈی گذرتی ہی ' خاص طور پر دلکش اور دلفریب واقع ہوئی ہی - اس درے مین ' جس کو پہاڑون کے مابین ایک پیالے سے تشبیہ دینی زیادہ موزون ہی ' بدھہ مذہب کے معمارون نے ایک وسیع مستطیل چبوترہ بنا کر اوس کے مغربی سرے پر ایک ستوپہ اور مشرقی جانب خانقاہ تعمیر کی تھی - جب اول اول یہ عمارتین دریافت ہوئین تو فرسودہ پتھرون وغیرہ کے بہت بڑے انبار کے نیچے دبی ہوئی تھین جو اس پاس کی پہاڑیون سے بتدریج گر گر کر جمع ہوتا رہا تھا اور صرف بڑے ستوپے کے ٹوٹے ہوئے گنبد کا ۵ فٹ کا ٹکڑا ملبے کے باہر نظر آتا تھا - اس ستوپے کو بھی دولت کے متلاشیون نے نادر اشیاء کی تلاش کی غرض سے اسکے وسط مین کھدائی کرکے دو حصون مین کاٹ ڈالا تھا اور اس کھدائی سے دھرماراجیکا ستوپے کی مانند اس ستوپے کو بھی سخت نقصان پہنچا تھا - لیکن جب اس انبار کے نیچے سے عمارتین برآمد ہوئین تو معلوم ہوا کہ وہ نہایت محفوظ حالت مین ہین اور اونکی دیوارون پر ' جو ۱۵ سے ۲۰ فٹ تک بلند ہین ' چونے کی



GENERAL VIEW OF MOHRA MORADU MONASTERY.

PLATE XXI.

بہت سی خوبصورت مورتین ابھي تک موجود ہین -
(دیکھو Plate XXI) -

ستوپہ نمبر ۱

طرز تعمیر کے لحاظ سے اس ستوپے مین کوئي ایسي بات نہین پائي جاتي جو خاص طور پر قابل ذکر ہو یا اسي طرز کي دوسري عمارات کے مقابلے مین ' جو تیسري چوتھي صدي عیسوي مین تعمیر ہوئین ' اس کو امتیاز بخشے - لیکن شکر کا مقام ہی کہ پہاڑون کے اندر اس کي محفوظ جائے وقوع اور دیگر موافق حالات کے باعث بہت سی چونے کی مورتین ' جن سے اس کي دیوارین آراستہ تھین خاصي محفوظ حالت مین ہین - حالانکہ دوسري ہم عصر عمارات مین قریب قریب سب کي سب مورتین ضائع ہو چکي ہین - اور اگرچہ انمین سے اکثر کے رنگ و روغن اڑ چکے ہین تاہم ان سے ہم کچھہ نہ کچھہ اندازہ اس امر کا کرسکتے ہین کہ جس وقت صناع ان تصاویر کو پایہ تکمیل کو پہنچا چکے ہونگے اوس وقت ان کي کیا شان ہوگي - بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کرسي سے لیکر ڈھولنے کي چوٹي تک ستوپے کي تمام سطح پر تصویرین ہي تصویرین بني ہوئی تھین - کرسی پر جو آرائشي ستون بنے ہین ان کے درمیاني فاصلون مین مہاتما بدھہ اور بودھي ستوا کي تصویرین ہین جن مین سے بعض کہڑے اور

بعض بیٹے ہیں (Plate XXII) ' ستونوں پر بھی نیچے سے اوپر تک بدھ کی کئی کئی مورتیں بنی ہوئی ہیں میدھی یا چبوترے سے کسی قدر اوپر ڈھولنے پر یہی تصویریں پھر دھرائی گئی ہیں اگر چہ یہاں اون کو ذرا چھوٹے پیمانے پر بنایا ہی اور زینے کے دونوں جانب بھی ڈھلوان کارنس کے نیچے تصویروں کی مسلسل قطاریں تھیں جو یونانی منادر کی مثلثی محرابوں کی تصاویر کی طرح بتدریج چھوٹی ہوتی جاتی تھیں - بلا شبہ جن صناعوں نے یہ تصویریں بنائی ہیں اونہوں نے ' کیا بلحاظ طرز ساخت اور کیا بلحاظ اصطلاحی خصوصیات کے ' اپنے کام کا نہایت ہی اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہی - ان سب تصاویر کی نسبت عموماً ' اور اون تصویروں کی نسبت خصوصاً ' جو کرسی کے جنوبی پہلو پر آرائشی ستونوں کے درمیانی فاصلوں میں واقع ہیں ' جو بات نہایت عجیب اور دلچسپ معلوم ہوتی ہی وہ اون کی حرکت ' اونکے خط و خال میں زندگی کی سی جھلک اور انکے انداز نشست وغیرہ میں متانت و وقار کی موجودگی ہی - یہ صفات اون خدام بودھی ستوارُن کی تصاویر میں خاص طور پر نمایاں ہیں جن کے کپڑوں کے شکن ' اور کپڑوں کے اندر سے نظر آنے والے اعضاے جسانی کی بناوٹ عجیب و غریب طور پر حقیقت

MOHRA MORADU: RELIEFS ON STUPA.

نما اور واقعیت کا رنگ لئے ہوے ہی - پھر بدھہ کی تصویروں کے پہلوؤں میں آنے والی مستیوں کو دیکھئے جو پیچھے سے نکلتی ہوی نظر آتی ہیں - یہ تصویریں نہایت نفیس اور حد درجے کی موثر اور دلکش ہیں اور ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ گویا باداموں میں سے نکل رہی ہیں - علاوہ ازیں وہ کامیاب طریقہ بھی ' جو لباس کے شکن دکھلانے میں استعمال کیا گیا ہی ' نہایت دلچسپ ہی اور اس کی اصطلاحی خوبیاں بہترین یونانی روایات سے بالکل مطابقت کھاتی اور نہایت صحیح مشاہدے کا اظہار کرتی ہیں (۱)

تصاویر کے بہت سے سر ' جو جسموں سے علیحدہ ہوگئے تھے ستوپے کی کرسی کے آس پاس سے دستیاب ہوے اور مقامی عجائب گھر میں رکھے ہوے ہیں - ان میں سے بعض سر نہایت اچھی حالت میں ہیں - ان کی تکمیل اس طرح کی گئی

(۱) بہترین زمانے کی یونانی مجسموں میں پتھر کی تمام سطح کو تراش کر صاف کرلیا جاتا اور لباس کے شکن ابھرے ہوے چھوڑ دے جاتے تھے - لیکن رومی تصویروں میں اور ان بتوں میں جو یونانی صنعت کے زوال کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں محنت سے پہلو تہی کرکے پتھر پر صرف نالیاں سی بناکر لباس کے شکن ظاہر کردیا کرتے تھے حالانکہ ایسا کرنے سے تصاویر سے مماثلت اور مشابہت بالاصل ' بہت کچھہ مفقود ہوجاتی تھی -

هی که خط و خال کي آخري درستي سے پہلے سطح سر پر نفیس پلستر کي باریک تہہ چڑھائي هی اور اوس کے اوپر رنگ آمیزي کي هی - چہرے کي رنگت تو سفید هي رکھی هی - لیکن هونٹ ' نتھنوں کے کنارے ' پپوٹے اور انکے شکن ' بالوں کے سرے ' اور گردن اور بنا گوش کے شکن ' سرخ رنگ کے اور بال هلکے سیاہ رنگ کے هیں -

ستوپہ نمبر ۲

ستوپہ کلاں کے زینے کے جنوبي پہلو پر اسي نمونے کا ایک اور چھوٹا ستوپہ (نمبر ۲) هی - یہ بھي ستوپہ کلاں کا همعصر هی اور اس کي عام شکل و شباهت ' طرز ساخت اور زیبائشي خط و خال بھي بڑے ستوپے سے بہت مشابہ هیں - لیکن چونے کي تصویروں کے بہت هي تھوڑے اجزا اس کے جنوبي اور مغربي پہلوؤں پر باقي رہ گئے هیں -

خانقاہ

ان ستوپوں کے متعلق جو خانقاہ هی رہ بھي کچھہ کم دلچسپ نہیں - اس میں کشادہ مستطیل صحن کے علاوہ (جو خانقاهوں میں عام طور پر پایا جاتا هی) مشرقي پہلو پر چند وسیع کمرے بھي بنے هوے هیں - صحن کا دروازہ شمال کي طرف هی - دروازے کے ساتھہ ایک فراخ زینے کي چوڑي پر ایک مسطح چبوترہ هی جس پر سے گزر کر ایک چھوٹي سي

ڈیوڑھی میں داخل ہوتے ہیں - ڈیوڑھی کی مغربی دیوار میں ایک محرابی طاقچہ ہی جس میں چونے کی ارہرزان تصویرزن کا ایک مجموعہ نہایت درست حالت میں موجود ہی - اس مجموعے میں بدھہ کو وسط میں اور چار یاتریزن کو اوس کے دونوں طرف دکھایا ہی -

ڈیوڑھی سے خانقاہ میں داخل ہوں تو ایک وسیع صحن نظر آتا ہی جس کے چارزن پہلوؤں پر ستائیس حجرے بنے ہوے ہیں - صحن کے وسط میں ایک وسیع مربع نشیب ہی جو دو فٹ گہرا ہی - اور اوسکے چارزن طرف ایک ایک زینہ اور جنوب مشرقی گوشے میں ایک مربع چبوترہ ہی جسپر کسی زمانے میں ایک کمرہ بنا ہوا تھا - یہ کمرہ غالباً غسل خانہ تھا جس کا ہر ایک بودھہ خانقاہ میں ہونا ضروری تھا - نشیب کے چارزن طرف پانچ پانچ فٹ کے فاصلے پر پتھر کی سلوں کا ایک سلسلہ ہی جنکی بالائی سطح صحن کی سطح کے ساتھہ بالکل ہموار ہی - یہ سلیں ایک فراخ برآمدے کے ستونوں کی کرسیوں کا کام دیتی تھیں جو از سر تا پا

لکڑي کا بنا هوا تها (۱) - برآمدے کي تعمير سے در مقصد زير نظر تے - ایک تو نچلي منزل کے حجرون کے سامنے سایہ بہم پہنچانا اور دوسرے بالائي منزل کے حجرون کے ساتھہ سلسلہ آمد و رفت قائم کرنا - برآمدے کے چھجے اوس کے ستونون سے کسي قدر آگے کو نکلے هوے تے تاکہ بارش کا پاني اوس نشیب مین جاکر گرے جو وسط صحن مین واقع هی اور وهان سے ایک پڑي هوئي نالي کے ذریعے باهر نکل جاے - جنوبی پہلو کے حجرون کي عقبي دیوارون مین جو خسکے اور سوراخونکي قطارین بني هین اون سے پایا جاتا هی کہ منزل زیرین کي بلندي بارہ فٹ کے قریب تهي - قیاس تو یہ چاهتا تها کہ بالائي منزل کے ساتھہ آمد و رفت کا سلسلہ ڈیوڑهی کے قریب هي هوتا لیکن برخلاف اس کے اس خانقاہ مین جو زینہ اس مطلب کے لئے تعمیر کیا گیا وہ عمارت کے جنوبي پہلو کے ایک حجرے مین بنایا گیا هی - نیچے کي منزل مین جو روشندان هین وہ زمین سے آٹھہ فٹ کے قریب بلند اور اوپر کي جانب کسي قدر تنگ هین اور باهر کي طرف تو بہت هي چهوٹے رہ گئے هین - سب

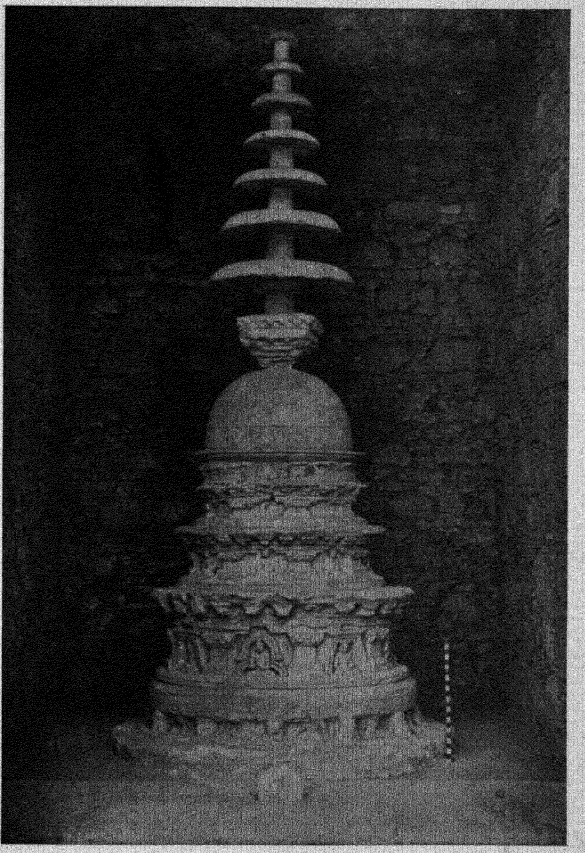
(۱) لکڑي کے استعمال کي شہادت کوئلون ، آهني قبضون ، میخون وغیرہ کي موجودگي سے ملتي هی جو ملبے مین سے دستیاب هوئے هین -

میں تو نہیں لیکن بعض حجروں میں ' چھوٹے چھوٹے طاقچے بھی بنے ہوئے ہیں جو خانقاہ لال چک اور ستروہ کنال کی ملحقہ خانقاہ کے طاقچوں سے بہت مشابہ ہیں -

جن حجروں میں راہب یا بھکشو لوگ رہا کرتے ان میں اندر کی طرف باقی خانقاہ کی طرح قلعی کا پلستر تو تھا مگر کسی قسم کے نقش و نگار نہ تھے - برخلاف اس کے معلوم ہوتا ہی کہ برآمدے کی دیواروں پر رنگین گلکاری کی ہوئی تھی - چوبی حصص پر یقیناً کھدائی کا کام تھا جسپر سنہرا یا کوئی دوسرا رنگ چڑھا دیا گیا تھا - حجروں کے سامنے کی دیواروں کے ساتھہ بدھہ کے بڑے بڑے مجسمے علیحدہ کرسیوں پر رکھکر ' یا ان دیواروں میں طاقچے اور طاقچوں میں تصویروں کے مجموعے بناکر صحن کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کیا گیا تھا - بڑے پتھروں میں سے صرف سات ٹوٹے پھوٹے بت صحن میں دستیاب ہوے ہیں اور ان میں بھی صرف تین ذرا اچھی حالت میں ہیں - ان کی کرسیوں کے پیش پر چھوٹی چھوٹی تصویریں بنی ہوئی ہیں جو اس لحاظ سے نہایت دلچسپ ہیں کہ ان سے ان ملبوسات کی تشریح ہوتی ہی جو چوتھی پانچویں

صدي عيسوي مين اوپاسک (يعني دنيادار اهل بودهه) پهنا کرتے تهے - طاقچون والے تين مجموعون مين سے صرف ايک مجموعه اچهي حالت مين ملا هی اور وہ خانقاه کي بائين جانب حجره نمبر ۴ کے سامنے هی - اس مجموعے مين دکهايا گيا هی که بدهه بحالت استغراق (دهيان مدرا مين) بيٹها هی اور اوس کے دائين بائين چار خادم کهڑے هين -

ان بتون اور مورتون کے علاوہ اس خانقاه کي کهدائي کے اثناء مين ايک اور قيمتي انکشاف بصورت ايک ستوپے کے هوا هی جو اپني جزئيات کے لحاظ سے قريباً مکمل هی - يه ستوپه (ديکهو Plate XXIII) جو خانقاه کے جنوبي پهلو پر حجره نمبر ۹ کے اندر ملا هی شکل و صورت مين مدوّر اور بارہ فٹ بلند هی - اس کي کرسي پانچ درجون مين منقسم هی - سب سے نيچے کے درجے پر تو يکے بعد ديگرے هاتهي اور انساني صورت کے ستون بنے هوئے هين اور بالائي درجون مين اسي ترتيب کے ساتهه بدهه کي مورتين اور مربع شکل کے نيم ستون هين - ستوپه سراسر کنجور کا بنا هوا هی اور اس کے زيبائشي نقش اور ساز چونے کے هين جن پر



MOHRA MORADU MONASTERY: STUPA IN CELL.

کسی وقت ارغوانی ' نیلے ' اور زرد رنگ کے نقش و نگار تھے جن کے نشانات اس وقت بھی نظر آتے ہیں - ستوپے کے اوپر کئی چھتریاں تھیں جنکو ایک آہنی سلاخ میں پرو دیا گیا تھا لیکن بمرور ایام یہ سلاخ بوسیدہ ہوگئی اور چھتریاں ستوپے کے قریب پڑی ہوئی ملی ہیں - چھتریوں کے کناروں پر سوراخ ہیں جو بظاہر چھتریوں اور ہاروں کے لٹکانے کا کام دیتے تھے - شمالی ہندوستان میں اس وقت تک جتنے ستوپے دریافت ہوچکے ہیں ان سب میں یہ ستوپہ اپنی قسم کی مکمل ترین عمارت ہی اور اس حیثیت سے قدیم اشیاء کی تحقیق و تفتیش کے ضمن میں نہایت غیر معمولی قدر و قیمت رکھتا ہی -

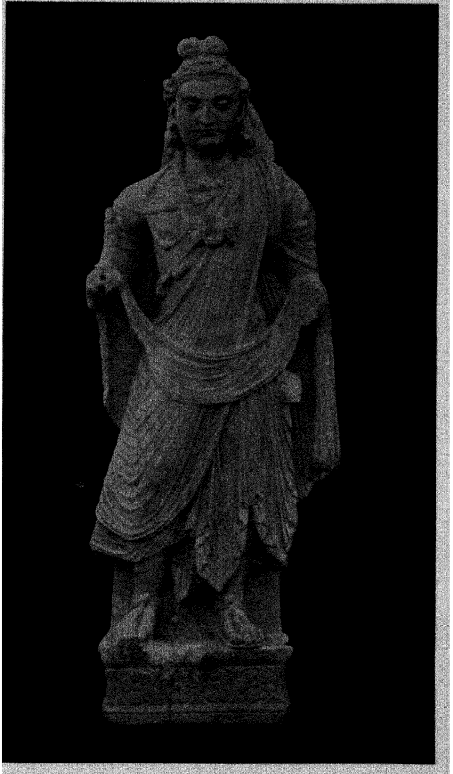
غسل خانے اور بھکشوں کے حجروں کے ماسوا قرون وسطی میں بودھ خانقاہوں کے ضروری حصے حسب ذیل ہوا کرتے تھے :—

۱ — مجلس خانہ (Hall of Assembly)
۲ — نعمت خانہ (Refectory)
۳ — باورچی خانہ (Kitchen)
۴ — انبار خانہ (Store-room)

- اور

۵ — بیت الخلا (Latrine)

--خانقاه سوهڑه مراد مین مذکوره بالا کمرے صحن کے مشرق مین هین اور جس دروازے کے ذریعے ان مین داخل هوتے هین وه حجره نمبر ۷ مین واقع هی - ان مین سے مجلس خانے کی شناخت مین کوئی دقت پیش نهین آتی جو یقیناً وه مربع اور وسیع شمالی کمره هی جس کی چهت کسی وقت چار ستونون پر قائم تهی - لیکن باقی کمرون کی تعیین ایسی آسان نهین خصوصاً اس لئے که خانقاه کا یه حصه بعد مین از سر نو تعمیر هوا اور اس مین متعدد اضافے کئے گئے - تاهم اگر ان کمرون کا خانقاه جرلیان سے مقابله کیا جائے جو اس خانقاه کی هم عصر اور بالکل اسی نقشے کے مطابق بنی هوئی هی تو هم یه نتیجه نکال سکتے هین که جو کمره مجلس خانے کے ساتهه لگا هوا هی - وه باورچی خانه تها جس کے ساتهه ایک بهنڈاره اور گودام بهی ملحق تها - گودام تو وه چهوٹا اور موٹی موٹی دیوارون والا گول کمره هی جو جنوب مشرقی گوشے مین واقع هی - اور بهنڈاره وه مستطیل شکل کی کوٹهڑی جس کے دو پهلوؤن پر اونچے اونچے چبوترے بنے هوئے هین - مزید برآن یه امر بهی قرین قیاس هی که جنوبی گوشے مین جو دو کمرے هین وه اول اول



MOHRA MORADU MONASTERY: GANDHARA SCULPTURE.

تو نعمت خانے اور انبار خانے کا کام دیتے تھے لیکن بعد میں موخرالذکر کے فرش کو آٹھ فٹ بلند کرکے اور اس کے اندر ایک حوض تعمیر کرکے حمام کی صورت میں تبدیل کرلیا اور پانی کے نکاس کے لئے ایک نالی بنالی جو درمیانی کمرے میں نکل جاتی تھی - جس زمانے میں یہ تبدیلی واقع ہوئی غالباً اوس وقت نعمت خانے کو بھی مجلس خانے کے ساتھہ ملاکر ایک کردیا گیا تھا -

اب صرف اس قدر بیان کرنا باقی رہ گیا ہی کہ اس خانقاہ کی اصلی دیوارین بعد کے زمانے کے بڑے ڈائپر نمونے کی ہین اور اس شہادت ' اور نیز دیگر شہادتون کی بنا پر ' ہم اس خانقاہ کی تعمیر کو دوسری صدی عیسوی کے آخری حصے سے منسوب کرسکتے ہین - بعد کے زمانے میں جو اضافے اور مرمتین خانقاہ میں ہوئین وہ نیم ایشلر (semi-ashlar) نمونے کی ہین اور قریباً دو سو سال بعد عمل میں آئین - خانقاہ کے فرش پر شاہان کشان یعنی ہوشک اور واسودیو کے بہت سے سکے دستیاب ہوئے ہین اور چھوٹی چھوٹی قدیم اشیاء میں جو یہان سے ہاتھہ لگین ' گوتم بودھی ستوا

کي ایک نہایت خوبصورت قندھاري طرز کي تصویر هی جو قریباً بالکل صحیح و سالم هی (ملاحظہ هو - Plate XXIV) ' بدھہ کي چند مٹي کي مورتین هین جو طاقچون مین سے کوئي تهین ' اور هریشچندر نامي ایک شخص کي ایک بہت بڑي مهر هی جو عہد گپتا سے تعلق رکهتي هی اور سنگ صابون کي بني هوئي هی -

جولیان

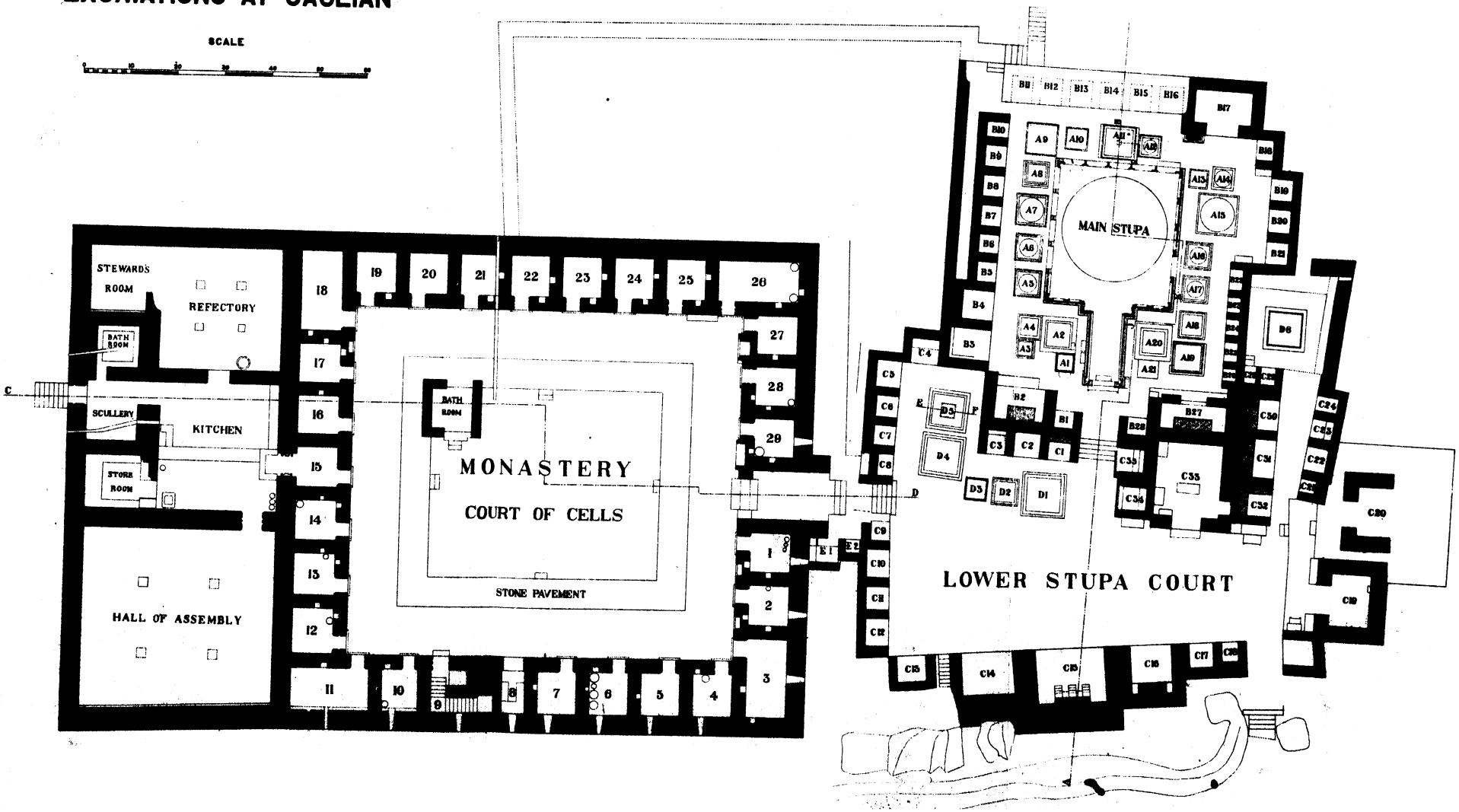
بودھہ عمارات کے آثار کا دوسرا سلسلہ جس پہاڑي کي چوٹی پر واقع هی وہ تین سو فٹ کے قریب بلند هی - یہ پہاڑي موهڑہ مرادو سے جانب شمال مشرق ایک میل سے کچهہ کم اور موضع جولیان سے قریباً نصف میل کے فاصلے پر هی - موهڑہ مرادو سے چل کر اس پہاڑي پر پہنچنے کے لئے دو رستے هین - یا تو سیاح پاپیادہ اوس تنگ پگڈنڈي سے جائے جو خانقاہ موهڑہ مرادو سے مشرق کي طرف جاتي هی - یا جس رستے سے آیا تها اوسي پر واپس آکر بذریعہ گاڑي پختہ سڑک سے جائے - بصورت اول پیدل سفر نہایت خوشگوار ثابت هوگا اور قریبا پچیس منٹ مین منزل مقصود پر پہنچادیگا - دوسرا رستہ ذرا لمبا اور چکردار هی -

جولیان کي عمارات ' موهڑہ مراد کي عمارات کي نسبت بہت زیادہ منقش اور بہتر حالت میں ہیں - اس کي وجہ یہ ہی کہ ان میں سے بہت سي عمارات کي تعمیر اور بعض کي ترمیم اور ان کے نقش و نگار کي تجدید بمشکل ختم ہی ہوئي تھي کہ ان پر وہ آفت ناگہاني آپڑي جس نے ان کا تختہ ہي اُلٹ دیا - لیکن برخلاف اس کے ' آثار جولیان کے نقش و نگار اپني صنعت کے لحاظ سے عمارات موهڑہ مراد کے نقش و نگار سے نسبتہً بہت کم درجے کے ہیں کیونکہ نہ تو ان تصاویر کے طریق ساخت میں وسعت پائي جاتي ہی اور نہ تصویریں ویسي زندہ ' متحرک اور جاندار ہي معلوم ہوتي ہیں - نہ اونکي ترتیب میں ویسي لطافت ہی اور نہ اظہار تناسب میں وہ نفاست -یہ عمارات تیسري صدي کے آغاز اور اہل کشان کے عہد حکومت میں تعمیر ہوئیں اور ڈھائي صدي بعد ہي تباہ اور برباد ہوگئیں (۱) - سرکپ اور بھڑ کے قدیم شہر تو عہد کشان سے پہلے ہی

(۱) ان عمارات کي چنائي میں طرز تعمیر کے دو نمونے صاف نظر آتے ہیں - ایک ڈابپر کلاں جو اصلي چنائي میں استعمال ہوا ہی - دوسرا فیم ایشلر جو بعد کي مرمتوں اور اضافوں میں استعمال کیا گیا ہی -

قطعاً چھوڑے جاچکے تھے اور اس زمانے میں ٹیکسلہ کا دارالحکومت سرسکھ تھا - پس یہ اغلب معلوم ہوتا ہی کہ جولیاں ' موہڑہ مرادو اور بادلپور کے گرد و نواح میں جو خانقاہیں اور ستوپے واقع ہیں اونمیں سے اکثر دارالحکومت کے سرسکھ میں تبدیل ہونے کے بعد تعمیر ہوئے تھے اور دھرماراجیکا ستوپہ اور بدھہ مذہب کی دیگر بستیاں جو مغرب کی طرف واقع ہیں ' شہر سرکپ کی ہم عصر ہیں - لیکن واقعات خواہ کچھہ بھی ہوں اسمیں کلام نہیں کہ جولیاں اور موہڑہ مرادو کے برآمد شدہ کھنڈرات ' شہر سرسکھ کے کھنڈرات کے ہم عصر ہیں اور یہ اندازہ لگانا کچھہ مشکل نہیں کہ اس قسم کا مقام اراکین بودھہ سنگھا کے لئے بے حد دلفریبیوں اور دلچسپیوں کا موجب ہوتا ہوگا - وہ لوگ اس مقام کے بلند اور باموقع محل وقوع ' اس کے نظارے کی ہمہ‌گیر وسعت ' اس کی خاموشانہ عزلت ' اور اس کی ٹھنڈی اور صاف ہوا کے گوناگوں فوائد سے لطف اٹھانے کے بے حد آرزومند ہونگے - لیکن باوجود ان تمام دلاویزیوں کے وہ اس بات کے بھی اوتنے ہی خواہشمند ہونگے کہ شہر کے لوگوں سے بھی ' جن کی روزانہ خیرات پر ان کی گذران کا دارومدار تھا '

EXCAVATIONS AT JAULIAN

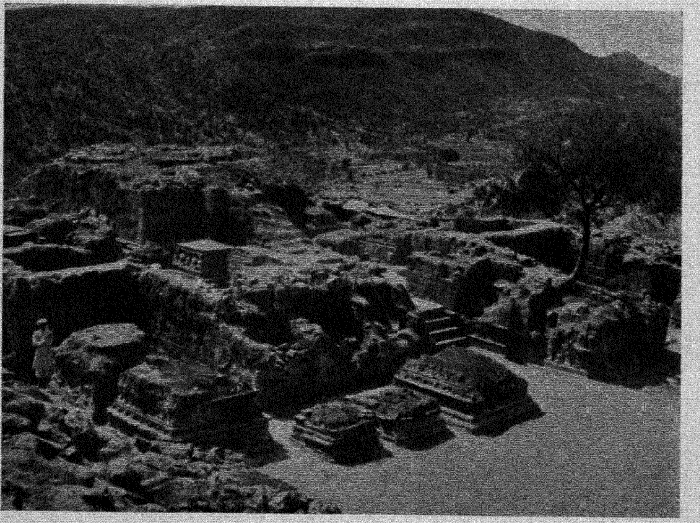


سلسلۂ تعلقات منقطع نہ ہونے پائے - اس مقام کے متعلق ایک قباحت تو ضرور ہوگی اور وہ پانی بہم پہنچانے کی دقت تھی - لیکن یہ ایسی مشکل ہی کہ اہل بودھہ یا جینیون نے کبھی اس کی پروا نہیں کی اور اپنی عبادتگاہون کو ہمیشہ دور دراز بلکہ بعض اوقات ایسے ایسے مقامات میں جاکر آباد کیا کہ اون تک رسائی بھی قریب قریب ناممکن معلوم ہوتی ہی - اس میں شک نہیں کہ اپنی ضروریات کے لئے اونہیں پانی کی بہت کم مقدار درکار ہوتی ہوگی اور اس کے لئے بھی ممکن ہی کہ وہ اپنے اون معتقدین کی امداد پر بھروسہ کرتے ہون جو زیارت کی غرض سے اکثر پہاڑ پر آیا کرتے - خانقاہ میں نوعمر چیلے بھی ہوا کرتے اور غالباً غلام بھی ہونگے جنکے فرائض منصبی میں پانی بہم پہنچانا بھی شامل ہوگا - بہر حال ایام قدیم میں یہ مشکل اتنی بڑی نہ تھی جتنی کہ موجودہ زمانے میں ہی - ابھی ایک ہی نسل کا وقفہ گزرا ہی کہ اس پہاڑی کے جنوبی دامن میں چند قدیم کنوؤں کے کھنڈر موجود تھے اور اس امر میں شک و شبہ کی گنجائیش نہیں کہ وہ اس خانقاہ کے ہم عصر تھے - ان کنوؤں کو زمینداروں نے بھردیا ہی اور اب اونپر کاشت ہوتی ہی -

عمارات جولیان کي ترتیب نقشہ (Plate XXV) سے بخوبي واضع هوجائیگي - اس میں درمیاني پیمانے کي ایك خانقاہ هی جس کے سامنے ستوپوں کے دو صحن مختلف سطحوں پر واقع هیں - بالائي صحن جنوب کي طرف اور زیریں صحن شمال کي جانب اور ایک اور چھوٹا سا صحن اون کے مغرب کي طرف هی - ان پیچ در پیچ عمارات میں داخل هونے کے لئے تین دروازے رکھے گئے تھے - ایک صحن زیریں کے شمال مغربي کونے میں دوسرا بالائي صحن کے جنوب مشرقي گوشے میں اور تیسرا خانقاہ کے مشرقي پہلو میں -

ستوپوں والے چوک

پہلے دروازے سے داخل هوکر هم ایک وسیع اور کشادہ چوک میں پہنچتے هیں جس کے پہلوؤں پر چند چھوٹے چھوٹے کمرے ' جن میں پرستش کے لئے بت رکھے جاتے تھے ' اور پانچ درمیاني جسامت کے ستوپے هیں - ان ستوپوں پر حفاظت کي غرض سے اب چھتیں ڈال دي گئي هیں لیکن اصل میں انپر چھتیں نہ تھیں (Plate XXVI) - تمام ستوپوں کے گنبد اور ڈھولنے ضائع هوچکے هیں لیکن اونکي مربع کرسیوں پر اسوقت بھي چاروں طرف چونے کي خوبصورت اور قابل دید تصویروں کي قطاریں موجود



JAULIAN: GENERAL VIEW OF STUPA COURTS.

PLATE XXVI.

ھیں - مثلاً بدھ اور برھمی ستوا کی ان تصویروں کو دیکھئے جو طاقچوں میں بنی ہوئی ھیں اور جن کے پہلوؤں میں خدام کھڑے ھیں - نیز ھانبی ' شہر ' اور اٹلانٹیز (Atlantes) کی تصویروں کے بھی عجیب ، غریب انداز ملاحظہ ھوں جو بالائی درجے کو اٹھائے ہوئے ھیں - علاوہ ازیں ستوپہ (D^6) پر کھروشٹی زبان کی عبارت بھی قابل التفات ھی جس میں تصویروں کے عنوان اور ان کے بنوانیوالوں کے نام مندرج ھیں - کھروشٹی زبان کے کتبے ' خواہ وہ کسی قسم کے ھوں ' ھندوستان میں بہت کمیاب ھیں اور یہ پہلا موقعہ ھی کہ اس قسم کے کتبے چونے کی تصویروں پر کھدے ہوئے پائے گئے ھیں - اس صحن زیریں کی تمام عمارات چوتھی یا پانچویں صدی عیسوی میں ' بڑے ستوپے کی مرمت اور اس کے نقش و نگار کی از سرنو تجدید کے وقت ' تعمیر ہوئی تھیں اور ان کی چنائی بھی بعد کے زمانے کے نیم ایشلر نمونے کی ھی -

ستوپۂ بالائی

یہ ستوپہ بالائی صحن میں استادہ ھی - اس کی اصلی تعمیر تو غالباً عہد کشاں میں عمل میں آئی تھی لیکن موجودہ عمارت اور چونے کی زیبائشی تصویریں دو صدی بعد کے زمانے سے تعلق رکھتی

هیں - اس کے شمالی رخکار پر بڑھے ہوئے زینے سے ذرا بائیں جانب مہاتما بدھہ کی ایک تصویر بحالت نشست هی - جس کی ناف کے مقام پر ایک گول سوراخ اور نیچے کرسی پر کھروشٹی رسم الخط میں ایک نذری کتبہ کندہ هی جسمیں لکھا هی کہ یہ تصویر ایک شخص بدھہ مترا نامی نے بنوائی تھی ' " جسکو دھرم (کے کاموں) سے مسرت حاصل هوتی تھی " - ناف کے سوراخ کا یہ مقصد تھا کہ جب کوئی شخص کسی جسمانی مرض سے شفا حاصل کرنے کی غرض سے یہاں آکر دعا مانگتا تو وہ اپنی انگلی اس سوراخ میں رکھہ لیا کرتا - یوں تو بڑے ستوپے کے گرد بہت سے چھوٹے چھوٹے ستوپے قطار در قطار واقع هیں اور اونپر نقش و نگار بھی افراط سے هیں مگر ستوپہ (A^{11}) جو جنوبی پہلو پر بنا هی خاص دلچسپی رکھتا هی - اس کی کرسی کے مشرقی پہلو پر بودھی ستوا کی ایک تصویر نہایت اچھی حالت میں موجود هی - ستوپے کا " تبرکات کا خانہ " خلاف معمول بہت گہرا اور تنگ تھا اور اوس کے اندر ایک چھوٹا سا مگر نہایت عجیب و غریب ستوپہ ملا (Plate XIII, b) - یہ ستوپہ ۳ فٹ ۸ انچ بلند اور سخت چونے کا بنا هوا هی جسپر نیلا اور ارغوانی

رنگ چڑھایا گیا ہی - اور اس کے گنبد کے گرد یاقوت ' عقیق ' لاجورد ' فیروزہ ' لعل ' یشب ' نیلم ' اور بلور کے مختلف شکل کے نگینے جڑے ہوئے ہین - اس عجیب و غریب یادگار کی صنعت بے شبہ بھدی اور نا تراشیدہ ہی لیکن اس کی بناوٹ اور اسکے نگینون کے روشن اور فرق البھڑک رنگون مین ایک انوکھی دلآویزی پائی جاتی ہی - اس کے بیچون بیچ ایک خلا ہی جسکے اندر ایک تانبے کی ڈبیا مین ' جسپر سونے کا ملمع تھا ' تبرکات رکھے ہوئے تھے -

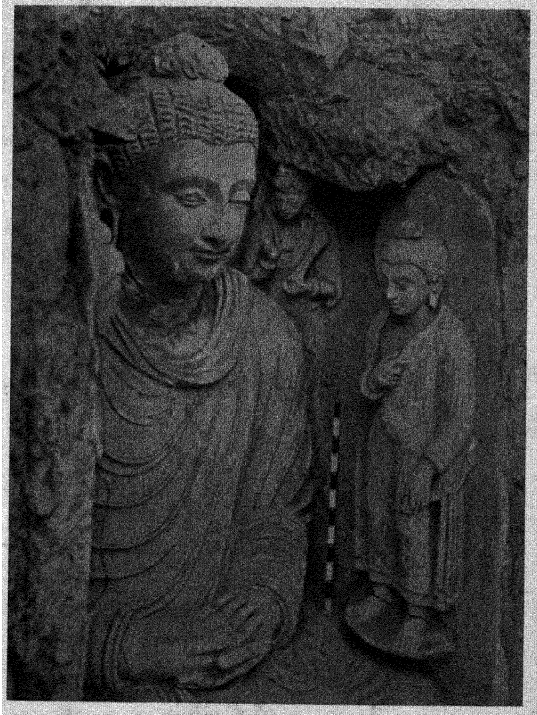
ستوپہ (A^11) کے عقب مین ستوپہ کلان کی جنوبی دیوار پر بدھہ کی چند دیو ہیکل مورتین بنی ہین - یہ مورتین نسبتہً بعد کے زمانے کی (یعنی قریباً پانچوین صدی عیسوی کی) ہین - ان کے جسم بہت بھاری اور بناوٹ مین بھدے ہین لیکن سرون پر ' جو نہایت عمدہ چونے کے بنے ہوئے ہین ' پلستر اور روغن بھی ہی - اور ان کی ساخت مین جہان صنعت کا خیال رکھا گیا ہی وہان محسوسات کو بھی نظر انداز نہین کیا گیا - یہ سر فرش پر پڑے ہوئے ملے تھے اور اب مقامی عجائب خانے ' مین رکھہ دئے گئے ہین - اسی صحن مین ایک اور چھوٹا ستوپہ

بھي توجہ کے قابل ہی جو بڑے ستوپے کے مغربي پہلو پر واقع اور نقشے مین (A[15]) سے تعبیر کیا گیا ہی - اس پر بھي کھردرشٹي طرز تحریر مین چند نذري کتبے کندہ ہین - مثلاً مشرق کي جانب ذیل کي عبارت ہی :—

سنگھا مِتَرسہ بُدھ دیواسہ بھچوسہ دانہ مُکھہ

جس کا ترجمہ ہی " مقدس برادري کے درست بدھ دیو نامي بھکشو کي طرف سے عاجزانہ نذر " -

اب ہم پھر صحن زیرین کي طرف لوٹ کر اوس خانقاہ مین جائینگے جو مشرقي پہلو پر واقع ہی - خانقاہ کے دروازے کے باہر قریب ہي بائین جانب ایک چھوٹا سا کمرہ ہی جس مین چونے کي تصویرون کا ایک نہایت خوبصورت مجموعہ بنا ہوا ہی - یہ تصاویر ایسي عمدہ حالت مین ہین کہ آج تک ہندوستان مین چونے کي تصویرین ایسي محفوظ حالت مین برآمد نہین ہوئین (Plate XXVII) - اس مجموعے کے وسط مین بدھ بحالت استغراق (یعني دھیان مدرا مین) بیٹھا ہی ' اوسکي دائین اور بائین جانب ایک ایک بدھ اور اونکے پیچھے دو خادم کھڑے ہین ' بائین طرف کے خادم کے ہاتھہ



JAULIAN: RELIEF IN NICHE.

میں چوری ہی ' اور دوسرا خادم جس کے بائیں ہاتھہ میں عصا ہی وجرا پانی معلوم ہوتا ہی - درمیانی تصویر پر سرخ اور سیاہ روغن اور طلائی ورق کے بہت سے نشانات اب تک باقی ہیں اور کسی زمانے میں یقیناً ان سب تصویروں پر سونے کے ورق چڑھے ہوئے تھے - اس طاقچے کی بائیں جانب تصاویر کا ایک اور مجموعہ ہی - جو سوءاتفاق سے بہت خراب و خستہ ہوگیا ہی لیکن پھولوں اور پھلوں کی ٹوکری ' جو ایک خادم کے ہاتھہ میں ہی اور نیز خادم کا لباس دیکھنے کے قابل ہیں -

جولیان کی خانقاہ اگرچہ کسی قدر چھوٹی ہی لیکن سطحی اور ارتفاعی نقشوں کے لحاظ سے خانقاہ مرهرہ مرادر کے ساتھہ بہت ملتی جلتی ہی (دیکھو صفحات ۱۹۸ تا ۲۰۶) - اس میں بھی وسط میں اوسی قسم کا کھلا صحن اور صحن کے چاروں طرف حجروں کی قطاریں تھیں ' وسط صحن میں اُسی نمونے کا نشیب اور اوس کے ایک گوشے میں غسل خانہ بنا ہوا تھا ' ویسا ہی مجلس خانہ تھا ' اور باورچی خانہ ' نعمت خانہ ' انبار خانہ اور دیگر کمرے بھی بالکل اوسی قسم کے تھے اور حجروں والے صحن کے مشرقی پہلو میں واقع تھے - خانقاہ کے ان مختلف

حصوں کی ترتیب پلیٹ ۲۵ (Plate XXV) کے نقشے سے اچھی طرح واضح ہوتی ہی - یہاں بھی ہمیں حجروں کے سامنے اُسی قسم کے طاق اور تصویریں اور حجروں کے اندر ویسے ہی طاقچے اور کھڑکیاں نظر آتی ہیں یہاں تک کہ وہ زینہ بھی جو بالائی منزل کو جاتا ہی بالکل اوسی نمونے کا ہی - لیکن جو معلومات ہمیں خانقاہ موہڑہ مرادو سے حاصل ہوئے ہیں اونمیں خانقاہ جولیاں کی بدولت کئی لحاظ سے قیمتی اضافہ ہوتا ہی - مثلاً بعض حجروں کے دروازے جو اب تک بدستور قائم ہیں توقع سے زیادہ نیچے ہیں - علاوہ ازیں صحن کے شمالی پہلو پر جو حجرہ زینے کے عین بائیں جانب واقع ہی ' اور جس میں سے پختہ مٹی کی چند مورتوں کے شکستہ ' مگر روغن اور سنہرے رنگ سے آراستہ ' حصے برآمد ہوئے ہیں مندر کا کام دیتا تھا - اس حجرے کے دروازے پر کئی قسم کی پھول پتّیوں کے بھدے مرقّعے

(۱) دروازے کا قرب و جوار زینے کے لئے زیادہ موزوں تھا اس لئے کہ یہاں سے بالائی منزل میں رہنے والے بھکشو براہ راست اپنے حجروں میں جاسکتے تھے - مندر کے نزدیک زینہ رکھنے سے غالباً یہ مقصد تھا کہ بھکشو لوگ اپنے حجروں میں جانیسے قبل مندر میں عبادت کرلیا کریں -

(۲) مغربی دیوار کے ساتھ جو مورتیں بنی ہیں اونمیں سے ایک تصویر ' جس کے بائیں ہاتھ میں صراحی ہی ' میتریا کی معلوم ہوتی ہی -

بنے ہیں - اندرونی تصویروں کی طرح یہ مرقعے بھی پختہ مٹی کے بنائے گئے ہیں لیکن دونوں حالتوں میں یہ مٹی کسی خاص اہتمام سے نہیں پکائی گئی بلکہ اوس عام آتش زدگی کا نتیجہ معلوم ہوتی ہی جس میں یہ تمام خانقاہ پانچویں صدی عیسوی کے دوران میں مبتلا ہوئی - مگر آثار جولیاں کی تحقیق و تفتیش کے اثناء میں جو نیا مصالحہ ہاتھہ لگا ہی اوس میں تصویروں کے وہ بے نظیر مجموعے سب سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں جو بعض حجروں کے سامنے بڑے بڑے طاقوں میں بنے ہوئے ہیں - انمیں سے اکثر تصویریں مٹی کی ہیں اور اونپر چونے اور نفیس پلستر کی ایک ایک تہ چڑھا کر اوپر سنہری رنگ کردیا ہی - ازانجملہ چند مجموعونکی تشریح سطور ذیل میں کیجاتی ہی :—

حجرہ نمبر ۱ کے سامنے کا طاق

بدھہ کی مورت بحالت تلقین :— بدھہ ایک تخت پر بیٹھا ہی جو انسانی شکل کے ستونوں (۱) (Atlantes) پر قائم ہی - اوس کے دونوں طرف دو دو

(۱) Atlantes - انسانی تصویریں جن سے ستونوں یا نیم ستونوں کا کام لیا جائے یعنی بظاہر اونکے اوپر بالائی حصص عمارت قایم ہوں -

خادم هین جن مین سے سامنے کے دونون خادمون کي تصویرین بہت ضرر رسیدہ هین - پچھلے خادمون مین بائین جانب تو ایک عورت کي تصویر هی جس کے سر کے بال زیور اور هارون سے آراستہ هین - اور دائین طرف غالباً ایک مرد هی جس کے بال سادہ ڈورے سے بندھے هوئے هین جو صرف ایک گول زیور سے مزّین هی - وسطي یعني بدھہ کي تصویر کا ڈھیلا ڈھالا لباس قابل ملاحظہ هی -

حجرہ نمبر ۲ کے سامنے

بدھہ بحالت استغراق (دھیان مدرا مین) تخت پر بیٹھا هی - اوس کي دائین جانب چار مورتین هین جن مین سے سامنے والي تصویر ' جو نسبتہً بڑے قد کي هی ' ممکن هی کہ اس مجموعے کے بنوانے والے کي هو - اس کے پاس هي ایک اور چھوٹي تصویر هی جو اس کی بیوي کي معلوم هوتي هی - انکے پیچھے ایک ملبوس تصویر استادہ هی جس کا صرف نیچے کا حصہ باقی رہ گیا هی اوسکے اوپر بدھہ کي ایک چھوٹي سي ضرر رسیدہ تصویر بحالت نشست هی - بدھہ کی بائین طرف سامنے ایک بھکشو کي تصویر هی - اس کے پیچھے ایک اور بھکشو کھڑا دعا



JAULIAN MONASTERY: FIGURE OF FOREIGNER FROM CLAY GROUP IN FRONT OF CELL 29.

مانگ رہا ہی - اوپر کو غالباً اِندر دیوتا دائیں ہاتھہ میں چوری لئے ' جواہرنگار پگڑی باندھے اور جوشن وغیرہ زیب تن کئے کھڑا ہی - مُعطی کی تصویر پر سنہرے رنگ کے نشانات پائے جاتے ہیں - ان تصویروں کو دیمک نے بہت نقصان پہنچایا ہی -

حجرہ نمبر ۱۷ کے سامنے

وسط میں بدھہ بحالت تلقین بیٹھا ہی - سامنے دو استادہ تصویروں کے حصص زیریں نظر آتے ہیں جن میں دائیں طرف مرد اور بائیں جانب ایک عورت تھی - ان کے پیچھے اور چھوٹی چھوٹی تصویروں کے بقیات ہیں -

حجرہ نمبر ۲۹ کے سامنے

وسط میں بدھہ غالباً بحالت اظہار اَمان (ابھے مدرا میں) کھڑا ہی - اس کے دائیں بائیں بارہ تصویریں تھیں جن میں سے چند ضائع ہوچکی ہیں - باقی ماندہ میں ایک درمیانے قد کے آدمی کی تصویر ' جو بدھہ کی دائیں جانب کھڑا ہی ' سب سے زیادہ دلچسپ ہی - اس نے گھٹنوں تک کا لمبا کرتہ اور بٹن دار پاجامہ پہن رکھا ہی ' سر پر کلاہ ہی اور ایک منقش پیٹی زیب کمر ہی - اس تصویر کے لباس ' اس کی

ڈاڑھي ' اور اسکے چہرے کے خاص نقش و نگار سے صاف ظاهر هوتا هی که وہ کسي غير ملک کا آدمي هی - (Plate XXVIII) - اس کے اور بدھہ کے درميان ایک چھوٹي سي تصوير هی جس نے جبّہ اور زيورات پہن رکھے هين اور بدھہ کي بائين جانب غالباً ایک بھکشو چادر (شنگھاٹي) پہنے کھڑا هی - باقي تصاوير بہت شکستہ حالت مين هين -

یہ مجموعے اور نيز جولياں کي ديگر تصاوير ' بعد کے زمانے کي قندهاري صنعت کي تاريخ پر قابل قدر روشني ڈالنے کے علاوہ اپني اصطلاحي خوبيون کے لحاظ سے بھي خاص دلچسپي رکھتي هين - اسمين کلام نہين که تصوير سازي کے لئے مٹّي بہترين مصالحہ مانا گيا هی - یہ مصالحہ چونے سے بدرجہا بہتر اور کم خرچ هی اور اگر اسکو رنگ کرنے کے بعد چھت کے نيچے حفاظت سے رکھہ ديا جاے تو دير پا بھي هی - ليکن بارش کا اس پر پڑنا غضب هی ' اس لئے که بھيگتے هي اس کے اجزا الگ الگ هو جاتے هيں - يهي وجہ هی که قديم خانقاهون اور ستوپون کي زيب و زينت مين غير محفوظ مقامات مين تو چونا استعمال کيا جاتا تها اور محفوظ مقامات مين مٹّي - ليکن باوجوديکہ مٹّي کا استعمال

اوسي افراط سے هوتا هوگا جیسا که چونے کا ' اور پتھر کے مقابلے میں تو مٹي بہت هي زیادہ مستعمل هوگي تاهم شمال مغربي هندوستان میں اب تک ایک بھي مٹي کي مورت برآمد نہیں هوئي - اور اگر جولیان کي عمارات اوس تباہ کن آتش زدگي سے محفوظ رهتیں جس نے معمولي خام مٹي کي تصویروں کو پختہ مٹي میں تبدیل کردیا تو انمیں سے ایک تصویر بھي هم تک نہ پہنچتي - یہي واقعہ اس امر کي بھي توضیح کرتا هی - که کیوں صحن ستوپہ کے مندروں کي (مٹي کي) مورتیں تو بالکل ضائع هوگئیں اور وہ مورتیں جو اندروں یا حوالئے خانقاہ میں واقع تھیں ' محفوظ رهیں - وجہ یہ هی که مندر تو یک منزلہ تھے اور اس لئے اون کي چھوٹي سي چھت میں جلنے کے لئے لکڑي بھي نسبتہً بہت کم تھي - لیکن برخلاف اس کے خانقاہ چونکہ دو منزلہ تھی اور اوس میں بڑے بڑے برآمدے بھی بنے هوئے تھے اس لئے لکڑي بافراط استعمال کي گئي تھي - نتیجہ یہ هوا که آتش زدگي کے وقت یک منزلہ مندروں میں آگ کي تپش اوس درجے تک نہ پہنچ سکي که خام مٹي کي تصویروں کو پختہ کردیتي :

باقي رها يه امر كه مذكوره بالا آگ پانچويں صدي عيسوي سے قبل نهيں لگي ' اس كا ثبوت اون چند چھوٹي چھوٹي قديم چيزوں سے ملتا هی جو حجروں كے اندر سے دستياب هوئي هيں - ان ميں ايک تو ياقوت كي جلي هوئي مُهر هی جس پر عهد گپتا كي براهمي رسمخط ميں الفاظ سري كليشورا داسي كهدے هوئے هيں اور دوسري اوسي عهد كي ايک دستاويز هی جو صنوبر كي چھال (بھوج پتر) پر اوسی خط ميں لكھي هوئي هی - يه دستاويز اپنی قسم كی پهلي تحرير هی يعني هندوستان كے قديم مقامات كي كهدائي سے اس قسم كي تحرير پهلے كبھي دستياب نهيں هوئي بد قسمتي سے آگ نے اس تحرير كو بهت بري طرح نقصان پهنچايا هی ليكن جو حصے بھی اس كے باقي بچے هيں اون سے معلوم هوتا هی كه اس ميں بدھ مذهب كي كسی منظوم سنسكرت كتاب كي عبارت لكھی هوئي تھی (۱) - دلچسپي كي ديگر قديم اشياء ميں ' جو خانقاه سے دستياب هوئيں ' دو سو ۲۰۰ سے كچھه اوپر كشاني ساساني نمونے كے كھوٹے سكے هيں جو چوتھي

(۱) يه دستاويز حجره نمبر ۲۹ سے ملي تھي -

VIEW OF BHALLAR STUPA.

اور پانچویں صدی عیسوی سے تعلق رکھتے ہیں - علاوہ بریں بہت سی آہنی میخیں ، قبضے ، اور دیگر اوزار ، تانبے کے زیور ، پختہ مٹی کی مورتیں ، اور مٹی کے بے شمار برتن بھی ملے ہیں - مٹی کے برتنوں میں بڑے بڑے غلہ رکھنے کے مٹکے بھی شامل ہیں جن میں سے چند اس وقت بھی بعض حجروں میں موجود ہیں -

بھلڑ ستوپہ

بدھہ مذہب کی یادگاروں کا ایک اور اہم مجموعہ بھلڑ ستوپے کے قریب کھودا جارہا ہی جس کا ذکر قبل ازیں صفحہ ۱۱۶ پر آچکا ہی - یہ مجموعہ کوہ سرڑا کی آخری شاخ پر سرائے کالا حویلیاں ریلوے کی لائن کے قریب سرائے کالا سے پانچ میل اور دریائے ہرو سے نصف میل کے فاصلے پر نہایت با موقع اور دلکش مقام پر واقع ہی (Plate XXIX)- سرڑا وہ پہاڑی ہی جو وادی ہرو کو شمال کی طرف سے گھیرے ہوئے ہی - ستوپے تک پہنچنے کے لئے ٹرالی یعنی ریلوے کی ٹھیلہ گاڑی نہایت ہی مناسب ذریعہ سفر ہی اور بعض اوقات سرائے کالا ریلوے اسٹیشن سے مل سکتی ہی - سرائے کالا سے بھلڑ تک رستہ ڈھلوان ہی اور قریباً چالیس منٹ

میں طے ہوتا ہی - واپسي سفر میں ایک گھنٹے سے زیادہ لگ جاتا ہی -

ہوان چوانگ نے لکھا ہی کہ بھلو ستوپے کو اول اول شہنشاہ آشوک نے تعمیر کرایا تھا اور اس کي تعمیر سے اوس مقام کو بطور یادگار محفوظ کرنا مقصود تھا جہاں کسي سابقہ جنم (۱) میں مہاتما بدھہ نے اپنا سر قربان کردیا تھا - لیکن اگر آشوک نے کبھي اس مقام پر کوئي یادگار قائم کي بھي تھي - تو اب اوس کا کوئي نشان نظر نہیں آتا کیونکہ موجودہ ستوپے کی تعمیر تیسري یا چوتھي صدي عیسوي سے پہلے کي نہیں - ستوپۂ کنال کي مانند یہ ستوپہ بھي ایک بلند اور مستطیل کرسی پر تعمیر کیا گیا تھا جس کي مشرقی جانب ایک فراخ زینہ تھا ' بالائي عمارت میں حسب معمول ڈھولنا اور گنبذ اور گنبذ پر ایک یا زیادہ

(۱) اس خاص جنم میں بودھي ستوا بشکل راجہ چندر پربھا پیدا ہوا تھا - اور جس ٹیکسلہ پر وہ حکمران تھا وہ اوس زمانے میں بھدرشلا کہلاتا تھا - ممکن ہی کہ اوس مقام پر جہاں اس وقت بھلو ستوپہ بنا ہی - کسي زمانے میں کسي قومي ہیرو چندر پربھا نامي کا کوئي ستوپہ موجود ہو جس کی عبادت بعد میں بدھہ مذہب میں شامل کرلي گئي ہو -

چھتریاں تھیں ' ڈھولنا ستوپے کے قطر کے تناسب سے بہت زیادہ بلند اور چھہ یا سات درجوں میں منقسم تھا - یہ درجے جوں جوں اوپر چڑھتے جسامت میں کم ہوتے جاتے تھے اور اوپر کارنتھی نمونے کے بھدے ستون ' افریز ' اور دندانےدار کارنس بنے ہوئے تھے - اسوقت ستوپے کا شمالی نصف بالکل گرچکا ہی اور تبرکات کا خانہ جو ڈھولنے کے اوپر بنا تھا صاف نظر آتا ہی - ستوپے کے سامنے ایک کشادہ صحن ہی جس کے گرد بہت سے کمرے اور دیگر عمارتیں اب نمودار ہو رہی ہیں اور صحن کے مشرق میں ایک وسیع خانقاہ کی مستحکم دیواریں کچھہ کچھہ نظر آنے لگی ہیں - لیکن جب تک کھدائی کے کام میں کسی قدر اور ترقی نہ ہو لے اس وقت تک ان کا ذکر کرنا قبل از وقت ہوگا - ہوان چوانگ کا بیان ہی کہ فرقۂ سوترانتک کے بانی کمار لبدھہ نے اسی خانقاہ میں بیٹھہ کر اپنے رسالے اور کتابیں تصنیف کی تھیں - نیز وہ یہ بھی کہتا ہی کہ تھوڑے ہی دن ہوئے اس ستوپے کے صحن میں ایک معجزہ رونما ہوا تھا جس کی تفصیل یہ ہی کہ ایک عورت جو جذام کے مرض میں مبتلا تھی ' اس ستوپے پر دعا مانگنے آئی اور یہ دیکھہ کر کہ تمام صحن میلا اور خس و

خاشاک سے بھرا ہوا ہی اوس کو صاف کرنے اور عمارت کے گرد پھول بکھیرنے لگی - اس خدمت کی برکت سے اوس کا جذام جاتا رہا اور وہ پھر ویسی ہی حسین ہوگئی جیسی بیمار ہونے سے پہلے تھی -

بھڑ کا میدان مرتفع

ٹیکسلہ کی قدیم یادگاروں کے اس تذکرے کو ختم کرنے سے قبل اون چند اشیاء کا ذکر کرنا باقی رہ گیا ہی جو شہر بھڑ کی کھدائی سے دستیاب ہوئیں - یہ مقام ٹیکسلہ کے تینوں شہروں میں ، جنکا ذکر اوپر آچکا ہی ، سب سے پرانا ہی لیکن کھدائی کا جو کام اس شہر میں ہوا ہی وہ اب تک آزمائشی خندقوں اور گڑھوں تک محدود رہا ہی جو مختلف مقامات پر کھودے گئے اور جن میں سے بعض دوبارہ بھر دئے گئے ہیں - سردست (سنہ ۱۹۲۰ع) صرف ایک مقام کی کھدائی دیکھی جاسکتی ہی (۱) اور وہ موضع بھڑ درگاہی کے شمال میں ، بنگلۂ محکمۂ آرکیالاجی سے قریباً سات منٹ کی مسافت پر

(۱) اس کھدائی کو عنقریب شمال کی طرف وسیع کیا جائیگا - تا کہ عہد موریا کی آبادی اور دیگر قدیم شہروں کے تہوڑے تہوڑے حصے برآمد کئے جائیں جن سے ان شہروں کے نقشے اور طرز تعمیر وغیرہ کا پتہ چل سکے -

جانب جنوب واقع هی - اس خندق میں ' اور نیز دیگر خندقوں کی کھدائی میں ' جو کھنڈرات آشکار هوئے هیں وہ گلیوں اور مکانوں کے حصے هیں جنکی چنائی بھدے ربل نمونے کی هی - یہ عمارات اگرچہ بظاهر سرکپ کی عمارات سے ملتی جلتی هیں لیکن اون سے بہت پہلے کی هیں * چھوٹی چھوٹی قدیم اشیاء میں جو یہاں سے هاتھہ لگیں مٹی کے برتن ' ابتدائی صنعت کی مٹی کی بنی هوئی چھوٹی چھوٹی مورتیں ' اور سکے اور زیورات شامل هیں - لیکن خاص طور پر قابل ذکر قدیم چیزوں کا وہ قیمتی مجموعہ هی جو بنگالۂ آرکیولوجی کے صحن سے برآمد هوا تھا - اس میں کھوٹی چاندی کے ۱۶۰ " چاپ شدہ " سکے ' اور ڈایو ڈوٹس کے وقت کا ایک نہایت نفیس طلائی سکہ جو ایکتی اوکس ثانی والئے شام کے نام پر مضروب هوا تھا ' نیز ایک طلائی چوڑی ' شیر کے ناخن کی شکل کا طلائی آویزہ ' تبرکات رکھنے کی سونے کی ڈبیا ' سونے اور چاندی کے چند زیور ' موتی ' نیلم ' یاقوت ' مونگے ' اور دیگر قیمتی پتھروں کے بہت سے دانے یا منکے شامل هیں - طلائی آویزہ اور سونے کی ڈبیا صنعت

زرگري کے نہایت خوبصورت نمونے ہیں اور اون کي سطح پر نہایت نازک اور نفیس میناکاري ہی اینٹي اوکس کے سکے سے اور نیز مقامي چاپ شدہ سکوں سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ زیورات تیسري صدي قبل مسیح کے دوسرے نصف حصے میں اس جگہ رکھے گئے تھے - اور طلائي آویزہ اور سونیکي ڈبیا چونکہ باقی زیورات کي نسبت زیادہ فرسودہ حالت میں ہیں وہ غالباً کم و بیش نصف صدي پیشتر کي ہونگي - جواہرات کے قریب ہي ایک اور چیز ملي جو کسي سنار کي کٹھالي معلوم ہوتي ہی - اس کے پہلوؤں پر قدیم براہمي رسم الخط میں کچھ لکھا ہوا بھي تھا - ایک دوسرے کمرے کے اندر ایک تنگ و تاریک کنواں برآمد ہوا جس میں بہت سے خالی مٹکے ایک دوسرے کے اوپر اوندھے رکھے ہوئے تھے - یہ کنواں اٹھارہ فٹ گہرائي تک کھودا گیا اور اس میں سے پچاس مٹکے نکالے گئے - اِن اشیاء میں سے اکثر سلطنت موریا کے زمانے کي معلوم ہوتي ہیں جب کہ شہر ٹیکسلہ بلاشبہ بھڑ کے میدان مرتفع پر واقع تھا -

چونکہ یہ کھنڈرات سطح زمین کے بالکل قریب تھے اور انکے نیچے ابھي کم از کم دو اور مختلف زمانوں کي

عمارات کے آثار پائے جاتے ہیں جنکی دیوارون کی بنیادین پندرہ سے بیس فٹ گہرائی تک چلی گئی ہین اس لئے ہمین کامل یقین ہی کہ وہ وقت دور نہین جب کہ اس جگہ بہت ہی قدیم زمانے کے کھنڈرات رونما ہونے شروع ہونگے -

تمام شد

صنعتي و عمارتي اصطلاحات وغيره

Monuments.	آثار - عمارات
Remains.	آثار - بقيات - كهندرات
Relics.	آثار يا تبركات
Aramaic.	آرامي
Dado.	اجارة
Atlantes.	انساني صورت كے ستون
Achaemenians.	ايران كا اخميني خاندان - هخامنشي
Frieze.	افريز
Ionic.	آئيوني
Bactria.	باختر
Superstructure.	بالائي عمارت - بناء فو قاني
Bastion.	برج
Bracket.	بريكٹ - (كهوڑي يا موڑي)
Parthian.	پارتهيائي - اهل پارتهيا
Terra-cotta.	پخته مٹي
Capital.	پركاله - تاج ستون
Survey map.	پيمائشي نقشه
Relic-chamber.	تبركات كا خانه
Scythian.	تورانى - سيتهي يا اهل سيتهيا
Identification.	تطبيق - تعيين - مطابقت
Pedestal.	ٹيك
Bell-shaped.	جرس نما
Persepolitan.	جمشيدي
Cameo.	جواهرات پر ابهروان تصاوير
Intaglio.	جواهرات پر كهدئي هوئي تصاوير
Punch-marked.	"چاپ شده"
Stucco.	چونا
Coping.	حاشيه - منڈير - كوپنگ

Moulding.	ساز
Excavation.	حفريات - کهدائي
Retaining wall.	ديوار پشته - محافظ ديوار
Dentil.	دندانے دار کنده کاري
Granulated.	دانے دار يا دندانے دار کام
Doric.	داروي
Drum.	ڈهولنا
Course (of masonry.)	ردہ
Shaft (of pillar.)	ساق ستون - ڈنڈا
Pillar.	ستون - کهمبه - لاٹهه
Pilaster.	ستون جسکا نصف حصه چنائي مين پوشيده هو - نيم ستون
Plan.	سطحي نقشه
Block (of houses.)	سلسلة يا مجموعهٔ مکانات
Steatite.	سنگ صابون
Oxus.	سيحون (دريا)
Style, School.	طرز - نمونه
Niche.	طاق - طاقچه
Double-headed Eagle.	عقاب ذوراسين
Shaft (of Pillar.)	عمود ستون
Antiquities.	عتائق - قديم اشياء
Mediaeval Period. / Mediaeval age.	عهد وسطے - قرون وسطے ازمنهٔ وسطے
Technique.	فن سنگتراشي مين تصوير کا اصطلاحي طريق تکميل - اصطلاحي امور - عملي دستکاري
B. C.	ق - م - (قبل مسيح)
Corinthian.	کارنتهي

Cornice.	کارنس - چھجه
Balustrade. / Railing.	کٹہرہ - جنگله
Plinth.	کرسي (عمارت کي)
Pedestal.	کرسي (ستون وغيرہ کي)
Ribbed or / Fluted.	کھارے دار - خيارے دار
Column.	لاٹھه - ستون - مينار
Vault.	لداؤ
Eurasian Greeks.	مخلوط يوناني - ايشيائي يوناني
Chapel.	مندر
Bezel.	مہر
Statue.	مجسمه - مورتي - تصوير - بُت - مورت
Figure.	مورتي - تصوير
Image.	مُجسمه - بُت
Statue in the round.	مکمل مجسمه
Apsidal Temple.	محرابي مندر
Satrap.	مرزبان - صوبه‌دار
Relief.	مرقعه - تصوير - مجموعهٔ تصاوير
Bead.	منکا - دانه
Paste.	نقلي جواهرات بنانے کا مصالحه
Hellenistic School.	يوناني طرز - يوناني صنعت